خطیبانہ انداز میں
منفرد تفسیر

خطباتِ سورۃ عصر

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم
وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

تالیف
پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

حامد اکیڈمی
وزیر آباد - پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

خطیبانہ انداز میں منفرد تفسیر

خطباتِ سورۃ عصر

پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

حامد اکیڈمی
وزیر آباد۔ پاکستان

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب .... خطبات سورۃ العصر

مرتب .... پروفیسر عبدالستار حامد

طبع اول .... اپریل 2012ء

کمپوزنگ .... ناظم شہزاد

ناشر .... حامد اکیڈیمی وزیر آباد

مطبع ....

قیمت ....

ملنے کے پتے

☆ جامع مسجد توحیدیہ۔محلّہ کٹڑہ مائی۔وزیر آباد

☆ نعمانی کتب خانہ۔حق سٹریٹ۔اردو بازار۔لاہور

☆ مکتبہ قدوسیہ۔غزنی سٹریٹ۔اردو بازار۔لاہور

☆ اسلامی اکادمی۔اردو بازار۔لاہور

☆ المکتبۃ السّلفیہ۔شیش محل روڈ۔لاہور

☆ مکتبہ نعمانیہ۔اردو بازار۔گوجرانوالہ

☆ والی کتاب گھر۔چوک نیائیں۔گوجرانوالہ

☆ مکتبہ اسلامیہ۔کوتوالی روڈ۔فیصل آباد

☆ مکتبہ اہل حدیث۔امین پور بازار۔فیصل آباد

☆ فاروقی کتب خانہ۔بیرون بوہر گیٹ۔ملتان

☆ مکتبہ اسلامیہ۔غزنی سٹریٹ۔اردو بازار۔لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
1	فہرست	3
2	مصنف کا مختصر تعارف	12
3	انتساب	13
4	دعائیں اور التجائیں	14
5	گزارش ہے کہ	15
6	تقدیم	17
	خطبہ: ا تعارف وفضائل سورت عصر	25
7	تعارف سورت عصر	26
8	فضیلت واہمیت	28
9	شانِ نزول	31
10	سورت عصر اور مسیلمہ کذاب	33
11	عصر کا معنیٰ ومفہوم	36
12	زمانے کی حقیقت	40
13	عہد رسالت	42
14	امتِ محمدیہ کا زمانہ	46
15	نماز عصر	50

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

16	فرشتوں کی گواہی	53
17	انسانی عمر کی قسم	56
18	انسانی تاریخ	59
خطبہ ۲:	قسم کے احکام وآداب	61
19	تمہیدی کلمات	62
20	قسم کا مفہوم	63
21	قسم کی اقسام	64
22	حلفِ الٰہی	66
23	شعائر اللہ کی قسم	69
24	فرشتوں کی قسم	72
25	سورج، چانداور لیل ونہار	73
26	عمرِ مصطفیٰ ﷺ کی قسم	75
27	محمد مصطفیٰ ﷺ کے رب کی قسم	78
28	آدابِ قسم	82
29	صرف اللہ کی قسم	83
30	رب کعبہ کی قسم	85
31	جھوٹی قسم	87
32	نیکی نہ کرنے کا بہانہ	90
33	شہد نہ پینے کی قسم	94

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

34	قسم کا کفارہ	96
35	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قسم	97
36	قسم کے الفاظ	100
خطبہ۳	حقیقتِ انسان	104
37	شرفِ انسانیت	105
38	تمام انبیاء کرام انسان تھے	108
39	بشر اور رسول	110
40	عادیوں کا اعتراض	113
41	ثمودیوں کا سوال	115
42	تمام رسولوں پر اعتراض	116
43	رسولوں کا جواب	117
44	مشرکین مکہ کا تعجب	119
45	جوابِ الٰہی	120
46	قبولِ حق میں رکاوٹ	122
47	انسانوں کے لیے انسان نبی	124
48	قرآن اور انسان	126
49	اُنس سے انسان	130
50	انسان اور نسیان	133
51	انسانی تخلیق	137
52	ناشکرا انسان	139

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

53 جھگڑالوانسان 141

54 دیگرانسانی کمزوریاں 145

55 خلاصۂ تفسیر 146

خطبہ۴: کون کون خسارے میں ہے 149

56 خسارے کامفہوم 150

57 اسبابِ خسارہ 153

58 مشرک کا خسارہ 155

59 اہل بدعت کا خسارہ 158

60 نافرمانِ رسول کا خسارہ 163

61 بے ایمان اور کافر 167

62 منافقین ...... خاسرین 171

63 آخرت پر ایمان نہ لانے والے 177

64 ذکرِ الٰہی سے اِعراض کرنے والے 180

65 بخیل سرمایہ دار 183

66 دیگر خسارہ پانے والے 187

خطبہ۵: ایمان کی حقیقت 189

67 تمہیدی الفاظ 190

68 ایمان کامفہوم 191

69 مومنین وصادقین 194

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

70	کافرین و منکرین	198
71	منافقین و مخالفین	200
72	ایمان اور اسلام	205
73	ہم معنی الفاظ	209
74	چھ مفاہیم	213
75	ایمان میں کمی بیشی	219
76	دیگر قرآنی آیات	222
خطبہ ۶:	ایمان کے ارکان	225
77	تمہیدی کلمات	226
78	اللہ تعالیٰ پر ایمان	227
79	صفاتِ الٰہی	230
80	صفات میں شرک	234
81	اللہ تعالیٰ کی عبادت	237
82	تصرف واختیارات	240
83	رسولوں پر ایمان	244
84	رسالتِ محمدی پر ایمان	249
85	آسمانی کتابوں پر ایمان	251
86	قرآن مجید	253
87	فرشتوں پر ایمان	254

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

88	آخرت پر ایمان	258
89	تقدیر پر ایمان	259
90	تقدیر کے مراتب	261
91	تقدیر اور گناہ	263
خطبہ ۷:	علاماتِ ایمان	268
92	تمہیدی کلمات	269
93	ایمان کی شاخیں	270
94	کلمۂ توحید	271
95	یاد رکھیے!	272
96	محبتِ الٰہی	274
97	محبِّ صادق کون؟	277
98	محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	279
99	احترامِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	283
100	اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	285
101	حبِ صحابہ رضی اللہ عنہم	287
102	استقامت فی الدین	290
103	اخوت وہمدردی	293
104	حسنِ اَخلاق	299
105	امانت ودیانت	301

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

106 شرم وحیاء 304

107 دیگر علامات 307

خطبہ ۸: نیک اعمال 314

108 تمہیدی الفاظ 316

109 عملِ صالح کا مفہوم 318

110 عملِ بدعت 319

111 نیک اعمال کی حیثیت 321

112 فلسفۂ موت وحیات 325

113 ایمان اور عمل صالح 328

114 جنت الفردوس 331

115 مرد اور عورت برابر 334

116 ثواب میں اضافہ 338

117 پانچ پر پچاس 340

118 سیلاب کا عذاب 343

119 بدعمل صاحبزادہ 346

120 قبر میں دوست 350

121 عذابِ قبر سے ڈھال 351

خطبہ ۹: حق کی تبلیغ 356

122 تیسرا اصول 357

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

123 دینی فریضہ 360

124 نگران وسربراہ 362

125 بہترین مثال 365

126 امر بالمعروف ونہی عن المنکر 367

127 عذابِ الٰہی 370

128 واقعہ سبت 372

129 مستحقین لعنت 376

130 حق کیا ہے؟ 379

131 اللہ سبحانہ وتعالیٰ 381

132 توحید باری تعالیٰ 383

133 قرآن مجید 384

134 حدیث رسول ﷺ 386

135 اسلام 388

136 عدل 290

137 صداقت وسچائی 392

138 کتاب وسنت 393

139 حقوق اللہ اور حقوق العباد 394

140 خلاصہ کلام 396

خطبہ ۱۰: صبر کی وصیت 398

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

141	تمہیدی کلمات	399
142	صبر کا مفہوم	399
143	صبر کی اقسام	401
144	صبرِ جمیل	405
145	مواقع صبر	410
146	فوائد اِنَّا لِلّٰہِ	412
147	اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا صبر	414
148	صبرِ ایوب علیہ السلام	417
149	دعاءِ ایوب علیہ السلام	420
150	اہل وعیال اور مال	423
151	صبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم	424
152	صبر اور جنت	427
153	نابالغ بچوں کی موت پر صبر	429
154	رسول اللہ کی اپنے بیٹے سے محبت	432
155	بیٹے کی وفات پر صبر	435
156	سورج گرہن	438
157	ختم نبوت کی دلیل	440
158	امام رازی رحمہ اللہ کا تبصرہ	443
159	الفاظ تشکر	444

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصنف کا مختصر تعارف

نام: عبدالستار حامد ولدیت: حاجی نیک محمد رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ ولادت: ۱۸ فروری ۱۹۶۰ء جائے ولادت: منڈی ڈھاباں ضلع شیخوپورہ

تعلیم:

✯ فاضل جامعہ اسلامیہ۔ گوجرانوالا ✯ گولڈ میڈلسٹ وفاق المدارس السلفیہ

✯ ایم اے اسلامیات (پنجاب یونیورسٹی) ✯ فاضل عربی (لاہور بورڈ)

اساتذہ کرام:

⊙ استاذ المحدثین مولانا ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ ⊙ استاذ العلماء مولانا محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ

⊙ شیخ الادب قاری محمد یحییٰ بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ ⊙ شیخ الحدیث حافظ محمد الیاس اثری حفظہ اللہ

⊙ استاذ القراء قاری احمد دین حفظہ اللہ ⊙ استاذ الحفاظ قاری محمد صابر چنیوٹی حفظہ اللہ

موجودہ ذمہ داری:

❋ خطیب جامع مسجد توحیدیہ اہل حدیث وزیر آباد

❋ اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ مولانا ظفر علی خان ڈگری کالج وزیر آباد

تالیفات:

✦ خطبات سورۃ فاتحہ ✦ خطبات آیت الکرسی ✦ خطبات سورۃ یوسف

✦ خطبات سورۃ کہف ✦ خطبات سورۃ مریم ✦ خطبات سورۃ نور

✦ خطبات سورۃ یاسین ✦ خطبات سورۃ تکاثر ✦ خطبات سورۃ العصر

✦ خطبات سورۃ کوثر ✦ خطبات سورۃ حجرات (زیر ترتیب)

✦ خطبات سیرت مصطفیٰ ✦ انوارِ رمضان ✦ توحید اور شرک کی حقیقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ وَدِیْنِہٖ وَدَمِہٖ وَاَھْلِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ

(جامع ترمذی: کتاب الدیات)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنے مال، دین، جان اور اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے۔''

انتساب

قرآن حکیم کی مختصر اور جامع ترین سورت کی تشریحات وتعبیرات ''خطبات سورت عصر'' کا انتساب اپنے برادرِ حقیقی حاجی محمد رمضان رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کرتا ہوں۔ جنہیں سفاک ڈاکوؤں نے ۱۲ مئی ۲۰۰۹ء بروز منگل بوقتِ سحر ان کے گھر واقع صفدر آباد ضلع شیخوپورہ میں داخل ہو کر اپنی جان، مال اور اہل وعیال کی حفاظت کی پاداش میں اندھا دھند فائرنگ کر کے شدید زخمی کر دیا اور وہ چار گھنٹے موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد مرتبہ شہادت پر فائز ہو گئے۔

اللہ رب العالمین ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے معصوم بچوں اور بچیوں کی حفاظت وکفالت فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

دعا گو

عبدالستار حامد

چیمہ کالونی۔ وزیر آباد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعائیں اور التجائیں

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِينَآ أَوْ أَخْطَأْنَا

❁❁❁❁❁❁❁

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّکَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

❁❁❁❁❁❁❁

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ

❁❁❁❁❁❁❁

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا

❁❁❁❁❁❁❁

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِأَخِيْ وَأَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِکَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ

❁❁❁❁❁❁❁

آمین۔ یارب العالمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزارش ہے کہ......

قرآنِ حکیم اللہ رب العزت کی طرف سے نازل فرمودہ ایسی عدیم المثال کتابِ مبین ہے جس میں انسان کی دنیوی اور اُخروی کامیابی کے اُصول وضوابط بیان فرمائے گئے ہیں۔ اس لاریب کتاب کے نزول کا مقصد عقائدِ باطلہ کی مذمت وتردید، اعمالِ فاسدہ کی اصلاح وتہذیب اور اعمالِ صالحہ کی اشاعت وترویج ہے۔ اسی لیے کلامِ الٰہی میں اقوامِ عالم کے عروج و زوال کے اسباب، اجتماعی وانفرادی زندگی کے حقوق وفرائض، اعتقادات وعبادات اور اَخلاق ومعاملات پر بحث کر کے صراطِ مستقیم کو بالوضاحت والصراحت بیان کیا گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اُمتِ مسلمہ کی زبوں حالی، بداعتقادی اور بے عملی کا اصلی او حقیقی حل قرآنی احکام پر دل وجان سے یقین وعمل، آیاتِ ربانی میں تدبر وتفکر اور کلام اللہ کی تفہیم واشاعت ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ راقم الحروف کچھ عرصہ سے قرآنی معارف وحقائق کی عام فہم انداز میں بصورتِ تقریر وتحریر تبلیغ کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے اور اب تک سورت فاتحہ......آیت الکرسی......سورت یوسف......سورت کہف......سورت مریم......سورت نور......سورت یٰسین......سورت تکاثر......اور سورت کوثر کی خطیبانہ تفسیر علماء، خطباء اور عوام کی خدمت میں پیش کر چکا ہے۔ یہ کتاب ''خطبات سورت العصر'' بھی قرآنی خطبات کے اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ''خطبات سیرت مصطفی ﷺ، انوارِ رمضان اور توحید وشرک کی حقیقت'' کے بھی متعدد ایڈیشن شائع ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چکے ہیں۔

''سورت العصر'' الفاظ وآیات کے لحاظ سے انتہائی مختصر ہونے کے باوجود معانی کی کثرت، موضوعات کے تنوّع اور مفاہیم کی وسعت کے اعتبار سے بڑی جامع سورتِ مبارکہ ہے۔ اس میں فوز وفلاح اور نجات وکامرانی کے بنیادی احکام ومسائل اور قوانین وقواعد بیان کیے گئے ہیں۔ ''سورت العصر'' کی اسی اہمیت وافادیت کے باعث اسے ۲۰۰۲ء میں خطبات جمعہ کا موضوع بنایا گیا اور اب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توفیق وعنایت سے کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کتاب میں موجود خوبیاں اللہ رب العالمین کا فضل واحسان اور خامیاں میری کوتاہ علمی، کم فہمی اور کج قلمی کا نتیجہ ہیں۔ قارئین کرام کے صائب مشوروں کو خلوصِ دل سے قبول کیا جائے گا۔

ممنونِ احسان اور شکرگزار ہوں اپنے بھائیوں جیسے دوست محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد یونس صاحب کا جنہوں نے اپنی مختلف النوع علمی، ادبی، دینی اور تدریسی مصروفیات ومشاغل سے قیمتی وقت نکال کر ''تقدیم'' تحریر کرنے کی زحمت اٹھائی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں مزید وسعت وبرکت فرمائے۔ آمین۔

خالقِ ارض وسماء کے حضور دست بدعا ہوں کہ وہ اپنی آخری کتاب کی خدمت کے اس مقدس مشن میں اس حقیر کاوش وکوشش کو مقبول فرما کر میرے والدین کریمین، اہل وعیال، اعزہ واقارب، بہن بھائیوں، اساتذہ کرام اور قارئین وسامعین کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

۲۴ اکتوبر ۲۰۱۱ء	راقم
۲۵ ذوالقعدہ ۱۴۳۲ھ	عبدالستار حامد
	چیمہ کالونی۔ وزیرآباد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقدیم

قرآن مجید اللہ رب ذوالجلال والاکرام کا کلامِ پُرعظمت ہے۔ خالقِ کائنات اوررب کائنات کی نازل کردہ کتاب ہے۔ یہ وہ قرآن عظیم ہے جو اگر پہاڑوں پر نازل ہوتا تو وہ لرز اٹھتے۔ یہ وہ کتاب حکیم ہے جس کا ایک ایک لفظ موتیوں کی طرح جڑا ہوا ہے اس کی ایک ایک سطر شاخِ گل اور ایک ایک سورت خیابان بہار ہے۔

یہ وہ ''شیریں کلام'' ہے کہ اسے پڑھتے ہوئے قاری پر سوز وگداز اور رقت طاری ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر پڑھنے والے نے اپنے دل کے دروازے بند نہ کرر کھے ہوں تو وہ اس کلام کی مرعوبیت اپنے اوپر طاری ہوتی ہوئی محسوس کرتا ہے اور اس کی روح سربسجود ہو جاتی ہے اور بالآخر قرآن کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے بدی اور ظلم کی طاقتوں کے خلاف نیکی اور حق وصداقت کی جنگ لڑنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اور یہ محسوس کیے بغیر نہیں رہتا کہ اس جنگ میں خود اللہ تعالیٰ اس کا ساتھی اور وہ اس کے آگے پیچھے، دائیں بائیں، سر پر اور دل کی گہرائیوں میں موجود ہے۔ اور وہ اس کے بازوؤں کی طاقت ہے۔ بقول اقبال

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ　　غالب وکار آفریں، کار کشا، کارساز

یہ وہ ''مرقع علم وہدایت'' ہے جو بنی نوع انسان کے لیے ایک مکمل نظامِ زندگی پیش کرتا ہے۔ عدل اجتماعی کا ایک جامع فارمولا پیش کرتا ہے۔ اور یہ ان اساسی صداقتوں کی نشاندہی کرتا ہے جن پر یہ کائنات چل رہی ہے اور جن کے تحت زندگی کا ظہور اور اس کی نشوونما ہوتی ہے۔ علامہ اقبال کے الفاظ میں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آں کتاب زندہ قرآن حکیم　　حکمت اُو لایزال و قدیم

حرفِ اُو ریب نے تبدیل نے　　آیہ اش شرمندۂ تاویل نے

نوعِ انساں را پیامِ آخریں　　حاملِ اُو رحمۃ للعالمیں

یہ وہ ''اخلاقی ضابطے'' پیش کرتا ہے جن پر عمل کرنے سے فرد اور معاشرے کی زندگی میں انقلاب آجاتا ہے اور جن کو چھوڑ دینے سے معاشرہ فساد کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔ یہ وہ بنیادی اصول فراہم کرتا ہے جو انسانی زندگی کو کائنات کے حقائق سے ہم آہنگ کرتے اور اسے اللہ کی رضا اور خوشنودی کا سزاوار بناتے ہیں۔

یہ وہ ''فرقانِ حمید'' ہے جس نے ایمان اور کفر، توحید اور شرک، خلوص اور نفاق، شکر اور ناشکری، شجاعت اور بزدلی، عدل اور ظلم، اطاعت اور انحراف، سخاوت اور بخل، اسراف اور انفاق، خودغرضی اور ایثار و قربانی کو ایک دوسرے کے آمنے سامنے رکھ کر ان کے اثرات اور نتائج پر بحث کی ہے۔

یہ وہ ''نسخہ کیمیا'' ہے جس نے بت پرستوں کو موحد، خانہ بدوشوں کو مہذب اور متمدن، مے خواروں کو شب زندہ دار، لٹیروں کو محافظ و نگہبان، اونٹوں کے چرواہوں کو جہانگیر و جہاں دار اور جہاں بان و جہاں آرا، آوارہ منش انسانوں کو پیکر اخلاق، جاہل اور خانہ بدوشوں کو علم و حکمت کا امام، گم کردہ راہوں کو راہبر و راہنما، ڈاکوؤں کو پاسباں، بھٹکے ہوؤں کو قافلہ سالار، خون کے پیاسوں کو دوست و غمخوار، جنگجوؤں کو مجاہد اور لات و منات کے پجاریوں کو اللہ واحد کے عبادت گزار بنا دیا۔

بقول حالیؔ

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا　　اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مس خام کو جس نے کندن بنایا کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا ادھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

یہ وہ ''جامع کتاب'' ہے جس میں اسلام، اسلامی عقائد وافکار، صفاتِ الٰہی، توحید، آخرت، رسالت، ختم نبوت، انبیاء ﷣ کی دعوت اور ان کی ذمہ داریاں، انبیاء کے قصوں اور تذکروں کے مقاصد، اسلامی عبادات، اخلاقیات، معاشرت، سیاست، عدالت، معیشت، زکوٰۃ، اور انفاق فی سبیل اللہ کے احکام و مقاصد، سود اور سودی نظام کے مفاسد اور اسلامی نظام اور اس کے غلبہ کی جدو جہد، جہاد کا مفہوم اور اس کے عظیم مقاصد، دعوت حق کی اہمیت اور اس کے طریقے، اسلام کا نظام تربیت، فرد اور معاشرہ کی ہم آہنگی، امتِ مسلمہ کا مقام اور مقصدِ حیات اور پوری دنیا میں اس کا مقام، گذشتہ امتوں کے واقعات اور ان کے مقاصد، ان کے عروج وزوال کی داستانیں اور اسباب، صبر و استقامت اور حق کے لیے قربانی کی اہمیت، نصرت الٰہی کی شرائط، اللہ کی رضا جوئی، اللہ کی مشیت اور بندے کی خوئے تسلیم ورضا، تعلق باللہ، توکل علی اللہ، ذکر، شکر، توبہ اور اللہ کی طرف رجوع اور اس کی اہمیت اور اس طرح کے دوسرے امور کو جامعیت اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

یہ وہ ''مکمل ضابطہ حیات'' ہے جس میں مواعظ و احکام بھی شامل ہیں اور انذار و بشارات بھی، صفاتِ الٰہیہ کا بیان بھی اور ذاتِ ربانی کا ثبوت بھی، حصولِ تقرب کا طریق بھی اور توکل وتفویض کا مذکور بھی، ایام اللہ کی تفصیل بھی اور حیات وممات انسان اور عدم ووجودِ عالم کا بیان بھی، فطرت انسانی کی ساخت وشناخت بھی اور افعال رحمانی کے اسرار اور قدرتِ ربانی کے رموز بھی، سطوت قہاری کے نمونے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی اور مغفرتِ ربانی کے بہانے بھی اور بغاوتِ خالق کا انجام بھی۔ الغرض انسان کو پیدائش سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک جتنے بھی مسائل پیش آسکتے ہیں چاہے وہ انفرادی ہوں یا اجتماعی، معاشی یا معاشرتی، سیاسی ہوں یا سماجی قرآن حکیم ان کی مکمل راہنمائی اور حل پیش کرتا ہے۔

یہ وہ ''کتابِ ہدیٰ'' ہے جس نے رنگ ونسل اور حسب ونسب کے امتیازات ختم کر دیے۔ قبائلی عصبیتوں کے تاج محل مسمار کر دیے۔ کجکلاہوں کے تفوق اور مباہات کے محل ڈھا دیے۔ محمود وایاز اور بندہ و بندہ نواز کے فرق مٹا دیے، غلامی کے طوق توڑ دیے اور انسانوں کو انسانیت، آدمیوں کو آدمیت اور بندوں کو بندگیٔ رب کا درس دیا جس نے ان کے ظاہر و باطن، قول وفعل، گفتار و کردار، سیرت وصورت، معاملات واخلاقیات، تصورات واحساسات اور عقائد ونظریات میں وہ انقلاب پیدا کیا جس کی مثال نہ پہلے تھی نہ اب ہے اور قیامت تک ہوگی۔

یہ وہ ''کتابِ الٰہی'' ہے جس نے درندوں کو چوپانی، بھیڑیوں کو گلہ بانی، رہزنوں کو جہانبانی، غلاموں کو سلطانی اور شاہوں کو اخوانی سکھائی۔ یہ وہ ''وحیٔ ربانی'' جس نے خشک میدانوں میں علم ومعرفت کے دریا بہا دیے، جس نے دلوں کی سنگلاخ زمینوں میں حکمت ودانائی کے چشمے رواں کر دیے، خودغرضوں کو محبت قومی کا دردمند اور جانی دشمنوں کو جگر بند بنا دیا۔

یہ وہ ''کتابِ عمل'' ہے جو قیامت تک نوعِ انسانی کے لیے عموماً اور امتِ مسلمہ کے لیے خصوصاً کامل اور صحیح ہدایت وراہنمائی کے لیے نازل ہوئی۔ اس کی مختلف سورتیں اور آیات دائمی اور ابدی ہدایات پر مشتمل ہونے کے ساتھ مخصوص

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالات کے لیے خصوصی راہنمائی کا سامان بھی رکھتی ہیں۔ جب بھی مسلمان ذہنی اعتبار سے شکست خوردہ اور سیاسی اور سماجی لحاظ سے محکوم ومغلوب ہوں، انتشار واختلاف کے مارے ہوئے اور پست ہمتی، بزدلی اور مصلحت اندیشی کا شکار ہوں، اہلِ باطل سے مرعوب اور ان کے آگے سرنگوں ہوں، اسلامی عقائد وافکار پر باطل نظریات کی اور مسلمانوں پر کفار ومشرکین اور ملحدین کی یلغار ہو، مسلمانوں کی جان، مال، عزت وآبرو، دین، مساجد اور علاقے خطرات میں گھرے ہوں اور مسلمان خود اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کے مرض میں مبتلا ہوں اور تحریکِ اسلامی انتشارِ فکر وعمل، زوال اور جمود کا شکار ہو ایسے حالات میں اس ''کتابِ عمل'' میں امتِ مسلمہ کے لیے بہترین، واضح اور قطعی راہنمائی موجود ہے۔

آج پوری امتِ مسلمہ بالعموم اور اہلِ پاکستان بالخصوص انہی حالات میں گھرے ہوئے ہیں۔ حالات اتنے شدید ہیں کہ اچھے اچھے سوچنے والے دماغ شل ہوگئے ہیں۔ انہوں نے کم ہمتی سے حالات کے آگے ہتھیار ڈال دیے ہیں۔ تمام دینی جماعتیں انتشارِ فکر وعمل اور جمود کا شکار ہیں۔ ملک وملت کے پیچیدہ اور گھمبیر مسائل نے دعوت وارشاد کے کام کو بری طرح متاثر کر رکھا ہے۔ اور بیشتر ذہنی اور عملی قوتیں انہی کی نذر ہو کر رہ گئی ہیں مگر ان میں سے کسی ایک بھی مسئلے کے حل کی راہ دکھائی نہیں دے رہی جن پیچیدہ اور گھمبیر مسائل نے ملک وملت کو گھیر رکھا ہے۔ جو لوگ کتاب وسنت کا علم رکھتے ہیں وہ بدقسمتی سے کم ہمتی اور مصلحت اندیشی میں مبتلا ہیں اور خوابیدہ امت کو جگانے کی بجائے خود لمبی تان کر سو گئے اور حالات زبانِ حال سے یہ پکار رہے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا   تمہی سو گئے داستاں کہتے کہتے

اور جو لوگ جرأت، بے باکی اور رگوں میں گرم خون رکھتے ہیں، ان کے پاس کتاب وسنت کی راہنمائی اور صحیح اسلامی فکر نہیں اور وہ دینی بصیرت و کردار کے بغیر حالات سے پنجہ آزمائی کرنا چاہتے ہیں نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔

ان حالات میں قرآن حکیم ہمارے لیے بہترین مشعلِ راہ ہے۔ دعوت وعمل کی کتاب ہے۔ قرآن ہی اس دعوت کی روح اور اس کا محرک ہے، اس کا خمیر اور اس کا وجود ہے، اس کا محافظ اور اس کا نگہبان ہے، اس کا بیان اور اس کا ترجمان ہے، اس کا دستور اور طریقِ عمل ہے اور آخری مرجع بھی جس میں ہمارے دکھوں کا حل بھی ہے اور ہمارے درد کا درماں بھی۔

پس چہ باید کرد۔ امت کے بھٹکے ہوئے ''آہو'' کو سوئے حرم لانے کی کیا صورت ہو؟ یہ ہے آج کے دور کی امتِ مسلمہ کا بالعموم اور اس ملک کے باسیوں کا بالخصوص بنیادی سوال جس کا جواب ملنا بہت ضروری ہے۔

قرآن حکیم کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جب کبھی بھی قومیں بحیثیت مجموعی راہِ راست سے بھٹک گئیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی راہنمائی کے لیے کوئی نہ کوئی پیغمبر مبعوث فرما دیا۔ اب جب کہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ نے واضح طور پر فرما دیا ''اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمُ'' [ابن ماجہ: حدیث ۴۰۷۷] اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا۔ ''اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ'' [ترمذی: حدیث ۲۶۸۲] گویا اب یہ فریضہ امت کے علماء کرام کا ہے کہ وہ اپنی ذمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داری کو نبھائیں اور ان گھمبیر حالات میں ہدایت کے متلاشی انسانوں کی راہنمائی فرمائیں اور ان کو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں ان کا حل بتائیں۔ گویا منبر و محراب کے وارثوں پہ فرض ہے کہ وہ اپنے دروس اور جمعہ کے خطبات کے موضوعات میں قرآن کریم کو اپنا مرکز و محور بنائیں اور قرآن حکیم کی روشن کرنوں سے اپنے مخاطبین کے دلوں کو منور فرمائیں۔

پروفیسر حافظ عبدالستار حامد لائق صد مبارک باد ہیں کہ انہوں نے اس میدان میں اولیت کا شرف حاصل کیا اور خطبوں کو ایک نیا رنگ، نیا آہنگ اور نیا ڈھنگ دیا۔ خطبات کا موضوع قرآن کریم کی مختلف سورتوں کو ہی بنیاد بنا کر ان کی تشریح، توضیح اور تفسیر بیان کر رہے ہیں۔ اور اب تک سورت فاتحہ، سورت یوسف، سورت کہف، سورت مریم، سورت یٰسین، سورت نور، آیت الکرسی، سورت کوثر اور سورت تکاثر کے خطبات پر مبنی اپنی تالیفات شائع کر چکے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے راہوار قلم کی رفتار میں اور زیادہ تیزی عطا فرمائے۔ زیرِ نظر کتاب اسی سلسلہ کی تازہ تصنیف جو "سورت العصر" کے خطبات پر مبنی ہے۔ اس سورت کی تفسیر و توضیح کو دس خطبوں میں پھیلا دیا ہے اور ہر خطبہ بجائے خود ایک مکمل کتاب ہے۔

پہلا خطبہ تعارف و فضائل، دوسرا خطبہ والعصر کی مناسبت سے قسم اور اس کے احکام، تیسرا خطبہ حقیقتِ انسان، چوتھا خطبہ خسارے کی حقیقت اور کون کون خسارے میں ہے، پانچواں خطبہ ایمان کی حقیقت، چھٹا خطبہ ایمان کے ارکان، ساتواں خطبہ ایمان کی نشانیاں، آٹھواں خطبہ نیک اعمال، نوواں خطبہ حق کی تبلیغ اور دسواں خطبہ صبر کی وصیت اور حقیقت پر مبنی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قارئین کرام! میں نے طوالت کے خوف سے ان خطبوں کے ذیلی عنوانات نہیں لکھے ورنہ یہ مقدمہ بجائے خود ایک کتاب ہوتی۔ میں تحدیثِ نعمت کے طور پر لکھ رہا ہوں کہ اللہ پاک نے مولف محترم کو کتنی خوبیوں سے نوازا ہے۔ ایک طرف ''مرکزی جمعیت اہل حدیث'' جو پورے ملک میں سلفی فکر کی واحد نمائندہ جماعت ہے کے صوبہ پنجاب کے امیر ہیں۔ ساتھ ہی کالج کی تعلیمی ذمہ داریاں ہیں۔ تنظیمی دوروں کی مصروفیت کہ اس کے ذریعے پورے پنجاب کے نظم میں نئی روح پھونک دی ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ

شاہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا　　پُر دم ہے اگر تُو تو نہیں خطرۂ اُفتاد

خطابت کی ذمہ داریاں اور پر مغز خطبات اور تصنیف و تالیف کے گراں قدر شاہ پارے اس پر مستزاد، حیرانی ہوتی ہے کہ یہ کس بلا کا انسان ہے۔ حسرت موہانی نے اپنی زندگی کی تگ و دو کے بارے میں کہا تھا

اک طُرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی
ہے مشقِ سخن جاری اور چکی کی مشقت بھی

یہی حال پروفیسر حافظ عبدالستار حامد صاحب کا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے قلم میں زیادہ قوت اور روانی عطا فرمائے اور ان کی یہ تمام کاوشیں اور محنتیں قبول فرما کر آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد یونس
یونیورسٹی آف سنٹرل پنجاب
جوہر ٹاؤن، لاہور

۱۵۔ اکتوبر ۲۰۱۱ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 1

تعارف وفضائل سورت عصر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ اَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

﴿وَالْعَصْرِ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ○ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ○﴾

''زمانے کی قسم! بے شک انسان گھاٹے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔''

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے جس نے انسانیت کو وجود عطاء فرمانے کے بعد اس کی ہدایت وراہنمائی کے لیے ''بعثتِ انبیاء'' کا سلسلہ جاری فرمایا اور سب سے آخر میں ہمارے آقا و مولا محبوب ومقتدا اور مطاع وپیشوا جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ اللہ رحیم وکریم ہماری طرف سے آپ ﷺ کی ذاتِ طیبہ پر لاتعداد وبے شمار درود وسلام نازل فرمائے۔ آمین۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعارف سورت عصر:

سورت عصر قرآن مجید کی ایک مختصر سورت مبارکہ ہے پورے قرآن عزیز میں صرف سورت کوثر کے حروف اس سورت سے کم ہیں۔یعنی سورت کوثر کے علاوہ قرآن مجید کی باقی تمام سورتوں سے چھوٹی سورت ''سورت عصر'' ہے۔اس سورتِ مبارکہ کی تین آیات، چودہ الفاظ وکلمات اور اڑسٹھ حروف ہیں۔اور یہ سورت ایک رکوع پر مشتمل ہے۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ الٓمٓ حَرْفٌ وَلٰكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَّلَامٌ حَرْفٌ وَّمِيمٌ حَرْفٌ))[جامع ترمذی: کتاب فضائل القرآن،باب ماجاء فيمن قرأ......]

''جوشخص اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن عزیز) سے ایک حرف کی قراءت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر حرف کے بدلے میں اسے دس نیکیوں کا اجروثواب عطا فرماتا ہے۔''

اس فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق سورت عصر کی ایک مرتبہ تلاوت کرنے والے خوش نصیب ایماندار کو چھ سو اسی (٦٨٠) نیکیوں کا اجروثواب عطا فرمایا جاتا ہے۔یہ سورت مقدسہ الفاظ وحروف کے اعتبار سے مختصر ہونے کے باوجود مفاہیم،موضوعات اور مسائل کے لحاظ سے بڑی جامع اور اہم سورت ہے۔اسی لیے خطبات جمعات میں کئی دوسری سورتوں کی تشریحات وتوضیحات کے بعد اس سورت کریمہ کی تفسیر وتعبیر کا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے۔اللہ رحیم وکریم اپنی بابرکت کتاب کے ساتھ ہماری محبت والفت کو مقبول ومنظور فرما کر ہماری دنیوی اور اخروی نجات کا ذریعہ بنائے۔آمین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کی جو سورتیں نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی پر ہجرتِ مدینہ سے قبل نازل فرمائی گئیں انہیں ''مکی سورتیں'' اور جو ہجرت کے بعد مدنی زندگی میں اتاری گئیں انہیں ''مدنی سورتیں'' کہا جاتا ہے۔قرآن مجید کی نزولی ترتیب کے اعتبار سے سورت عصر تیرہویں سورت ہے جبکہ ''ترتیب توقیفی'' کے لحاظ سے اس کا نمبر ایک سوتین (۱۰۳) ہے۔ یہ سورتِ مبارکہ مکی دور کے آغاز میں نازل فرمائی گئی۔ مندرجہ ذیل سورتیں یا ان کے اکثر حصے سورت عصر سے قبل نازل ہو چکے تھے۔

۱)سورت علق	۲)سورت قلم	۳)سورت مزمل
۴)سورت مدثر	۵)سورت فاتحہ	۶)سورت لہب
۷)سورت تکویر	۸)سورت اعلیٰ	۹)سورت اللیل
۱۰)سورت فجر	۱۱)سورت ضحیٰ	۱۲)سورت انشراح

سورت عصر میں اسلامی تعلیمات کا خلاصہ اور قرآن وحدیث کے احکام کا نچوڑ بیان کر دیا گیا ہے۔اسی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سورت کی بکثرت تلاوت کرتے اور ملاقات پر ایک دوسرے کو یہ سورت سنایا کرتے تھے۔تا کہ اس وہ سورت میں بیان کردہ کامیابی کے اصولوں کا درس کسی لمحے بھی بھولنے نہ پائیں۔صحابی رسول جناب عبداللہ بن حصن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

((كَانَ الرَّجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا الْتَقَيَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا عَلَى أَنْ يَقْرَأَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ سُوْرَةَ الْعَصْرِ إِلَى آخِرِهَا ثُمَّ يُسَلِّمُ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ))

[تفسیر ابن کثیر: تفسیر سورت العصر]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عام معمول تھا کہ جب دو شخص آپس میں ملاقات کرتے تو اس وقت تک جدا نہ ہوتے جب تک وہ ایک دوسرے کو سورت عصر کی تلاوت نہ سنا لیتے (سورت عصر سننے اور سنانے کے بعد) پھر وہ آپس میں سلام کہہ کر رخصت ہوتے تھے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عمل محض برکت، تبرک اور حصولِ ثواب کی خاطر نہیں تھا بلکہ ایک دوسرے کو اس سورت میں بیان کردہ اسلام کے بنیادی احکام ومسائل کی یاد دہانی کے لیے تھا۔

فضیلت واہمیت:

قرآن مجید اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آخری معتبر اور مستند کتاب ہے جس میں انسانی زندگی کے تمام مسائل، معاملات اور حالات کے بارے مکمل راہنمائی موجود ہے۔ انسانی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو قرآنی موضوعات سے خارج اور قرآنی آیات سے باہر ہو۔ عربی شاعر نے بالکل سچ کہا ہے کہ:

جَمِيْعُ الْعِلْمِ فِي الْقُرْآنِ لٰكِنْ تَقَاصَرَ عَنْهُ أَفْهَامُ الرِّجَالِ

"قرآن مجید تمام علوم ومعارف کا منبع اور مرکز ہے لیکن انسانوں کی عقلیں اسے پوری طرح سمجھنے سے عاجز اور قاصر ہیں۔"

سورت عصر میں اللہ رب العالمین نے نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ انسان کی دنیوی اور اخروی کامیابی کے قوانین وضوابط بیان فرما دیے ہیں اسی لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

((لَوْ تَدَبَّرَ النَّاسُ هٰذِهِ السُّوْرَةَ لَوَسِعَتْهُمْ))

[تفسیر ابن کثیر: تفسیر سورت عصر]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگرلوگ اس ایک سورت کے معانی اور مفاہیم پر غور وفکر کر لیں تو ان کی کامیابی کے لیے یہ ایک سورت ہی کافی ہے۔''

امام شافعی رحمہ اللہ نے سورت عصر کے فضائل کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

((لَوْ لَمْ يُنْزَلْ غَيْرُ هٰذِهِ السُّوْرَةِ لَكَفَتِ النَّاسَ لِاَ نَّهَا شَمَلَتْ جَمِيْعَ عُلُوْمِ الْقُرْآنِ))[تفسیر روح المعانی: سورت العصر]

''اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس سورت عصر کے علاوہ کچھ اور نازل نہ بھی فرمایا جاتا تو انسان کی رشد وراہنمائی اور ہدایت کے لیے یہ ایک سورت ہی کافی تھی۔ کیونکہ یہ سورت تمام قرآنی علوم ومعارف پر مشتمل ہے۔''

انسان کی نجات اور کامیابی کا انحصار عقائد کی اصلاح ،اعمال صالحہ کی کثرت،اسلام کی تبلیغ واشاعت اور صبر کی تلقین وتاکید پر ہے اور یہ چاروں موضوعات اس سورت مبارکہ میں تفصیلاً بیان فرما دیے گئے ہیں۔ارشادِالٰہی ہے:

﴿وَالْعَصْرِ o إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ o إِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ o﴾

''زمانے کی قسم !بے شک انسان گھاٹے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔''

شیخ الاسلام ،فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے سورت عصر کا ترجمہ وتفسیر کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ:

''انسان سمجھتا ہے کہ میں دن بدن ترقی کر رہا ہوں حالانکہ یہ تنزل کو جا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا ہے۔زمانہ ہر آن متحرک ہے ۔اس کے ساتھ ہی انسان میں بھی حرکت ہے۔اس لیے ہم سچ کہتے ہیں ۔قسم ہے زمانے کی جو گیا واپس نہیں آتا ، تحقیق انسان سراسر نقصان میں ہے۔اس کی عمر کا ہر لمحہ قیمتی ہے۔مگر یہ اسے بے فائدہ ضائع کرتا ہے ۔انسان کی زندگی کا اصل مقصود ہے، ذکرِ خدا اور عبادتِ الٰہی ۔ جو لوگ اس مقصود سے غافل ہیں وہ اپنی زندگی کی حیثیت میں بالکل دھوکے میں ہیں لیکن جن لوگوں نے حسبِ تعلیمِ الٰہی ایمان قبول کر کے نیک عمل کیے اور ایک دوسرے کو حق پسندی کی نصیحت کرتے رہے یعنی یہ کہتے رہے کہ میاں! سچی بات کسی کی ہو، قبول کر لینی چاہیے کیونکہ:

مرد باید بگیرد اندر گوش ورنبشت است پند بر دیوار

اور تکلیفات اور مصائب پر صبر کی تلقین کرتے رہے۔وہ نقصان یا ٹوٹے میں نہیں

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ '' [تفسیر ثنائی: سورت عصر]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک سورت عصر کی اہمیت وفضیلت کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ کو جب ابولؤلؤ فیروز مجوسی نے امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر نمازِ فجر کے دوران مسجد نبوی میں قاتلانہ حملہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہونے کے باعث نماز کی امامت جاری نہ رکھ سکے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زخموں سے چور مصلے ایک جانب پڑے تھے اور جناب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس نماز کی ایک رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد ''سورت عصر'' اور دوسری رکعت میں ''سورت نصر'' کی تلاوت فرمائی۔جیسا کہ جناب میمون رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

((شَھِدْتُ عُمَرَ حِیْنَ طَعَنَ فَأَمَّنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَقَرَأَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاَقْصَرِ سُوْرَتَيْنِ فِي الْقُرْآنِ بِالْعَصْرِ وَإِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ فِي الْفَجْرِ)) [تفسیر الدر المنثور: سورت العصر]

"جب جناب عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا گیا تو میں وہاں موجود تھا۔ اور حملے کے بعد جناب عبدالرحمٰن بن عوف نے رضی اللہ عنہ ہماری امامت کروائی اور نمازِ فجر میں قرآن مجید کی دو انتہائی مختصر سورتوں، سورت عصر اور سورت نصر کی تلاوت فرمائی۔"

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ اس سورت کی عظمت کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"یہ سورت جامع اور مختصر کلام کا بے نظیر نمونہ ہے۔ اس کے اندر چند جچے تلے الفاظ میں معنی کی ایک دنیا بھر دی گئی ہے۔ جس کو بیان کرنے کا حق ایک پوری کتاب میں بھی مشکل سے ادا کیا جا سکتا ہے۔ اس میں بالکل دوٹوک طریقہ سے بتا دیا گیا ہے کہ انسان کی فلاح کا راستہ کون سا ہے اور اس کی تباہی و بربادی کا راستہ کونسا۔" (تفہیم القرآن: جلد ۶ العصر)

شانِ نزول:

شانِ نزول یا سبب نزول سے مراد وہ واقعہ اور پس منظر ہے جو کسی سورت یا آیت کے نزول کی وجہ اور باعث ہو۔ سورت عصر کا شانِ نزول یہ ہے کہ:

"کلدہ بن اسید جس کی کنیت ابوالاسدین تھی عہدِ جاہلیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس کا بڑا یارانہ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے تو یہ ناصح مشفق بن کر آپ رضی اللہ عنہ کو سمجھانے آیا، کہنے لگا اے ابوبکر! تمہاری قابلیت اور دانشمندی ہر شک وشبہ سے بالاتر تھی۔ کاروبار میں بھی تمہارا کوئی ہمسر نہ تھا۔ اپنی تاجرانہ مہارت کے باعث تمہارا ہر سودا نفع بخش ہوا کرتا تھا۔ بایں فہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ودانش تم نے اپنے آباء اجداد کا طریقہ چھوڑ دیا۔ لات وہبل کی عبادت ترک کر دی اور ان کی شفاعت سے اپنے آپ کو محروم کر دیا۔ تم سے ایسی نادانی کی توقع ہرگز نہ تھی۔ آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو جواب دیا کہ جو شخص حق کو قبول کر لیتا ہے اور ثابت قدمی سے راہِ راست پر گامزن ہو جاتا ہے وہ زیاں کار نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی جس سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔'' [تفسیر عزیزی: ضیاء القرآن سورت العصر]

﴿وَالْعَصْرِ ○ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ○ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○﴾

''زمانے کی قسم! یقیناً ہر انسان خسارے میں ہے بجز ان (خوش نصیبوں) کے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے نیز ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کرتے رہے۔''

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی اکرم، رسول معظم، رحمت مجسم جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار، راز دان اور رمز شناس تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو پہلا صحابی ہونے کا اعزاز وشرف حاصل ہے اور آپ رضی اللہ عنہ نے قبولِ اسلام سے لے کر رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دارِ فانی سے رخصت ہونے تک ہر موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اور آپ کی خدمت، اطاعت اور وفاداری کا حق ادا کیا۔ اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے سورت عصر کے علاوہ قرآن حکیم کی انیس آیاتِ طیبات آپ کی عظمت وفضیلت اور مقام ومرتبہ کے اظہار وبیان کے لیے نازل فرمائیں۔ جن کی تفصیل ہم نے ''خطبات سورت نور'' کے موضوع ''ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قرآنی اوصاف'' میں بیان کی ہے۔ مختصر یہ کہ سورت عصر کی یہ تین آیات مبارکات بھی اللہ رب العالمین نے سیدنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ارشادات کی تائید وتصدیق میں نازل فرمائیں۔سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ ذاتِ گرامی ہیں کہ:

احبابِ مصطفیٰ میں وہ اِک مظہرِ جمال
میدانِ کارزار میں اللہ کا جلال
وہ اوّلین مُصَدِّقِ پیغمبرِ خدا
سلام پر نثار کیے جس نے جان ومال
بوبکر سانہیں کوئی امت میں دوسرا
لائے تو کوئی ڈھونڈ کے صدیق کی مثال
مداح جس کے خالق و جبریل ومصطفیٰ
میں اس کی منقبت لکھوں میری کیا مجال؟

سورت عصر اور مسیلمہ کذاب:

مسیلمہ، یمامہ کے علاقے میں رہائش پذیر قبیلے بنوحنیفہ کا سردار اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ہی جھوٹی نبوت کا دعوے دار تھا۔یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے لیے یہ شرط رکھی کی آپ مجھے اپنا جانشین مقرر فرمادیں تو میں آپ کی وفات تک دعویٰ نبوت سے دستبردار ہوجاتا ہوں اور آپ کے بعد آپ کا جانشین اور نبی میں ہوں گا۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کے حکم سے تجاوز نہیں کرسکتا۔اس شرط پر اگر تم مجھ سے کھجور کی یہ چھڑی بھی طلب کروتو تمھیں وہ بھی نہیں دوں گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسیلمہ آپ ﷺ کی طرف سے یہ کورا جواب سن کر واپس چلا گیا اور یمامہ جا کر آپ ﷺ کو ایک خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ ”آدھا ملک میرا اور آدھا قریش کا“ ہے مگر قریش بڑے ظالم ہیں کہ انہوں نے میرے ملک پر زبردستی قبضہ کیا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کے جواب میں لکھا کی تم ”مسیلمہ کذاب“ یعنی بڑے جھوٹے اور دغاباز ہو۔ چنانچہ یہ تاریخ میں آج تک مسیلمہ کذاب ہی کے نام سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔

اس جھوٹے، مکار اور دغاباز نے ”زمانۂ رسالت“ میں سورت عصر کے کلمات بابرکات کا مقابلہ اور معارضہ کرنے کی کوشش کی مگر اس عظیم سورت کے مختصر الفاظ بے مثال تراکیب اور حسن ترتیب کے جواب میں اسے ناکامی اور شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ تفسیری روایات میں ہے کہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سعادت اندوز اسلام ہونے سے قبل ایک مرتبہ وفد کے ہمراہ مسیلمہ کذاب کے پاس گے۔ دورانِ گفتگو مسیلمہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا کی بتلاؤ!

مَاذَااُنْزِلَ عَلٰی صَاحِبِکُمْ فِیْ ھٰذِہِ الْمُدَّةِ

”اِس عرصہ میں تمہارے صاحب یعنی محمد ﷺ پر کیا نازل ہوا؟“

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اسے بتایا کہ

لَقَدْ اُنْزِلَ عَلَیْهِ سُوْرَةٌ وَجِیْزَةٌ بَلِیْغَةٌ

”اِن دنوں اُن پر بڑی مختصر انتہائی بلیغ اور عظیم سورۃ نازل ہوئی ہے۔“

مسیلمہ کذاب نے پوچھا وہ کونسی سورت ہے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے روبرو ہو کر سورۃ عصر کی تلاوت کی:

﴿وَالْعَصْرِ ٥ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ٥ إِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ٥﴾

''زمانے کی قسم بے شک انسان خسارے میں ہے۔سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔''

مسیلمہ قرآن کریم کے یہ بے مثال و باکمال الفاظ سُن کر دنگ رہ گیا۔چند لمحے غور وخوض اور خاموشی کے بعد بولا''اے عمرو! اِس قسم کی ایک سورت مجھ پر بھی نازل ہوئی ہے۔عمرو نے پوچھا کون سی؟ تو مسیلمہ بولا

((یَا وَبَرُ یَا وَبَرُ اِنَّمَا اَنْتَ اُذُنَانِ وَصَدَرٌ وَسَتُرُكَ حَفِرٌ نَقِرٌ))

''اے وبر، اے وبر (وبر بلی کی شکل کا ایک حقیر اور بدصورت جانور ہے) بیشک تیرے دو کان اور ایک سینہ ہے اور تیرا باقی جسم نا کارہ اور بدصورت ہے۔''

یہ الفاظ کہہ کر مسیلمہ نے عمرو بن عاص سے داد طلب کرتے ہوئے پوچھا بتاؤ کیسی آیات ہیں؟ انہوں نے (ابھی تک مسلمان نہ ہونے کے باوجود) کہا اے مسیلمہ!

((وَاللّٰهِ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ اَنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَكْذِبُ))

[تفسیر ابن کثیر: تفسیر سورۃ العصر]

''اللہ کی قسم تجھے اچھی طرح معلوم ہے کی میں تجھے بہت بڑا جھوٹا سمجھتا ہوں۔''

آپ نے غور فرمایا کہ نبوت کے جھوٹے دعوے دار نے سورۃ عصر کے نورانی کلمات کا مقابلہ ایسے بے معنی اور بے ہودہ الفاظ سے کرنے کی کوشش کی جسے ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا فرو مشرک کے ذوقِ سلیم نے بھی مسترد کر دیا اور مسیلمہ کذاب کی بات کو خرافات قرار دیتے ہوئے اُس کے منہ پر اُسے پرلے درجے کا جھوٹا انسان کہا اور اس سے اپنی نفرت کا اظہار کیا۔ کسی اُردو شاعر نے کہا ہے۔

جمالِ حسنِ قرآں ، نورِ جاں ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند ہے. اوروں کا ، ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں ملتی ، جہاں میں ڈھونڈھ کر دیکھا
بھلا کیوں کر نہ ہو یکتا ، کلامِ پاک رحماں ہے

عصر کا معنی ومفہوم:

عصر کا لغوی معنی نچوڑنا ہے اسی لیے کسی چیز کے شیرے کو" عِصَارَہ" کہا جاتا ہے۔ اصطلاحاً بنی نوع انسان کی پیدائش سے لے کر قیامت تک کے عرصے کو ''عصر'' کہتے ہیں۔ قرآن حکیم کے اوّلین مفسر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بقول عصر کا معنی ''الدھر'' زمانہ ہے۔ (تفسیر قرطبی: سورت عصر)

یعنی گردشِ لیل ونہار، مرورِ ایام اور دن رات کے ادل بدل کو ''عصر'' کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ زمانے کی اس گردش کو قرآنِ عزیز میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی اور اس کے اختیارات کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۝﴾ [آل عمران: ۱۹۰]

''بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری آنے جانے میں عقل والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی عقل مند انسان جب زمین وآسمان کی تخلیق، چاند اور سورج کی گردش اور دن رات کی آمدورفت کے مضبوط اور مربوط نظام پر غور کرتا ہے کہ تمام اشیاء ایک مقررہ رفتار اور طے شدہ قانون کے تحت محوِ گردش ہیں اور ان کے نظم وضبط اور اصول وقوانین میں کبھی لمحہ بھر فرق واقع نہیں ہوا تو وہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، قدرت، تصرف اور اختیارات کا دل سے قائل ہو کر زبان سے اس کی توحید و یکتائی کا اعلان کرتا ہے کہ۔ھُوَ اللّٰہ اَحَدٌ۔ وہ اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے۔

زمانے کی یہ گردش اور دن رات کا یہ نظام اس امر پر شاہدِ عدل ہے کہ انسانوں کی اکثریت گھاٹے ،نقصان اور خسران میں مبتلا ہے۔ہاں وہ لوگ اس نقصان وخسران سے محفوظ ہیں جنھوں نے ایمان کو قبول کرلیا، نیک اعمال بجالائے، حق کی تبلیغ کو شیوہ بنایا، اور زندگی بھر صبر کی تلقین کرتے رہے۔ایسے خوش نصیب وسعادت مند دنیا میں بھی کامیاب وکامران قرار پائے اور کل قیامت کے دن بھی نجات وفلاح ان کا مقدر ہوگی۔

بعض لوگ اپنی بداعمالیوں، بدکرداریوں اور بداطواریوں کے باعث آنے والے مصائب، مشکلات اور پریشانیوں کا ذمہ دار ''زمانے'' کو ٹھہرانا شروع کردیتے ہیں۔آج بھی اکثر لوگ زمانے کا شکوہ کرتے نظر آتے ہیں۔بس ہر بات کا ایک ہی جواب کہ ''زمانہ برا آگیا ہے''......بھئی اولاد بگڑ گئی۔اجی زمانہ ہی بہت برا ہے......فحاشی وعریانی عام ہوگئی......کیا کریں زمانہ ہی بہت برا ہے......قتل وغارت عام ہے، بے ایمانی عروج پر ہے...... بد دیانتی خیانت، جھوٹ، وعدہ خلافی، بے شرمی، عداوت، دشمنی، نفرت، حقارت، حسد، بغض، مخالفت، لڑائی، جھگڑا، فتنہ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فساد، غرض ہر جرم، گناہ اور عیب کا ذمہ دار ''زمانے'' کو قرار دیا جاتا ہے۔ اور کوئی انسان اپنے اعمال وافعال، کردار واطوار اور حرکات وسکنات پر غور وخوض کی زحمت ہی گوارا نہیں کرتا۔ حالانکہ قرآن کریم اعلان کررہا ہے کہ۔

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ [الروم:۴۱]

''بحر وبر میں فساد پھیل گیا ہے جس کی وجہ لوگوں کے اپنے کمائے ہوئے اعمال ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے اعمال کا مزا چکھادے۔ شائد وہ ایسے کاموں سے باز آجائیں۔''

یعنی فساد وفتنہ اور تباہی وبربادی کا اصل سبب انسانوں کے اعمال وافعال ہیں نہ کہ گردشِ لیل ونہار اور زمانہ۔ لہٰذا زمانے کو برا کہنے کی بجائے انسانوں کو اپنے اعمال وکردار کی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ))

[صحیح بخاری: کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ]

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدم کا بیٹا یعنی انسان مجھے تکلیف پہنچاتا ہے، وہ زمانے کو گالی دیتا ہے یعنی زمانے کو برا کہتا ہے۔ حالانکہ میں ہی زمانے کو پیدا کرنے والا ہوں۔ تمام کام میرے ہی ہاتھ میں ہیں۔ میں ہی دن اور رات کو پھیرتا رہتا ہوں۔''

گویا زمانے کو گالی دینا اللہ تعالیٰ کو گالی دینے کے مترادف ہے۔ لہٰذا ہر انسان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو اپنی زبان پر کنٹرول رکھنا چاہیے اور زمانے کے بارے میں اپنی زبان سے کوئی برا لفظ نہیں نکالنا چاہیے۔ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانے کے بارے میں گفتگو کرتے وقت محتاط رہنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ أَنَا الدَّهْرُ الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي لِي أُجَدِّدُهَا وَأُبْلِيهَا وَآتِي بِمُلُوكٍ بَعْدَ مُلُوكٍ))

[مسند احمد: جلد۲ص ۴۹۶، ادارہ احیاء السنہ گرجاکھ]

''زمانے کو گالی نہ دیا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں زمانے کا خالق ہوں، دن رات میرے اختیار میں ہیں۔ میں ہی انہیں نیا اور پرانا کرتا رہتا ہوں۔ اور بادشاہوں کے بعد بادشاہ لے آتا ہوں۔''

مختصر یہ کہ ''وَالْعَصْرِ'' کا ایک مفہوم گردشِ لیل ونہار یعنی زمانہ ہے۔ اور اسی زمانے کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دن اور رات کی تبدیلی، صبح اور شام کا تغیر اور لیل ونہار کی گردش اس امر پر شاہد اور گواہ ہیں کہ لوگوں کی اکثریت گھاٹے، نقصان اور خسران میں مبتلا ہے۔ اگر اس سے مراد گزرا ہوا زمانہ لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا گزشتہ زمانے کی پوری انسانی تاریخ گواہ ہے کہ انسان انفرادی اور اجتماعی سطح پر ہمیشہ نقصان میں ہی رہا ہے۔ اور اگر عصر سے مراد ''زمانہ حال'' لیا جائے جو بڑی تیزی سے گزر رہا ہے تو مفہوم یہ ہوگا کہ انسان کو دی جانے والی عمر بھی اس بات پر گواہ ہے کہ انسان گھاٹے اور نقصان کی طرف جا رہا ہے۔ ہاں وہ لوگ خسارے سے محفوظ رہے ہیں اور رہیں گے جو ایمان کی دولت کو سمیٹنے والے، نیک اعمال کا ذخیرہ کرنے والے، حق وصداقت کی تبلیغ کرنے والے اور صبر واستقامت کی تلقین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والے ہیں۔

اگر ہم دیانت داری اور ایمانداری سے اپنے گردوپیش کا جائزہ لیں تو یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ آج بھی انسانوں کی اکثریت گھاٹے کی طرف جا رہی ہے۔ہمارے معاشرے کے اکثر افراد شرک وبدعت میں مبتلا ہیں۔اللہ تعالیٰ کی توحیداور رسول اللہ ﷺ کی سنت کا کوئی لحاظ اور پاس نہیں ہے اسی طرح ہر انسان ہوس وحرص اور لالچ کا شکار ہے۔حقوق اللہ اورحقوق العباد پامال کیے جا رہے ہیں۔قرآن وحدیث کے احکام کوپسِ پشت ڈال دیا گیا ہے اور فحاشی اور عریانی نے لوگوں کے قلوب واذہان کودین سے دور کردیا ہے۔ان حالات میں اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ عوام الناس کوقرآن مجید کی طرف راغب کیا جائے۔احادیث رسول ﷺ سے لوگوں کوآگاہ کیا جائے اوراسلامی تعلیمات کی روشنی میں کامیابی کے اصولوں کوواضح کیا جائے۔اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے یہ کتاب لکھی جارہی ہے۔اللہ تعالیٰ اس عمل کومقبول ومنظورفرمائے اورہم سب کی نجات کاذریعہ بنائے اور اس پرعمل کر کے کامیاب انسان بننے کی توفیق وسعادت نصیب فرمائے۔آمین۔

زمانے کی حقیقت:

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ زمانے کی حقیقت بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”زمانے کا لفظ گزرے ہوئے زمانے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور گزرتے ہوئے زمانے کے لئے بھی جس میں حال درحقیقت کسی لمبی مدت کا نام نہیں ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہرآن گزرکر ماضی بنتی جارہی ہے۔اور ہرآن آکر مستقبل کو حال اور جاکر حال کو ماضی بنارہی ہے۔ یہاں چونکہ مطلقاً زمانے کی قسم کھائی گئی ہے اس لئے دونوں طرح کے زمانے اس کے مفہوم میں شامل ہیں۔گزرے ہوئے زمانے کی قسم کھانے کا مطلب یہ ہے کی انسانی تاریخ اس بات پر شہادت دے رہی ہے کہ جو لوگ بھی ان صفات سے خالی تھے وہ بالآخر خسارے میں پڑ کر رہے۔اور گزرتے ہوئے زمانے کی قسم کھانے کا مطلب سمجھنے کے لئے یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ جو زمانہ اب گزر رہا ہے وہ دراصل وہ وقت ہے جو ایک شخص کو اور ایک قوم کو دنیا میں کام کے لئے دیا گیا ہے اُس کی مثال اُس وقت کی سی ہے جو امتحان گاہ میں طالب علم کو پرچے حل کرنے کے لئے دیا جاتا ہے یہ وقت جس تیز رفتاری کے ساتھ گزر رہا ہے اس کا اندازہ تھوڑی دیر کے لئے اپنی گھڑی میں ایک سیکنڈ کی سوئی کی حرکت کرتے ہوئے دیکھنے سے آپ کو ہو جائے گا۔حالانکہ ایک سیکنڈ بھی وقت کی بہت بڑی مقدار ہے۔اس ایک سیکنڈ میں روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل کا فاصلہ طے کرلیتی ہے۔اور خدا کی خدائی میں بہت چیزیں ایسی بھی ہوسکتی ہیں جو اس سے بھی زیادہ تیز رفتار ہوں خواہ وہ ہمارے علم میں نہ ہوں۔تاہم اگر وقت کے گزرنے کی رفتار وہی سمجھ لی جائے جو گھڑی کی سوئی کے چلنے سے ہم کو نظر آتی ہے اور اس بات پر غور کیا جائے کہ ہم جو کچھ بھی اچھا یا بُرا فعل کرتے ہیں اور جن کاموں میں بھی ہم مشغول رہتے ہیں سب کچھ اس محدود مدتِ عمر میں ہی وقوع پذیر ہوتا ہے جو دنیا میں ہم کو کام کرنے کے لیے دی گئی ہے تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ ہمارا اصل سرمایہ تو یہی وقت ہے جو تیزی سے گزر رہا ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی بزرگ کا قول نقل کیا ہے کہمیں نے سورت عصر کا مطلب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک برف فروش سے سمجھا جو بازار میں آواز لگا رہا تھا کہ رحم کرو، اس شخص پر جس کا سرمایہ گُھلا جا رہا ہے۔ رحم کرو، اس شخص پر جس کا سرمایہ گُھلا جا رہا ہے۔ اس کی بات سن کر میں نے کہا۔ یہ ہے وَالۡعَصۡرِ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ کا مطلب۔ عمر کی جو مدت انسان کو دی گئی ہے وہ برف کے گُھلنے کی طرح تیزی سے گزر رہی ہے۔ اس کو اگر ضائع کیا جائے یا غلط کاموں میں صرف کر ڈالا جائے تو یہی انسان کا خسارہ ہے۔

پس گزرتے ہوئے زمانے کی قسم کھا کر جو بات اس سورت میں کہی گئی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ تیز رفتار زمانہ شہادت دے رہا ہے کہ ان چار صفات سے خالی ہو کر انسان جن کاموں میں اپنی مہلتِ عمر صرف کر رہا ہے وہ سب کے سب خسارے کے سودے ہیں۔ نفع میں صرف وہ لوگ ہیں جو ان چاروں صفات سے متصف ہو کر دنیا میں کام کریں۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے ہم اس طالب علم سے جو امتحان کے مقررہ وقت کو اپنا پرچہ حل کرنے کی بجائے کسی اور کام میں گزار رہا ہو۔ کمرے کے اندر لگے ہوئے گھنٹے کی طرف اشارہ کر کے کہیں کہ یہ گزرتا ہوا وقت بتا رہا ہے کہ تم اپنا نقصان کر رہے ہو۔ نفع میں صرف وہ طالب علم ہے جو اس وقت کا ہر لمحہ اپنا پرچہ حل کرنے میں صرف کر رہا ہے۔''

[تفہیم القرآن: جلد ۶ سورۃ العصر]

عہدِ رسالت:

بعض اہلِ علم نے عصر کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس سے مراد رسول اکرم ﷺ کا ''عہدِ مبارک'' ہے۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

((وَقِيلَ هُوَ قَسَمٌ بِعَصْرِ النَّبِيِّ ﷺ لِفَضْلِهِ بِتَجْدِيدِ النُّبُوَّةِ))

[الجامع لاحکام القرآن: تفسیر سورت العصر]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''والعصر'' میں نبی کریم ﷺ کے زمانۂ رسالت کی قسم کھائی گئی ہے کیونکہ تجدید نبوت کے باعث وہ بڑی فضیلت وعظمت والا زمانہ ہے۔''

علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ۔

((وَقِيلَ الْمُرَادُ بِهٖ عَصْرُ النُّبُوَّةِ وَ كَأَنَّهٗ عُنِيَ بِهٖ وَقْتُ حَيَاتِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِتَشْرِيفِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقِيلَ هُوَ زَمَانُ حَيَاتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا بَعْدَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ))

''اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''عصر'' سے مراد ''زمانۂ نبوت'' یعنی والعصر میں نبی کریم ﷺ کی زندگی کے وقت کی قسم کھائی گئی ہے اور زمانۂ رسالت کا یہ احترام نبی کریم ﷺ کے شرف وعزت کی وجہ سے ہے اور بعض اہل علم کا فرمان ہے کہ ''والعصر'' سے مراد آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ سے لے کر قیامت تک کا زمانہ ہے۔'' (تفسیر روح المعانی: سورت العصر)

حقیقت میں وہ زمانہ بڑا ہی بابرکت، پُرعظمت اور متبرک ہے جس میں امام الرسل جناب محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے اور یہ بھی اٹل حقیقت ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کا زمانہ آپ کی حیاتِ مبارکہ سے لے کر قیامت تک ہے کیونکہ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی دوسرا نبی، پیغمبر اور رسول نہیں آئے گا۔ جبکہ قیامت تک آپ ہی کی نبوت ورسالت کا سکہ جاری وساری رہے گا۔ یہ رسولِ مقبول ﷺ کی نبوت کی ایک اہم خصوصیت ہے اور آپ ﷺ کا عظیم اعزاز ہے کہ آپ کی نبوت کا زمانہ لامحدود ہے۔ باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام محدود مقام اور محدود مدت کے لیے تشریف لائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- کوئی ایک بستی کا نبی بن کے آیا
- کوئی ایک شہر کا نبی بن کے آیا
- کوئی ایک ملک کا نبی بن کے آیا
- کوئی ایک حلقے کا نبی بن کے آیا
- کوئی فلسطین کا نبی بن کر آیا
- کوئی مصر کا نبی بن کے آیا
- کوئی عراق کا نبی بن کے آیا
- کوئی بابل کا نبی بن کے آیا
- کوئی کنعان کا نبی بن کے آیا
- کوئی خراسان کا نبی بن کے آیا
- کوئی ثمودیوں کا نبی بن کے آیا
- کوئی عادیوں کا نبی بن کے آیا
- کوئی نینوا کا نبی بن کے آیا
- کوئی اردن کا نبی بن کے آیا
- کوئی ایک خاندان کا نبی بن کے آیا
- کوئی ایک قوم کے لیے نبی بن کے آیا
- کوئی ایک قبیلے کا نبی بن کے آیا
- کوئی ایک علاقے کا نبی بن کے آیا

الغرض تمام انبیاء کرام علیہم السلام مخصوص قوموں، محدود مدتوں اور خاص علاقوں کے لیے خلعتِ نبوت سے نوازے گئے مگر جب نبی آخرالزماں آئے، سرورِ کون ومکان آئے اور امام رسولاں آئے تو آپ ﷺ سارے جہان کے لیے آئے...... عرب وعجم کے لیے آئے...... خاص وعام کے لیے آئے...... مردوزن کے لیے آئے...... جن وانس کے لیے آئے...... اور...... **قیامت تک کے لیے** تشریف لائے۔ فرمانِ ربانی ہے۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾[السبا:۲۸]

''اور (اے رسول ﷺ) ہم نے آپ کو پوری انسانیت کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ [الاحزاب:۴۰]

''محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے (حقیقی) باپ نہیں ہیں اور لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور نبیوں میں سے آخری نبی ہیں۔''

اس مختصر سورت مبارکہ میں جو حقائق و معارف بیان فرمائے گئے ہیں ویسے تو ہر زمانہ ہی اس کا گواہ ہے لیکن ان مضامین کی حقانیت کا سب سے بڑا گواہ ''عہد مصطفوی'' ہے کہ جن لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی دعوتِ توحید کو قبول نہ کیا وہ اپنی تمام امارتوں، ریاستوں اور اولاد و احفاد کی کثرت کے باوجود نیست و نابود ہو گئے۔ ان کا نام و نشان مٹ گیا اور وہ ایسے خائب و خاسر ہوئے کہ انسانیت نے انہیں یکسر فراموش کر دیا اور جو خوش نصیب و سعادت مند ''دامنِ مصطفیٰ'' سے وابستہ ہو گئے، آپ ﷺ کی دعوتِ حق کو قبول کیا اور آپ کی غلامی میں زندگی گزار دی اور ایمان، عمل صالح، حق کی تبلیغ اور صبر کی تلقین کے چار اصولوں کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنایا وہ انسانیت کی آبرو بن گئے۔ قیامت تک کے لیے محترم قرار پائے اور ان کا نام چاروں دانگ عالم میں گونجتا ہے اور گونجتا رہے گا۔ اس لیے اگر ''والعصر'' سے مراد زمانہ رسالت لیا جائے تو یہ بالکل موزوں اور انتہائی مناسب ہے۔ خود امام الرسل ﷺ نے اپنی زبانِ نبوت سے اپنے زمانہ رسالت کو بہترین زمانہ قرار دیا ہے۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔

((خَيْرُ أُمَّتِيْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ))
[صحیح بخاری: کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میری امت کا بہترین زمانہ، میرا زمانہ ہے۔ پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے۔''

عہدِ رسالت ہی وہ باعظمت اور متبرک زمانہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے نزول کے لیے منتخب فرمایا۔ کیا سہانا منظر اور خوبصورت ماحول ہوگا کہ اکثر اوقات رسول مکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتماع میں اس طرح تشریف فرما ہوتے ہوں گے جیسے ستاروں کے جھرمٹ میں چودہویں کا چاند چمک رہا ہو۔ سیدنا جبریل علیہ السلام اجازت لے کر حاضرِ خدمت ہوتے ہوں گے اور انتہائی ادب سے آپ کے سامنے دو زانوں ہو کر بیٹھ جاتے ہوں گے اور آپ ﷺ کے روبرو ''وحی الٰہی'' کی تلاوت کرتے ہوں گے۔ آپ کامل توجہ سے سن کر ساتھ ساتھ پڑھنے کی کوشش کرتے ہوں گے تو جبریل علیہ السلام نہایت عاجزی سے عرض کرتے ہوں گے...... آقا!

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۝ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۝﴾ [القیامۃ: ۱۶تا۱۹]

''(اے نبی ﷺ) اس وحی کو جلدی جلدی یاد کر لینے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیجیے اس وحی کو (آپ کے دل میں) جمع کرنا اور زبان سے پڑھوا دینا ہماری ذمہ داری ہے۔ پھر جب ہم پڑھوا چکیں تو پھر اسی طرح پڑھا کریں۔ پھر اس کا مطلب سمجھا دینا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔''

امتِ محمدیہ کا زمانہ:

امتِ محمدیہ کو اللہ رب العالمین نے یہ فضیلت وعظمت عطا فرمائی ہے کہ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے افراد کو ہر نیک عمل پر کم از کم دس گنا اجر وثواب دیا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک مثال کے ذریعے اس امت کے ثواب کی کثرت کو بیان فرماتے ہوئے ضمناً اپنی امت کے وقت اور زمانے کی فضیلت بھی بیان فرمائی ہے۔سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اے میرے امتیو!)

((إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِيْ أَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْأُمَمِ مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ، وَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارَى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِيْ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ، ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِيْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ، ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِيْ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ أَلَا فَأَنْتُمُ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ، أَلَا لَكُمُ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ، فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارَى، فَقَالُوْا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقَلُّ عَطَاءً، قَالَ اللّٰهُ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ فَإِنَّهُ فَضْلِيْ أُعْطِيْهِ مَنْ شِئْتُ)) [صحیح بخاری: کتاب احادیث الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل]

''تمہارا زمانہ پچھلی امتوں کے مقابلے میں ایسا ہے، جیسے عصر سے مغرب تک کا وقت ہے یعنی گذشتہ امتوں کا زمانہ طلوع آفتاب سے عصر تک اور تمہارا زمانہ عصر سے غروبِ آفتاب تک ہے۔اور یہود ونصاریٰ کے ساتھ تمہاری مثال ایسے ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے کسی شخص نے اجرت پر مزدور رکھے اور کہا کہ کون ہے جو ایک ایک قیراط کی اجرت پر میرے لیے آدھے دن تک کام کرے؟ تو یہودیوں نے ایک ایک قراط کے بدلے میں آدھے دن تک کام کرنا طے کرلیا۔ پھر اس شخص نے کہا کہ آدھے دن سے لے کر عصر تک ایک ایک قیراط کی مزدوری پر کون کام کرے گا؟ تو نصرانی ایک ایک قیراط (دس جَو کے برابر سکہ) کے بدلے آدھے دن سے عصر تک کام کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ پھر اس نے اعلان کیا کہ کون ہے جو عصر سے مغرب تک دو دو قیراط کی اجرت پر میرا کام کرے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا (اے میرے امتیو) وہ تم ہی تو ہو جو عصر سے مغرب تک کام کرنے والے ہو۔ تم آگاہ رہو کہ تمہارے لیے دوہرا اجر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر وثواب اور اجرت بڑھانے پر یہود ونصاریٰ غصے میں آگئے اور کہنے لگے (یہ کیا فیصلہ ہوا) کہ کام تو ہم زیادہ کریں اور امتِ محمدیہ کے مقابلے میں اجرت کم حاصل کریں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ میں نے جو مزدوری تم سے طے کی تھی کیا اس میں سے میں نے تمہارا کوئی حق دبایا اور تم پر ظلم کیا؟ انہوں نے کہا کہ ایسی تو کوئی بات نہیں۔ (لیکن امتِ محمدیہ کو تھوڑے کام پر زیادہ اجرت کیوں دی جارہی ہے؟) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یہ میرا فضل وکرم ہے میں جسے چاہوں عطا فرماؤں۔'' (تمہیں اعتراض کا کوئی حق نہیں۔)

اس حدیث طیبہ میں جہاں امتِ محمدیہ کے اجر وثواب اور اجرت میں اضافے کی بات بیان فرمائی گئی ہے وہاں اس امت کے زمانے کو ایک مثال سے واضح کیا گیا ہے کہ اس امت کے زمانے اور وقت کی مثال عصر سے مغرب تک کی سی ہے کہ اس وقت میں ہر شخص کی کوشش ہوتی ہے کہ غروبِ آفتاب سے پہلے میرا مال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فروخت ہو جائے اور مجھے میرے کام کی اجرت ومزدوری مل جائے۔اسی طرح امتِ رسول کے ہر فرد وبشر کی کوشش ہوئی چاہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرے تا کہ اسے زیادہ اجرت اور مزدوری یعنی اجر وثواب حاصل ہو سکے۔اللہ رحیم وکریم ہم سب کو عقائد کی درستی کے ساتھ کثرت سے اعمالِ صالحہ کرنے کی توفیق وسعادت نصیب فرمائے۔آمین یارب العالمین۔

آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتِ محمدیہ پر خاص فضل وکرم اور احسان وعنایت کا اندازہ فرمائیں کہ افرادِ امت عمل تھوڑا کریں گے مگر ثواب زیادہ عطا فرمایا جائے گا۔

نیکی گر چھوٹی بھی ہو، ہلکی نہ جاں　　رب کو بخشش کے لیے کوئی بہانہ چاہیے

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ایک عام اصول بیان فرمادیا ہے کہ جو صاحبِ ایمان ایک نیکی کرے گا اسے دس گنا ثواب عطا فرمایا جائے گا اور اگر اس سے کوئی غلطی، کوتاہی، نافرمانی اور گناہ ہو جائے تو وہاں یہ قانون لاگو نہیں ہوگا یعنی اسے ایک گناہ پر دس گناہوں کی سزا نہیں دی جائے گی بلکہ ایک ہی گناہ شمار کیا جائے گا۔اور اس گناہ اور جرم کی سزا بھی اس صورت میں ہے کہ اس نے ارتکابِ جرم کے بعد توبہ نہ کی ہو اگر توبہ کر لے تو رب العزت اس کے جرائم، گناہوں اور غلطیوں کو معاف فرمادے گا۔ارشادِ الٰہی ہے۔

﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾ [انعام:١٦٠]

''جو شخص نیک کام کرے گا تو اسے اس کا دس گنا ثواب دیا جائے گا اور جو کوئی برائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے کر آئے گا تو اسے صرف اس کے برابر ہی سزا دی جائے گی اور ان پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔"

نمازِ عصر:

مفسرین کرام میں سے متعدد اہل علم کا خیال ہے کہ "والعصر" سے مراد "نمازِ عصر" ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس سورت مبارکہ کے آغاز میں نمازِ عصر کی قسم کھا کر اکثر انسانوں کے نقصان میں مبتلا ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ جامعہ ازہر مصر کے مفتی ڈاکٹر محمد سید طنطاوی رقم طراز ہیں کہ:

((وَ مِنْهُمْ مَنْ يَرَىٰ اَنَّ الْمَقْصُوْدَ بِهٖ وَقْتُ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَقَد صَدَرَ صَاحِبُ الْكَشَّافِ تَفْسِيْرَهُ لِهٰذِهِ الْاٰيَةِ بِهٰذَا الرَّاْيِ فَقَالَ اَقْسَمَ سُبْحَانَهُ بِصَلَاةِ الْعَصْرِ لِفَضْلِهَا بِدَلِيْلِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَهِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ))

[التفسیر الوسیط: جلد ۱۵، سورۃ العصر]

"بہت سے اہلِ علم کی رائے ہے کہ اس سے مقصود "نمازِ عصر کا وقت" ہے اور صاحبِ کشاف نے اپنی تفسیر میں اس آیت کے متعلق اسی رائے کا اظہار فرماتے ہوئے کہا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نمازِ عصر کی فضیلت کے باعث اس کی قسم کھائی ہے اور نمازِ عصر کی فضیلت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ "نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز کا خاص خیال رکھو" اور درمیانی نماز سے مراد "نمازِ عصر" ہے۔"

ہر عاقل و بالغ مرد و عورت پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں اور انہیں پورے آداب و شرائط کے ساتھ بروقت پڑھنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ مگر عصر کی نماز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری نمازوں کی نسبت زیادہ فضیلت، اہمیت اور عظمت کی حامل ہے جیسا کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ۝﴾

[البقرة:۲۳۸]

''نمازوں کی حفاظت کرو خصوصاً درمیانی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے حضور باادب کھڑے ہوا کرو۔''

نبی اکرم رسولِ معظم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی زبانِ مبارک سے نمازِ عصر ہی کو ''صلاۃ الوسطیٰ'' یعنی درمیانی نماز قرار دیا ہے۔ چنانچہ حدیث وسیرت کی کتابوں میں ہے کہ غزوہ خندق کے موقع پر کفار سے مقابلہ کے دوران نبی کریم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم عصر کی نماز بروقت ادا نہ کر سکے تو آپ ﷺ نے کافروں کے لئے سخت بددعا فرمائی جنہوں نے آپ ﷺ کو نماز عصر ادا کرنے سے مشغول ومصروف کر دیا۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ محترم ﷺ نے غزوہ خندق کے دن فرمایا:

((مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ)) [صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الدعاء علی المشرکین]

''اللہ تعالیٰ ان (کافروں اور مشرکین) کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے کیونکہ انہوں نے ہمیں ''درمیانی نماز'' ادا کرنے سے روک دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔''

نبی معظم ﷺ کا یہ فرمان قاطع دلیل ہے کہ ''صلاۃ الوسطیٰ'' سے مراد نماز عصر ہی ہے اور اسی نماز عصر کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○﴾

’’مجھے نمازِ عصر کی قسم! بلاشبہ انسان نقصان میں مبتلا ہے سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے۔ اور ایک دوسرے کو حق کی تبلیغ وتلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔‘‘

عصر اور فجر دو ایسی نمازیں ہیں جن کی عظمت وفضیلت دوسری نمازوں سے زیادہ ہے کیونکہ یہ دونوں نمازیں معراج کی رات پانچ نمازوں کی فرضیت سے پہلے بھی ادا کی جاتی تھیں۔ اور قرآن کریم میں ان دونوں نمازوں کے اوقات اور ان دونوں نمازوں کی قسم کھائی گئی ہے۔ اور انہیں دو نمازوں کے نام پر قرآن عزیز کی دو سورتیں ’’سورت عصر‘‘ اور ’’سورت فجر‘‘ نازل فرمائی گئی ہیں۔ سورت عصر ابھی آپ نے سماعت فرمائی ہے اب سورت فجر کی ابتدائی آیات سماعت فرمائیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَالْفَجْرِ ○ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ○ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ○ وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ ○ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِذِيْ حِجْرٍ ○﴾ [الفجر: ۱تا۵]

’’قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی اور گزر جانے والی رات کی اور یقیناً اس میں صاحب عقل کے لیے بہت بڑی قسم ہے۔‘‘

فجر وعصر کی نمازوں کی فضیلت کا تذکرہ کرتے ہوئے امام الرسل ﷺ نے فرمایا:

((لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا يَعْنِى الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ))

[صحیح مسلم: کتاب المساجد، باب فضل صلاتی الصبح والعصر]

’’وہ شخص ہرگز دوزخ کی آگ میں داخل نہیں ہوگا جو طلوع شمس سے پہلے نماز فجر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورغروب آفتاب سے قبل نمازِ عصر ادا کرتا ہے۔''

آپ جانتے ہیں کہ فجر کی نماز کے وقت نیند سے بیدار ہونا مشکل ہوتا ہے اور عصر کی نماز کا وقت کاروباری مشغولیت اور مصروفیت کا ٹائم ہوتا ہے اس لیے ان دو نمازوں کی خصوصی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ اس فرمانِ رسول کا قطعاً یہ مفہوم نہیں ہے کہ باقی تین نمازوں کو چھوڑ اور صرف نمازِ فجر اور عصر کو پڑھ لیا جائے تو جنت جانے کے لیے کافی ہے بلکہ اس ارشادِ مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ جو مسلمان ان مشکل اوقات میں نماز کی پابندی کرے گا تو وہ کبھی دوسری نمازوں میں کوتاہی نہیں کرے گا۔ اور جو نمازوں کو وقت کی پابندی کے ساتھ ادا کرے گا تو وہ جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا بلکہ جنت کا مستحق ہو گا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ فجر وعصر کی نمازیں، نمازِ پنجگانہ کی فرضیت سے قبل بھی پڑھی جاتی تھیں لہٰذا ہو سکتا ہے کہ فجر وعصر کی نمازیں پڑھنے والوں کے لیے جہنم سے آزادی کا یہ اعلان نمازِ پنجگانہ کی فرضیت سے پہلے کا ہو۔ واللہ اعلم۔

فرشتوں کی گواہی:

قرآنِ کریم میں نمازِ فجر اور نمازِ عصر کی قسم کھانے اور خصوصیت سے ان دونوں نمازوں کا ذکر کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان دونوں نمازوں کے اوقات میں دن اور رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں اور دربارِ الٰہی میں حاضر ہو کہ فجر اور عصر کی نمازیں ادا کرنے والوں کے ایمان، تقویٰ، خلوص اور نمازی ہونے کی گواہی دیتے ہیں جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْکُمْ مَلَائِکَةٌ بِاللَّیْلِ وَمَلَائِکَةٌ بِالنَّهَارِ وَیَجْتَمِعُوْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِیْ صَلاَةِ الْفَجْرِ وَصَلاَةِ الْعَصْرِ ثُمَّ یَعْرُجُ الَّذِیْنَ بَاتُوا فِیْکُمْ فَیَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ فَیَقُوْلُوْنَ تَرَکْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ ، وَأَتَیْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ))

[صحیح بخاری: کتاب مواقیت الصلوۃ، باب فضل صلوۃ العصر]

''رات اور دن کے فرشتے یکے بعد دیگرے تمہارے درمیان آتے جاتے رہتے ہیں اور فجر وعصر کی نمازوں میں جمع ہو جاتے ہیں پھر تمہارے درمیان رات گزارنے والے فرشتے آسمانوں کی جانب چڑھ جاتے ہیں۔اور ان کا پروردگار ان سے دریافت فرماتا ہے حالانکہ وہ خود ان سے بہتر جانتا ہے کہ تم میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑ کر آئے ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ (اے مولائے کریم! ہم نے تو انہیں نمازیں پڑھتے ہی دیکھا ہے کہ) جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم واپس آئے تو وہ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔''

اس حدیثِ مبارکہ کی تشریح کرتے ہوئے شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ فرشتوں سے اس لیے پوچھتے ہیں کہ ان کو بندوں کے نیک اعمال کی شہادت بار بار دینی پڑے وہ شہادت جو حقیقی اور عینی ہے۔اور یہ تمام شہادتیں اس ایک شہادت کا جواب ہیں جو انہوں نے ایک بار شہادت دی تھی کہ أَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَاءَ کہ وہ (انسان) زمین میں فساد کرے گا اور خون گرائے گا۔اور یہ شہادت قیاسی اور بے اصل تھی۔''

(مشکوۃ المصابیح مترجم: صفحہ ۴۳۶ جلد ا حاشیہ ا)

جو بدنصیب کلمہ پڑھنے کے بعد بھی نمازِ عصر سے لاپروائی، غفلت اور سستی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے اسے رسول اکرم ﷺ نے سخت ڈانٹ اور وعید سنائی ہے کہ عصر کی نماز چھوڑ دینے والا یوں سمجھے کہ اس کے اہل وعیال اور مال ودولت تباہ وبرباد ہو گئے ہیں۔

صحابی رسول سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا:

((اَلَّذِیْ تَفُوْتُہٗ صَلَاۃُ الْعَصْرِ کَاَنَّمَا وُتِرَ اَھْلَہٗ وَمَالَہٗ))

[صحیح بخاری: کتاب مواقیت الصلاۃ، باب اثم من فاتتہ العصر]

''جس شخص سے عصر کی نماز فوت ہوگئی تو گویا اس کے اہل وعیال اور مال تباہ وبرباد ہو گئے۔''

آپ غور فرمائیں کہ صرف ایک نماز ترک کرنے کا اتنا نقصان ہے تو جو لوگ کوئی نماز بھی نہیں پڑھتے تو ان کے نقصان وخسران کا حال کیا ہوگا؟ صحابی رسول سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے احباب ورفقاء اور ساتھیوں کو نمازِ عصر کی اہمیت، فضیلت اور فرضیت سمجھاتے ہوئے فرمایا:

((بَکِّرُوْا بِصَلَاۃِ الْعَصْرِ فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَکَ صَلَاۃَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُہٗ))

[صحیح بخاری: کتاب مواقیت الصلاۃ]

''نمازِ عصر ادا کرنے میں جلدی کیا کرو کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کے عمل ضائع ہو گئے۔''

نمازِ عصر کی اسی فضیلت، اہمیت اور عظمت کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے اس نماز کی قسم اٹھاتے ہوئے فرمایا:

﴿وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مجھے نمازِ عصر کی قسم ہے! بے شک انسان نقصان میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور حق کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔''

انسانی عمر کی قسم:

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ زمانے سے مراد انسان کی عمر بھی ہو سکتی ہے۔ یہ قلیل سی عمر انسان کا قیمتی سرمایہ ہے اگر انسان اس پونجی سے کوئی قیمتی سامان خرید لے تو وہ اس کے لیے کارآمد ہوگا ورنہ انسان خسارے میں مبتلا ہو جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر انسان کے لیے اس کی عمر ایک قیمتی متاع ہے۔ اگر کسی انسان نے اپنی عمر عزیز کو اطاعت، عبادت، فرماں برداری اور نیک اعمال بجالاتے ہوئے گزارا ہو گا تو وہ قیامت کے دن مسرور وشاداں اور فرحاں ہو گا اور اگر خدا نخواستہ اپنی عمر کو لہو ولعب، فضولیات، نافرمانی اور بد عملی میں گزار دیا تو حشر کے دن پچھتائے گا، کفِ افسوس ملے گا اور اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ احادیثِ رسول کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ قیامت کے دن ہر شخص سے جن پانچ نعمتوں کی بطورِ خاص باز پرس ہو گی ان میں ایک عظیم نعمت ''عمر'' بھی ہے۔ اور سب سے پہلا سوال عمر ہی کے بارے پوچھا جائے گا کہ اے انسان! تو نے اپنے رب کی عطا کردہ اس بہت بڑی نعمت ''عمر'' کو کس چیز میں فنا کیا۔ دوسرا سوال اس عمرِ عزیز کے خاص حصے ''جوانی'' کے متعلق ہوگا۔ کہ تو نے ''ایامِ شباب'' جو انسان کی قوت، طاقت، صحت اور صلاحیت کے دن ہوتے ہیں.........کو کیسے گزرا؟ تیسرا سوال مال ودولت اور سرمائے کے بارے میں ہوگا۔ کہ تو نے اسے کیسے جمع کیا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھا سوال ہوگا کہ اس جمع شدہ مال کو کہاں کہاں خرچ کیا؟ نیکی کی راہ میں یا بدی کے راستے میں .... توحید کی اشاعت میں یا شرک کی ترویج میں .... سنت کی تبلیغ میں یا بدعت کی تشہیر میں .... کیا رحمٰن کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق دولت کو خرچ یا شیطان کے بہکاوے میں آکر فضولیات میں صرف کیا۔ اور پانچواں سوال ہر انسان سے اس کے علم و عمل کے بارے میں ہوگا۔ آیئے ان سوالات کی تفصیل نبی محترم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زبانِ حق ترجمان سے سمجھنے کوشش کرتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا أَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَا أَبْلَاهُ وَمَالِهٖ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَا أَنْفَقَهٗ وَمَاذَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ))

[جامع ترمذی: کتاب صفۃ القیامۃ، باب ماجاء فی شان الحساب والقصاص]

”قیامت کے دن آدم علیہ السلام کا کوئی بیٹا رب العزت کی بارگاہِ جلیلہ سے اپنے قدم ہلا نہ سکے گا جب تک اس سے پانچ سوال نہ کر لیے جائیں اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کن کاموں میں فنا کیا؟ اس کی جوانی کے متعلق کہ اسے کن امور میں صرف کیا؟ اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا؟ اور مال کو کہاں کہاں خرچ کیا؟ جو علم اللہ تعالیٰ نے دیا تھا اس پر کتنا عمل کیا؟“

یہ حدیث مبارکہ بہت سارے معاملات کے متعلق ہماری راہنمائی فرماتی ہے۔ مگر فی الوقت جو بات میں عرض کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ ” وَالْعَصْرِ “ کا ایک مفہوم انسان کی عمر بھی ہے اور اسی عمر کے بارے میں حشر کے دن خاص سوال کیا جائے گا۔ لہٰذا ہر انسان کو اس سوال کا جواب تیار کر لینا چاہیے۔ اور اس کا جواب یہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عمر اور زندگی کو اس کی عبادت اور اس کے آخری رسول جناب محمد کریم ﷺ کی اطاعت میں گزارے۔اسی میں دنیا کا بھلا اور اسی میں آخرت کی نجات ہے۔ایسا نہ ہو کہ یہ متاعِ عزیز نافرمانی میں گزر جائے اور پھر افسوس وملال اور حزن ویاس سے کہنا پڑے کہ۔

عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار دن دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

ہر لمحہ، ہر گھڑی اور ہر آن انسان کی عمر کم ہوتی جارہی ہے۔عام طور پر ہم تو یہی کہتے ہیں کہ فلاں شخص ایک سال بڑا ہو گیا جبکہ حقیقتاً اس کی عمرِ عزیز کا ایک سال کم ہو گیا ہے۔انسانی عمر کی مثال تو برف کی مانند ہے۔کہ گرمیوں کے موسم میں وہ جلد ہی پگھل جاتی ہے اسی طرح انسان کی عمر بتدریج کم ہو رہی ہے بلکہ جلدی جلدی ختم ہو رہی ہے۔اگر انسان نے اپنی عمر سے بروقت کوئی فائدہ نہ اٹھایا تو وہ پگھل کر ختم ہو جائے گی اور انسان ہمیشہ کے لیے خسارے میں مبتلا ہو جائے گا۔ارشاد ہوا ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ٥ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ٥ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ٥﴾

”انسانی عمر کی قسم! بے شک انسان خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔“

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنی عمر کی قدر کرنے ، اسے عبادت واطاعت میں گزارنے ،لہو ولعب اور فضول کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانی تاریخ:

سورت عصر میں لفظ عصر سے مراد ''تاریخ'' بھی ہوسکتی ہے۔ کیونکہ تاریخی واقعات، حالات اور معاملات اس امر پر شاہدِ عدل ہیں کہ انسانوں کی اکثریت خسارے میں مبتلا ہے۔ انسانوں کے افعال، کردار، عقائد اور اعمال کا بغور جائزہ لینے سے اس نتیجہ پر بآسانی پہنچا جاسکتا ہے کہ۔

''تمام انسان نقصان اور خسران کا شکار ہیں۔ ہاں ایسے سعادت مند لوگ گھاٹے سے محفوظ رہے، محفوظ ہیں اور محفوظ رہیں گے جن کے عقائد ونظریات درست ہوں گے ان کے پاس اعمالِ صالحہ کا ذخیرہ ہوگا اور وہ زندگی بھر ایک دوسرے کو حق، انصاف اور قرآن وحدیث کی تبلیغ وتلقین اور اس راہ میں آنے والی مشکلات اور مصائب پر خود صبر کرتے اور دوسروں کو صبر واستقامت کی تاکید کرتے رہے ہوں گے۔''

یعنی جو شخص عقائد واعمال کی اصلاح کر لیتا ہے تو وہ اپنی ذات کو ہمیشہ کے لیےعذاب سے آزاد کر لیتا ہے۔ اور جو بدبخت اپنے عقائد واعمال کی اصلاح نہیں کرتا بلکہ بدعقیدہ ہوکر گناہ کی زندگی گزارتا ہے وہ ہمیشہ کے لیے اپنے آپ کو تباہی وبربادی اور ہلاکت ونقصان میں مبتلا کر لیتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝﴾

''قسم ہے زمانے (یعنی تاریخ انسانی کی)! بے شک انسان نقصان وخسران میں مبتلا ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتوفیق اللہ تعالیٰ کہ آج کے خطبہ جمعہ میں سورتِ عصر کا تعارف، اس بابرکت سورت کی فضیلت وعظمت، اس کی پہلی آیاتِ طیبہ "والعصر" کی تفسیر یعنی عصر کے مختلف معانی اور مفاہیم کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اللہ رب العالمین سمجھنے اور عمل کرنے کی سعادت، ہمت اور توفیقِ رحمت فرمائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ٥

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر۲

قسم کے احکام و آداب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ
فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o
﴿وَالْعَصْرِ o اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ o اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ o﴾

''زمانے کی قسم! بے شک انسان گھاٹے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔''

ہر قسم کی حمد و ثناء خالقِ ارض و سماء کے لیے ہے جو معبودِ حقیقی اور مسجودِ برحق ہے۔ جو اپنی ذات، صفات، کمالات، اختیارات اور تصرفات میں اکیلا، واحد اور تنہا ہے۔ جس کی ابتدا ہے نہ انتہا۔ جس کی کوئی اولاد، بیوی، والدین اور بہن بھائی نہیں ہیں۔ جو ساری کائنات کا خالق، مالک، رازق اور حاکم ہے۔ جو عالم الغیب، علام الغیوب اور علیم بذات الصدور ہے۔

لاتعداد و بے شمار درود و سلام اس ہستی عظیم و برتر کے لیے جنہیں رب العالمین نے رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ جو ہادیٔ کائنات، رسول کائنات اور امامِ کائنات ہیں۔ جن کی اطاعت ذریعۂ نجات اور نافرمانی وجۂ عذاب ہے۔ جن پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں اور اہل ایمان کو بھی آپ کی ذاتِ گرامی پر درود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

تمہیدی کلمات:

قرآن مجید فرقانِ حمید کی ایک مختصر سورت مبارکہ کی تشریح وتفسیر کرتے ہوئے گذشتہ خطبہ جمعہ کے متبرک لمحات میں سورت عصر کی فضیلت،تعارف اور ''والعصر'' کے مفاہیم کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔اور یہ عرض کیا گیا تھا کہ یہ مختصر سورت اپنے موضوعات کے تنوع، الفاظ کی حلاوت اوراحکام کی کثرت کے اعتبار سے قرآن عزیز کی چند بہت اہم سورتوں میں سے ایک ہے۔جس کے الفاظ انتہائی مختصر مگر احکام بڑے جامع اور بنیادی ہیں اسی لیے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ:

((لَوْ تَدَبَّرَ النَّاسُ هٰذِهِ السُّوْرَةِ لَوَسِعَتْهُمْ))

''اگرلوگ اس ایک سورت کے معانی اور مفاہیم پر غور وفکر کرلیں تو ان کی کامیابی کے لیے یہ ایک سورت ہی کافی ہے۔''

اللہ رب العالمین ہر مسلمان کو قرآن کریم پڑھنے، سمجھنے اور اس کے احکام پر عمل کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔آمین

چونکہ اس سورتِ مقدسہ کی پہلی آیتِ کریمہ مین اللہ تعالیٰ نے ''عصر'' کی قسم کھائی ہے اس لیے آج ہم ان شاء اللہ العزیز قسم کے احکام ومسائل بیان کریں گے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاکہ لوگوں کو قسم کی اہمیت، حقیقت اور اس کے احکام سے واقفیت حاصل ہوسکے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ تمام لوگ اپنی گفتگو میں اکثر قسمیہ الفاظ استعمال کرتے اور بار بار قسم کھاتے نظر آتے ہیں۔ مگر انہیں قسم کی حقیقت اور اہمیت کا علم، ادراک اور احساس ہی نہیں ہوتا۔ اس لیے ضروری سمجھا گیا کہ سورت عصر کی توضیح میں اللہ تعالیٰ کی قسم کی مناسبت سے قرآن وسنت کی روشنی میں ''احکامِ قَسم'' سے عوام کو واقف اور آشنا کیا جائے تاکہ وہ قسم کھانے کے معاملے میں محتاط رویہ اپنائیں اور حلفیہ انداز اختیار کرتے وقت قرآن وحدیث کے احکام کو پیشِ نگاہ رکھیں اور جھوٹی قسمیں کھانے سے پرہیز کریں۔

قسم کا مفہوم:

جب دو فریقوں کے درمیان کوئی تنازعہ، جھگڑا یا اختلاف پیدا ہوجائے تو فیصلہ اور تصفیہ کے لیے دو گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو فریق دو عادل گواہ پیش کر دے اس کے حق میں فیصلہ ہوجائے گا۔ اگر گواہ موجود نہ ہوں تو فریق ثانی کو یقین دلانے کے لیے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی جاتی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قسم کھانے والا اللہ تعالیٰ کو بطورِ گواہ پیش کررہا ہے کہ وہ اس معاملہ میں حق پر ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی قسم دو گواہوں کی شہادت کے برابر ہے۔ قسم کو عربی میں ''حلف'' یا ''یمین'' کہتے ہیں۔ ''یمین'' ہاتھ کو کہتے ہیں اور قسم پر اس کا اطلاق اس لیے کیا گیا ہے کہ پرانے زمانے میں جو لوگ قسم کھاتے تھے تو وہ قسم کے وقت ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھاتا ہے تو وہ پوری طرح جانتا، مانتا اور سمجھتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اللہ تعالیٰ کو میری ہر بات کا پوری طرح علم ہے لہٰذا اگر میں جھوٹی قسم کھاؤں گا تو اللہ تعالیٰ مجھے سزا دینے پر بھی قادر ہے۔ قسم کھانے والے کا یہ اعتقاد بھی ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت کے سوا ہر چیز کو جاننے والا کوئی نہیں ہے۔ مختصر یہ کہ ''قسم'' ایک گواہی ہے جو فریق ثانی کو مطمئن کرنے کے لیے پیش کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورت عصر میں فرمایا ''والعصر'' مجھے زمانے کی قسم یعنی زمانہ اس پر گواہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت گھاٹے، نقصان اور خُسران میں مبتلا ہے۔ ہاں۔ جو لوگ ایمان لے آئیں، اعمالِ صالحہ سرانجام دیں، حق وصداقت کی تبلیغ کریں اور راہِ حق میں آنے والی مشکلات اور مصائب پر خود صبر کریں اور دوسروں کو صبر کی تلقین کریں تو ایسے سعادت مندوں کو نقصان اور خسران سے بچا لیا جائے گا اور دنیا وآخرت میں کامیابی اور کامرانی ان کا مقدر ہوگی۔ اس کے برعکس جو لوگ ان چاروں اصولوں کو نہیں اپنائیں گے تو وہ دنیا میں بھی خائب وخاسر ہوں گے اور آخرت میں بھی انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا اور وہاں ان کا کوئی مددگار، معاون اور عذاب سے چھڑانے والا نہیں ہوگا۔

قسم کی اقسام:

اہلِ علم نے ''قسم'' یعنی یمین اور حلف کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں۔

(۱) **یمین غموس**: کسی انسان کو دھوکا اور فریب دینے کے لیے جھوٹی قسم کھانا ''یمین غموس'' کہلاتا ہے۔ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ مثلاً کوئی شخص کہے: اللہ کی قسم! میں نے یہ چیز ایک سو روپے میں خریدی ہے جبکہ اس نے وہ چیز سو روپے میں نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خریدی ہو تو یہ ''یمین غموس'' یعنی جھوٹی قسم ہے۔ غموس کا لغوی معنی ''ڈبو دینا'' ہے۔ جھوٹی قسم انسان کو گناہ میں ڈبو دیتی ہے اس لیے اس کا نام ''یمین غموس'' ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ))

[صحیح بخاری: کتاب الخصومات، باب کلام الخصوم بعضھم فی بعض]

''جو شخص کسی معاملے میں جھوٹی قسم اٹھاتا ہے تاکہ وہ اس کے ذریعے کسی مسلمان کا مال ہڑپ کر لے تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کو ایسی حالت میں ملے گا کہ مولائے کریم اس پر غضبناک اور ناراض ہوگا۔''

اگر خدانخواستہ کوئی شخص جھوٹی قسم اٹھا کر گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہو تو اسے توبہ واستغفار کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی کا سوال کرنا چاہیے اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرنے کا عہد کرے اور اگر جھوٹی قسم کے باعث کسی کے مال پر ناجائز قبضہ کیا ہو تو وہ مال اس کے مالک کو واپس کرے۔

(۲) **یمین لغو:** قسم کے ایسے الفاظ جو بلا ارادہ اور بلا نیت زبان پر جاری ہو جائیں جیسے لَا وَ اللّٰهِ، وَبَلٰی وَ اللّٰهِ۔ کلامِ عرب سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ عرب میں قسمیں کھانے کا عام رواج تھا اور ان کی قسمیں عام طور پر محض تکیہ کلام یا گفتگو میں تاکید اور حسن پیدا کرنے کے لیے ہوتی تھیں۔ ایسی ہی قسموں کو ''یمینِ لغو'' کہا گیا ہے۔ ایسی قسموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ﴾ [المائدہ:۸۹]

''اور اللہ تعالیٰ تم سے ''لغو'' قسموں کا مواخذہ نہیں کرے گا۔ اور لیکن جو قسمیں تم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ارادۃً کھائی ہیں ان کا مواخذہ کیا جائے گا۔''

لغو قسم کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ کسی واقعہ کو اپنے نزدیک سچا سمجھ کر قسم کھالے لیکن حقیقت میں وہ غلط ہو۔ مثلاً کسی سے سن کر اعتماد کرتے ہوئے قسم کھالی کہ فلاں شخص آ گیا۔ پھر تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ شخص نہیں آیا تو یہ قسم بھی ''لغو'' ہی شمار ہوگی۔ لغو قسم کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔

(۳) یمینِ منعقدہ: مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھانے کا نام ''یمین منعقدہ'' ہے۔ مثلاً کوئی کہے کہ اللہ کی قسم! میں یہ کام نہیں کروں گا یا بخدا میں یہ کام ضرور کروں گا۔ اگر کوئی شخص ایسی قسم اور حلف کو توڑ دے تو وہ گناہ گار بھی ہے اور اس پر کفارہ بھی لازم ہوگا۔ ارشادِ الٰہی ہے۔

﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾ [المائدہ:۵۹]

''اللہ تعالیٰ تمہاری لغو قسموں پر تمہاری گرفت نہیں فرمائے گا اور لیکن ان قسموں کا مواخذہ ضرور کرے گا جو تم سچے دل سے کھاتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، از حد مہربان ہے۔''

حلفِ الٰہی:

جب انسان کسی موقع پر حلف اٹھاتا اور قسم کھاتا ہے تو اس کا مقصد اپنی بات کا یقین دلانا، صفائی دینا اور دوسرے فریق کو مطمئن کرنا ہوتا ہے مگر جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی چیز کی قسم کھاتا ہے تو اس کا مقصد اس شئی کی عظمت، رفعت، اور اہمیت کو اجاگر کرنا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حاکمِ مطلق ہے عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہے، وہ اپنی مخلوق میں سے جس چیز کی چاہے قسم کھا سکتا ہے۔ اسے کوئی روک اور ٹوک نہیں سکتا لیکن ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا جائز نہیں ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِأُمَّهَاتِكُمْ وَلَا بِالْأَنْدَادِ وَلَا تَحْلِفُوْا إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْلِفُوْا بِاللّٰهِ إِلَّا وَأَنْتُمْ صَادِقُوْنَ))

[سنن ابی داود: کتاب الایمان والنذور، باب فی کراہیۃ الحلف بالآباء]

"اپنے آباء واجداد اور ماؤں کی قسمیں نہ کھاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کے شریکوں کی قسمیں بھی نہ کھاؤ۔ تم صرف اللہ تعالیٰ کی قسم کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کی قسم بھی اس صورت میں کھاؤ جب تم سچے ہو۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بعض اشیاء کی حقیقت واضح کرنے کے لیے بعض چیزوں کی عظمت ورفعت کو بیان کرنے کے لیے اور بعض اشیاء کو اپنے دعوے کی دلیل کے طور پر پیش کرنے کے لیے مختلف قسمیں اٹھائی ہیں۔ مثلاً

﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝ بَلْ عَجِبُوْا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ فَقَالَ الْكَافِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝﴾ [ق:۱،۲]

"ق، قسم ہے اس بڑی شان والے قرآن کی۔ بلکہ یہ لوگ اس بات پر تعجب کرتے ہیں کہ انہیں میں سے ایک ڈرانے والا ان میں آیا ہے۔ پس کافروں نے کہا کہ یہ تو عجیب بات ہے۔"

قرآن مجید اپنی شان وعظمت، فصاحت وبلاغت اور اسرار ورموز کے اعتبار سے ایسی مستند، معتبر اور اعلیٰ کتاب ہے کہ کوئی کتاب اس کے مقابلے میں پیش ہی نہیں کی جا سکتی۔ اس لیے تقدیس ورفعت کی وجہ سے قرآن مجید کی قسم کھائی گئی ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو قرآن مجید کی قسم کھا کر اس امر کا یقین دلایا گیا ہے کہ نبی کریم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ رب العزت کے سچے پیغمبر، نبی اور رسول ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

﴿یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝﴾ [یٰسین:۱تا۵]

''اے سردار مجھے حکمت بھرے قرآن کی قسم بلاشبہ آپ رسولوں میں سے ایک برگزیدہ رسول ہیں سیدھی راہ پر ہیں (جو قرآن حکیم) غالب (اور) رحم کرنے والے (اللہ تعالیٰ) کا نازل کردہ ہے۔''

کتابِ الٰہی کے تئیسویں پارے میں فرمایا:

﴿صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ ۝ بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝﴾ [صٓ:۱،۲]

''ص۔ نصیحت والے قرآن کی قسم (یہ کتاب برحق اور جناب محمد ﷺ سچے رسول ہیں) بلکہ یہ کافر ہی تکبر اور مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں۔''

پچیسویں پارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن عزیز کی قسم ان الفاظ میں کھا کر اس کی صداقت کا اعلان فرمایا:

﴿حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ ۝ فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ ۝ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝﴾

[الدخان:۱تا۶]

''حٰم۔ اس واضح کتاب کی قسم بے شک ہم نے اسے بابرکت رات میں نازل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا بلاشبہ ہم ڈرانے والے ہیں ۔اس رات ہمارے حکم سے ہر معاملے کا حکیمانہ فیصلہ کیا جاتا ہے یقیناً ہم ہی رسول بھیجنے والے ہیں۔''

قرآن مجید کے ان چاروں مقامات پر اللہ احکم الحاکمین نے قرآن کریم کی قسم کھا کر اس کے منزل من اللہ لاریب اور کلامِ الٰہی ہونے کی تصدیق فرمائی اور اسی طرح کتاب الٰہی کی قسم کھا کر نبی مکرم رحمتِ مجسم جنابِ محمد ﷺ کی رسالت ونبوت کی گواہی دی اور اسے ہی صراطِ مستقیم، جادۂ حق اور جنت کا راستہ قرار دیا ہے۔لہٰذا ہر مسلمان کا یہ اوّلین فرض ہے کہ وہ قرآن کریم کی آیاتِ طیبات کو پڑھے، سمجھے، ان پر عمل کرے اور اس کی تبلیغ واشاعت میں حصہ لے اور رسولِ رحمت ﷺ کی حدیث، سنت اور سیرت کو حرزِ جان بنائے۔اپنے عمل، کردار اور معاملات میں سنتِ رسول سے انحراف نہ کرے۔زندگی کے ہر معاملے میں قرآن وحدیث سے راہنمائی حاصل کرے اور اسی کی روشنی میں حیاتِ مستعار کے مختصر لمحات گزار کر جب دربار الٰہی میں حاضر ہو تو اُسے جنت کا مژدہ جاں فزا سنا دیا جائے، حوض کوثر سے سیرابی نصیب ہو جائے، شفاعتِ مصطفیٰ کا حقدار ٹھہرے۔لواء الحمد تلے جگہ مل جائے اور میدانِ حشر میں محبوب کائنات ﷺ کی رفاقت ومعیت کا اعزازِ عظیم حاصل ہو جائے۔

شعائر اللہ کی قسم:

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں بعض محترم، مقدس اور متبرک شہروں، مقامات اور شعائر اللہ کی قسم بھی کھائی ہے جس کا مقصد اِن شعائر کے احترام کو نمایاں کرنا اور لوگوں کو ان محترم ومتبرک مقامات کے خالق یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت پر آمادہ کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

www.KitaboSunnat.com

﴿لَآ أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ o وَأَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ o وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ o لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ o﴾ [البلد:۱تا۴]

''میں اس شہر (مکہ معظمہ) کی قسم کھاتا ہوں اور آپ اس شہر میں ٹھہرنے والے ہیں اور والد (آدم) اور اس کی اولاد کی قسم! بے شک ہم نے انسان کو مشقت جھیلنے والا پیدا فرمایا۔''

آپ جانتے ہیں کہ مکہ مکرمہ ہمارے آقا جنابِ محمد مصطفیٰ ﷺ کا مولد و مسکن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں روئے زمین کی سب سے محترم جگہ ''کعبۃ اللہ'' بھی اسی شہر میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے شہر کی عظمت وفضیلت کے باعث اس کی قسم کھا کر انسان کی تخلیق کا تذکرہ فرمایا ہے۔ مکہ مکرمہ کے احترام اور تقدیس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ مثلاً

- خانہ کعبہ مکہ مکرمہ میں ہے۔
- مقامِ ابراہیم اسی شہر میں ہے۔
- زم زم کا چشمہ یہاں ہے۔
- صفا اور مروہ اسی مقام پر ہے۔
- میدانِ منیٰ اسی شہر کے قریب ہے۔
- مزدلفہ بھی یہاں سے نزدیک ہے۔
- غارِ حراء بھی یہاں ہی ہے۔
- میدانِ عرفات بھی اسی کے قرب میں ہے۔

مگر اللہ تعالیٰ نے ان وجوہات واسباب کے باعث اس شہر کی قسم نہیں کھائی بلکہ ارشاد ہوا۔ اے میرے محبوب! میں تو اس مقدس شہر کی قسم اس لیے کھا رہا ہوں کہ یہ بلد امین آپ کا مسکن، آپ کی رہائش گاہ اور آپ کے اترنے اور ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ لَآ أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ o وَأَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ o

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسی مقدس ومتبرک شہر کی قسم کھاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ ٥ وَطُورِ سِينِينَ ٥ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ ٥ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ٥﴾ [التين: ١ تا ٥]

''قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور طورِ سینا کی اور اس پُر امن شہر (مکہ معظّمہ) کی۔ کہ ہم نے انسانوں کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے۔''

قرآن عزیز کے ستائیسویں پارے میں اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کی بیک وقت قسم کھا کر یعنی ان پانچ اشیاء کو گواہ بنا کر قیامت کے وقوع اور اُس کے عذاب کا تذکرہ فرما کر لوگوں کو متنبہ فرمایا کہ قیامت برحق ہے۔ جو مقررہ دن میں آ کر رہے گی لہٰذا اس عارضی دنیا میں آخرت کی تیاری کرو تا کہ قیامت کی ہولناکی، شدت اور عذاب سے محفوظ و مامون رہ سکو ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَالطُّورِ ٥ وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ ٥ فِي رَقٍّ مَّنشُورٍ ٥ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ ٥ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ ٥ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ ٥ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ٥ مَا لَهُ مِن دَافِعٍ ٥﴾ [الطّور: ١ تا ٨]

''کوہ طور کی قسم اور کھلے ہوئے صفحات میں لکھی ہوئی اس کتاب کی قسم اور بیت المعمور کی قسم اور اونچی چھت (آسمان) کی قسم اور جوش مارتے ہوئے سمندر کی قسم بلاشبہ آپ کے رب کا عذاب واقع ہو کے رہے گا اُسے کوئی روکنے والا نہیں ہے۔''

کوہِ طور وہ پہاڑ ہے جو مصر سے مدین جاتے ہوئے راستے میں آتا ہے اسی مقام پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف اور اعزاز حاصل کیا۔ اسی پہاڑ کے دامن میں ''وادیٔ طوی'' ہے جسے قرآن حکیم میں ''وادی مقدس'' اور ''البقعة المباركه'' بھی کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ یٰسین اور سورۃ طور میں اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہاڑ کی قسم کھائی ہے کیونکہ اس کی نسبت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہے۔ ''بیت المعمور'' سے مراد ساتویں آسمان پر فرشتوں کی وہ عبادت گاہ ہے جو خانہ کعبہ کے بالکل اوپر واقع ہے۔ شبِ معراج رسول اکرم ﷺ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اسی ''بیت المعمور'' کی دیوار سے ٹیک لگائے دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقدس گھر کی قسم کھا کر قیامت اور اُس کے عذاب کا تذکرہ فرمایا ہے۔ جیسا پہلے عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق و مالک ہے وہ اپنی مخلوق میں سے جس چیز کی چاہے قسم کھا سکتا ہے مگر ہمیں صرف اللہ کی قسم کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔

فرشتوں کی قسم:

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ عظیم میں اپنے فرشتوں کی قسم کھائی ہے اور اسی ضمن میں فرشتوں کے مختلف فرائض اور ذمہ داریوں کا بھی تذکرہ فرمایا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ نوری مخلوق حکمِ الٰہی کی پابند اور اللہ تعالیٰ کے سامنے بے بس ہے تو انسان کو بالا ولیٰ اپنے رب کا فرماں بردار اور عبادت گزار ہونا چاہئے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَالصَّافَّاتِ صَفًّا o فَالزَّاجِرَاتِ زَجْرًا o فَالتَّالِيَاتِ ذِكْرًا o إِنَّ إِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ o رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ o﴾ [الصافات:۱تا۵]

''صفیں باندھ کر کھڑے ہونے والے فرشتوں کی قسم پھر ڈانٹنے والے فرشتوں کی قسم پھر قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے فرشتوں کی قسم! بے شک تمہارا معبود ایک ہی ہے جو آسمان، زمین اور اِن دونوں کے درمیان کی تمام چیزوں کا رب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور مشرقوں کا پروردگار بھی وہی ہے۔"

قرآن عزیز کے اُنتیسویں پارے میں فرشتوں کی قسم کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

﴿وَالنَّازِعَاتِ غَرْقًا o وَالنَّاشِطَاتِ نَشْطًا o وَالسَّابِحَاتِ سَبْحًا o فَالسَّابِقَاتِ سَبْقًا o فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا o يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ o تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ o قُلُوبٌ يَوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ o أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ o﴾

[النازعات: ا تا ۹]

"سختی سے جان نکالنے والے فرشتوں کی قسم اور آسانی سے بند کھولنے والے (یعنی آسانی سے جان نکالنے والے) فرشتوں کی قسم اور تیزی سے تیرنے والے فرشتوں کی قسم۔ پھر دوڑ کر آگے نکل جانے والے فرشتوں کی قسم۔ پھر حکم کی تدبیر کرنے والے فرشتوں کی قسم۔ اُس (قیامت کے) دن کانپنے والی (زمین) کانپنے لگے گی۔ اس کے بعد (زلزلے کا) ایک اور جھٹکا آئے گا اُس دِن دل کانپ رہے ہوں گے اُن کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی۔"

ان آیات میں مختلف فرائض سرانجام دینے والے فرشتوں کی قسم کھا کر قیامت کی ہولناکی، ہیبت وسختی اور عذاب کا ذکر کیا گیا ہے اور انسانوں کو قیامت کے دِن کی رسوائی، ذلت اور ندامت سے بچنے کیلئے قرآن وحدیث کے احکام پر عمل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

سورج، چاند اور لیل ونہار:

قرآن مجید میں رب العالمین نے انسان کو اپنی توحید کا یقین دلانے، قیامت کے دن کی سختیوں اور تلخیوں سے آگاہ کرنے، نیکیوں کی ترغیب دینے اور گناہوں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفرت پیدا کرنے کے لیے چاند، سورج، ستاروں، سیاروں، رات، دن، آسمان، زمین اور دیگر کئی چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں تاکہ انسان حلفِ الٰہی پر اعتبار کر کے ہی اپنے عقائد واعمال کو سنوار کر دنیا اور آخرت کے عذاب سے بچ جائے اور جنت کی نعمتوں کا مستحق بن جائے۔ فرمانِ الٰہی ہے۔

﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ○ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلاَهَا ○ وَالنَّهَارِ إِذَا جَلاَّهَا ○ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا ○ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنَاهَا ○ وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَاهَا ○ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوَّاهَا ○ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ○ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ○ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا ○﴾ [الشمس:۱تا۱۰]

''قسم ہے سورج کی اور اس کی دھوپ کی۔ اور قسم ہے چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آئے۔ اور دن کی قسم جب وہ سورج کو نمایاں کر دے اور رات کی قسم جب وہ اس (سورج) کو ڈھانپ لے۔ اور قسم ہے آسمان کی اور اس ذات کی، جس نے اسے بنایا، اور قسم ہے زمین کی اور اس ذات کی جس نے اسے بچھایا اور قسم ہے نفس کی اور اُس ذات کی جس نے اُسے ٹھیک کر کے بنایا۔ پھر اس کی نافرمانی اور اس کی پرہیزگاری اُس کے دل میں ڈال دی۔ یقیناً وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے نفس کو پاک کر لیا اور اس کو خاک آلود کرنے والا ناکام ہو گیا۔''

اس سے اگلی سورت کے آغاز میں فرمایا:

﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى ○ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى ○ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى ○ إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ○ فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى ○ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ○ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى ○﴾ [الليل:۱تا۷]

''رات کی قسم جب وہ چھا جائے اور دن کی قسم، جب وہ روشن ہو، اور اس ذات کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا کہ یقیناً تمہاری کوشش مختلف ہے۔ پھر جس نے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) مال دیا اور پرہیزگاری اختیار کی اور اچھی بات کی تصدیق کی تو ہم اُسے آسان راستے کے لیے سہولت دیں گے۔"

قرآن مجید کے اسی آخری پارے کی سورت بروج میں فرمایا:

﴿وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ٥وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ٥وَشَاهِدٍ وَمَشْهُوْدٍ ٥﴾

[البروج: ۱تا۳]

"بُرجوں والے آسمان کی قسم، اور اس دن کی قسم، جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور حاضر ہونے والے اور جس کے پاس حاضر ہوا جائے اُس کی قسم۔"

اور اس سے اگلی سورت کے ابتدائی الفاظ ہیں:

﴿وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ٥وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ٥النَّجْمُ الثَّاقِبُ٥ إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ٥﴾[الطارق: ۱تا۴]

"قسم ہے آسمانوں کی اور رات کو آنے والے (ستارے) کی۔ اور آپ کو کیا معلوم کہ رات کو آنے والا کیا ہے۔ وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے کہ ہر جان پر ایک حفاظت کرنے والا مقرر ہے۔"

عمرِ مصطفیٰ کی قسم:

اللہ رب العالمین نے قرآن مبین میں ایک مقام پر محبوبِ کائنات، سید وُلد آدم، امام الانبیاء، رحمتِ دوجہاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ اور عمرِ پاک کی قسم بھی کھائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ٥﴾[الحجر: ۷۲]

"(اے نبی ﷺ) آپ کی عمر کی قسم! بے شک وہ اپنی مستی میں دیوانے ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں۔''

اللہ رحیم وکریم کا نبی محترم ﷺ کی زندگی کی قسم کھانا، آپ ﷺ کی عظمت و رفعت کو واضح کرتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں سے سب سے اعلیٰ، سب سے افضل، سب سے اکرم، سب سے اعظم اور سب سے عظیم تر ذات جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔ کہ آپ جیسا عظیم و برتر انسان، اللہ تعالیٰ نے آج تک کسی کو بنایا ہی نہیں ہے اور قیامت تک بنانا بھی نہیں ہے۔ شاعرِ اسلام شیخ محمد سعید الفت رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

سُہین نفاست کے پھلاں دا سہرہ
واہ سبحان اللہ ، محمد ﷺ دا چہرہ

مصور نے بس انتہا کر سٹی
بڑی رتجھ دے نال تصویر گئی

حسیناں جمیلاں دا منہ موڑ دتا
محمد ﷺ بنا کے قلم توڑ دتا

قرانِ کریم کے اولین مفسر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ:

((مَا خَلَقَ اللّٰهُ وَ مَا ذَرَءَ وَ مَا بَرَءَ نَفْساً اَكْرَمَ عَلَيْهِ مِنْ مُحَمَّدٍصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا سَمِعْتُ اللّٰهَ اَقْسَمَ بِحَيَاةِ اَحَدٍ غَيْرِهٖ))[تفسیر ابن کثیر: سورت الحجر آیت ۷۲]

''اللہ تعالیٰ نے دنیا میں رسولِ مقبول جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات سے زیادہ کسی کو معزز و محترم پیدا نہیں فرمایا اور آپ ﷺ کی عمر عزیز کے علاوہ کسی کی زندگی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی قسم بھی نہیں کھائی۔"

مشہور مفسر علامہ قرطبی رحمۃ اللہ کا فرمان ہے کہ:

((هٰذَا نِهَايَةُ التَّعْظِيمِ وَغَايَةُ الْبِرِّ وَالتَّشْرِيفِ))

[تفسیر قرطبی: سورت الحجر آیت ۷۲]

"اللہ تعالیٰ کا نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مطہر کی قسم کھانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم، تکریم، اور شرف واعزاز کی انتہا ہے۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس کا بیان قرآن مجید کا ایک اہم موضوع ہے۔ کتابِ الٰہی کی سینکڑوں آیات، رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت کو واضح کرتی ہیں۔ قرآنی آیات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال، ڈھال، عادات واخلاق، حسن وجمال، اعزاز واکرام، اوصاف وخصائص، فضائل وخصائل، احوال وکمال، صفاوحالات اور محاسن ومحامد کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ بار بار کیا گیا اور بالتکرار کیا گیا ہے۔ اس لیے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی حق بنتا ہے کہ ہر مسلمان اپنی زندگی کے تمام معاملات ومعمولات میں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرماں برداری کو اپنانے کی کوشش کرے اور آپ کے نقشِ قدم پر چل کر دنیا اور آخرت میں سرخروئی، کامیابی اور کامرانی حاصل کرے۔ (اس موضوع کی تفصیل کے لیے ہماری کتاب "سیرتِ مصطفیٰ" کا مطالعہ مفید ہے) ایک ہندو شاعر ہری چند اختر رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وخصائل کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا

آدمیّت کا غرض ساماں مہیا کر دیا

اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

محمد ﷺ کے رب کی قسم:

اللہ رب العالمین نے قرآن حکیم میں تین مقامات پر اپنی ربوبیت یعنی اپنے رب ہونے کی قسم کھائی ہے اور عجیب اتفاق ہے کہ تینوں آیات میں نبی اکرم، رسولِ معظم، رحمتِ مجسم جناب محمد مصطفےٰ ﷺ کو مخاطب فرمایا گیا ہے کہ ''مجھے تیرے رب کی قسم''، یعنی اللہ تعالیٰ اس امر پر فخر فرمارہا اور قسم کھا رہا ہے کہ ''میں محمد ﷺ کا رب ہوں'' چنانچہ قرآن حکیم کے چودہویں پارے میں قرآنی احکام سے اعراض کرنے والوں، کتاب الٰہی سے منہ موڑنے والوں اور فرمودات ربانی کا انکار کرنے والوں کے متعلق فرمایا:

﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝﴾

[الحجر:۹۲،۹۳]

''پس (اے نبی ﷺ) آپ کے پروردگار کی قسم! ہم ان سے ضرور باز پرس کریں گے ان کے اعمال کی جو وہ کرتے ہیں۔''

اسی طرح سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کی قسم کھا کر فرمایا کہ جو لوگ حشر کے انکاری اور دربارِ الٰہی میں حاضری کے منکر ہیں انہیں اور ان کو گمراہ کرنے والے سرداروں اور شیطانوں کو اکٹھا کر کے گھٹنوں کے بل جہنم میں گرایا جائے گا۔ فرمانِ الٰہی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّاo﴾ [مريم:٦٨]

''پس (اے نبی ﷺ) تیرے رب کی قسم! ہم انہیں اوران کے ساتھ شیطانوں کو ضرور جمع کریں گے پھران سب کو گھٹنوں کے بل جہنم کے اردگرد حاضر کر دیں گے۔''

ان دونوں آیات مبارکات میں اللہ تعالیٰ نے نبی معظم ﷺ کے رب کی قسم کھائی ہے اور ظاہر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی شان ہی ہے گویا رب العالمین نے اپنی ذات کی قسم اس حوالہ سے کھائی ہے کہ ''میں محمد ﷺ کا رب ہوں۔''

تیسری آیت طیبہ جس میں قسم کا یہی انداز اختیار فرمایا گیا وہ یہ ہے۔ارشاد ہوا:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًاo﴾

[النساء:٦٥]

''تمھارے رب کی قسم! وہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تنازعات میں آپ ﷺ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں۔پھر اپنے دلوں میں آپ کے فیصلے سے کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اسے تسلیم کرلیں۔''

اس آیت مبارکہ میں ہر صاحبِ ایمان اور مسلمان کے لئے یہ شرط بیان فرمائی گئی ہے کہ جو شخص رسول اکرم ﷺ کے حکم، فیصلے، فرمان اور ارشاد کو دل وجان سے تسلیم کرے گا، اس کے مطابق عمل کرے گا وہ مومن اور مسلمان کہلانے کا حق دار ہوگا اور جو کوئی آپ کے فیصلے کو قبول نہ کرے یا آپ کے فرمان کو سن کر دل میں تنگی اور گھٹن محسوس کرے وہ سرے سے مسلمان کہلانے کا حق دار ہی نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کریمہ کی روشنی میں ہم سب کو اپنے اقوال، اعمال اور افعال کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ آج مسلمان کہلانے والے، محبتِ مصطفیٰ کے بلند بانگ دعوے کرنے والے اور صبح و شام عقیدت مصطفیٰ اور عشقِ رسول کا اعلان کرنے والے کہاں تک آپ ﷺ کے فیصلوں، احکام اور ارشادات کو قبول کرتے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟ آج کے اکثر کلمہ گو مسلمانوں کا حال تو یہ ہے کہ جب ان کے سامنے حدیثِ رسول، ارشادِ پیغمبر اور سنتِ مصطفیٰ کا تذکرہ کیا جائے اور اس پر عمل کی دعوت دی جائے تو وہ بلا جھجک کہہ دیتے ہیں کہ حدیث رسول تو ایسے ہی ہوگی، سنت مصطفیٰ تو یہی ہے اور طریقہ محمدی تو ایسا ہی ہے مگر ہمارے امام صاحب، حضرت صاحب، پیر صاحب، بزرگ صاحب اور مولوی صاحب اس طرح نہیں کرتے لہٰذا ہم بھی اس طریقہ رسول پر عمل کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ استغفر اللّٰه ، معاذاللّٰه۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ

- امام کی بات غلط ہوسکتی ہے۔
- مقتدی کی بات غلط ہوسکتی ہے۔
- خطیب کی بات غلط ہوسکتی ہے۔
- سامع کی بات غلط ہوسکتی ہے۔
- بڑے کی بات غلط ہوسکتی ہے۔
- چھوٹے کی بات غلط ہوسکتی ہے۔
- استاد کی بات غلط ہوسکتی ہے۔
- شاگرد کی بات غلط ہوسکتی ہے۔
- پیر کی بات غلط ہوسکتی ہے۔
- مرید کی بات غلط ہوسکتی ہے۔
- امیر کی بات غلط ہوسکتی ہے۔
- فقیر کی بات غلط ہوسکتی ہے۔
- عالم کی بات غلط ہوسکتی ہے۔
- جاہل کی بات غلط ہوسکتی ہے۔
- میری بات غلط ہوسکتی ہے۔
- آپ کی بات غلط ہوسکتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب کعبہ کی قسم! سارے جہان کی اور تمام جہان والوں کی بات، فیصلہ اور قول غلط ہوسکتا ہے مگر امام الانبیا، سید الاصدقاء، شافع روز جزا جنابِ محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد، فرمان اور فیصلہ غلط نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اُس میں غلطی کا ذرہ بھر امکان بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ تمام انسان اپنی مرضی، خواہش اور سوچ کے مطابق بولتے ہیں مگر رسولِ مکرم ﷺ وحی الٰہی کے مطابق گفتگو فرماتے اور اپنے لبوں کو حرکت دیتے ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰىٓ ٥ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى ٥﴾ [النجم:۳،۴]

''وہ پیغمبر ﷺ (دینی معاملات میں) اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتا۔ وہ جو بھی فرماتا ہے وہ تو اس کی طرف وحی کی جاتی ہے۔''

مصطفیٰ ہرگز نہ گفت تا نہ گفت جبرائیل
وجبرائیلش ہم نہ گفت تا نہ گفت کردگار

اللہ تعالیٰ ہر کلمہ گو انسان کو نبی کریم ﷺ کے تمام فیصلوں، ارشادات اور احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

یہی مسلمانی کا تقاضا اور ایمان کا مطالبہ ہے کہ بقول مولانا ظفر علی خان رحمہ اللہ

میرے ہزار دل ہوں تصدق حضور پر　　میری ہزار جان ہو قربانِ مصطفیٰ
رشتہ میرا خدا کی خدائی سے ٹوٹ جائے　　چھوٹے نہ ہاتھ سے دامانِ مصطفیٰ

یہی بات اللہ تعالیٰ نے جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے رب کی قسم کھا کر بیان فرمائی ہے کہ:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

[النساء: ٦٥]

''تمہارے رب کی قسم! وہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تنازعات میں آپ ﷺ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں۔ پھر اپنے دلوں میں آپ کے فیصلے سے کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اسے تسلیم کر لیں۔''

آدابِ قَسم:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھائی جانے والی ان قسموں کے علاوہ قرآن عزیز میں اور بھی کئی اشیاء کی قسمیں کھائی گئی ہیں مگر اس کی تفصیل میں جانے کی بجائے ہم قسم کے آداب واحکام بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس طرح ہم لوگ دیگر شرعی اور دینی معاملات میں اِفراط وتفریط میں مبتلا ہیں اسی طرح آج کے مسلمانوں کی اکثریت قسم کے بارے میں بھی روایتی جہالت اور لاعلمی کا شکار ہے۔ بعض لوگ معمولی معمولی باتوں پر قسم پر قسم کھائے جاتے ہیں اور اسے کوئی عیب اور گناہ خیال نہیں کرتے اور کئی افراد جھوٹی قسمیں کھانے کے بڑے ماہر اور تجربہ کار ہوتے ہیں اور بڑے دھڑلّے سے جھوٹی قسمیں کھانا اپنے لئے باعث فخر جانتے ہیں۔ بعض پڑھے لکھے حضرات بھی ہر بات پر قسم کھانے کو ضروری گردانتے ہیں اور دورانِ گفتگو بار بار قسمیں کھانا اُن کی عادتِ ثانیہ بن چکی ہے۔ اسی طرح ہماری عدالتوں، کچہریوں اور تھانوں میں جھوٹے ''بیانِ حلفی'' داخل کروانا لوگوں کی مجبوری بن چکا ہے اور بعض وکلاء تو باقاعدہ ''فتویٰ'' جاری کر دیتے ہیں کہ جھوٹے بیانِ حلفی پر دستخط کرنا کوئی جرم اور گناہ کی بات نہیں بلکہ ہماری قانونی مجبوری اور عدالتی طریقہ کار ہے۔ اس حالات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں ''قسم کے احکام وآداب'' کی تفصیل بیان کی جائے تاکہ مسلمان ان ضروری مسائل سے آگاہ ہو کر اپنی اصلاح کا فریضہ سرانجام لے سکیں۔

صرف اللہ کی قسم:

ویسے تو ہر مسلمان کو قسم کھانے سے حتی الامکان پرہیز ہی کرنا چاہیے اور اگر چارو ناچار قسم کھانے کی ضرورت پیش آہی جائے تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات یا اُسکے اسماء وصفات کی قسم کھانی چاہیے۔ اللہ رب العالمین کی ذات اور اُسکے اسماء وصفات کے علاوہ کسی چیز کی قسم کھانا جائز نہیں ہے، چاہے وہ چیز کتنی ہی قابلِ تعظیم اور لائق احترام کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ))

[صحیح بخاری: کتاب الایمان والنذور، باب لاتحلفوا بآبائکم]

''جو شخص قسم کھائے تو اُسے صرف اللہ تعالیٰ کی قسم کھانی چاہیے ورنہ خاموش رہے۔''

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کے احکام وآداب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا

((لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِأُمَّهَاتِكُمْ وَلَا بِالْأَنْدَادِ وَلَا تَحْلِفُوْا إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْلِفُوْا بِاللّٰهِ إِلَّا وَأَنْتُمْ صَادِقُوْنَ))

[سنن ابی داؤد: کتاب الایمان والنذور، باب کراھیۃ الحلف بالآباء]

''اپنے آباءواجداد اور ماؤں کی قسمیں نہ کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کے شریکوں کی قسمیں بھی نہ کھاؤ۔ تم صرف اللہ تعالیٰ کی قسم کھاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم بھی اس صورت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کھاؤ جب تم سچے ہو۔''

ہر انسان کے لیے اس کے ماں باپ انتہائی قابلِ احترام اور لائقِ خدمت ہیں۔ بلکہ نبی کریم ﷺ نے والدین کی نافرمانی کو کبیرہ گناہوں میں شمار فرمایا ہے۔ یہ بھی ارشاد ہے کہ ''جنت ماں کے قدموں تلے ہے'' اور آپ ﷺ نے والد کو اولاد کے لیے جنت کا درمیانی دروازہ قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود والدین کی قسم کھانے سے منع کیا گیا ہے اور غیر اللہ کی قسم کھانے والے کو زبانِ نبوت سے مشرک قرار دیا گیا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ))

[جامع ترمذی: کتاب النذور والایمان، باب ما جاء فی کراہیۃ الحلف بغیر اللہ]

''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر یا شرک کا ارتکاب کیا۔''

شیخ الاسلام مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''ابوداؤد اور احمد نے بایں الفاظ روایت نقل کیے ہے کہ ''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا اور یہ اس بنا پر ہے کہ کسی چیز کی قسم کھانا اس کی عظمت کا مقتضی ہوتا ہے اور عظمت فی الحقیقت صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔'' قدیم ترین زمانے سے لوگوں کا یہ اعتقاد و نظریہ چلا آرہا ہے کہ جس کے نام کی قسم کھائی جائے اُس کا قسم کھانے والے پر تسلط اور غلبہ ہوتا ہے اور وہ مافوق الاسباب بھی نفع ونقصان دینے کی قدرت وطاقت رکھتا ہے پس جب قسم کھانے والا اپنی قسم پوری کرتا ہے تو جس کی قسم کھائی گئی ہوتی ہے وہ خوش ہوتا ہے اور اسے نفع دیتا ہے اور فائدہ پہنچاتا ہے اور جب قسم اٹھانے والا اپنی قسم پوری نہیں کرتا تو وہ اُس پر ناراض

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے اور اسے نقصان اور ضرر پہنچاتا ہے۔ لاریب ایسا اعتقاد غیر اللہ کے بارے میں رکھنا کھلا شرک و کفر ہے۔ پس جب کوئی اس اعتقاد کے ساتھ قسم کھائے تو اس نے حقیقت میں شرک کا ارتکاب کیا اور جب قسم کھائی اور یہ اعتقاد و نظریہ نہ ہو تو پھر اس نے شرک کے اسباب میں سے ایک سبب کا ارتکاب کیا۔ شریعت نے اسباب شرک سے بھی اسی طرح منع کیا ہے جیسے شرک سے منع کیا ہے'' (بلوغ المرام مترجم: الایمان والنذور)

اللہ رب العزت کے سوا کسی بھی چیز کی قسم کھانا منع اور ناجائز ہے مگر بتوں، دیوتاؤں، اور باطل معبودوں کی قسم کھانا تو قطعاً حرام ہے۔ بلکہ اگر کوئی ایسی قسم کھالے تو اُس کے کلمہ کا اعتبار ختم ہو جاتا ہے۔ اُسے دوبارہ توحید کا اقرار کر کے مسلمان ہونا چاہیے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلْفِهِ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ))

[صحیح بخاری: کتاب الایمان والنذور باب لا یحلف باللات والعزیٰ]

''جس نے قسم کھاتے ہوئے اپنی قسم میں کہا کہ ''لات وعزیٰ کی قسم'' تو اُسے چاہیے کہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ پڑھے یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کر کے دوبارہ مسلمان ہو۔''

ربِ کعبہ کی قسم:

خانہ کعبہ وہ متبرک اور مقدس مقام ہے جس کی طرف رُخ کر کے تمام مسلمان نماز ادا کرتے ہیں اور جس کی زیارت وطواف کے لیے ہر کلمہ گو کا دل بے قرار و بے چین رہتا ہے۔ مگر خانہ کعبہ کی قسم کھانے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے سنا کہ وہ ''کعبہ کی قسم'' کھا رہا تھا تو آپ رضی اللہ عنہ فرمایا:

((لَا تَحْلِفْ بِالْكَعْبَةِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ))

[المستدرک للحاکم: کتاب الایمان والنذور هذا حدیث صحیح]

''کعبہ کی قسم نہ کھاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اُس نے کفر یا شرک کا ارتکاب کیا۔''

جہینہ قبیلے کی ایک صحابیہ سیدہ قتیلہ بنت صیفی رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ:

((أَتَى حِبْرٌ مِّنَ الْأَحْبَارِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ لَوْلَا أَنَّكُمْ تُشْرِكُونَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَا ذَاكَ قَالَ تَقُولُونَ إِذَا حَلَفْتُمْ وَالْكَعْبَةِ قَالَتْ فَأَمْهَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ قَدْ قَالَ فَمَنْ حَلَفَ فَلْيَحْلِفْ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ))[مسند احمد: صفحہ ۳۵۶ جلد ۶ مسند النساء]

''یہودی علماء میں سے ایک عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم بڑی اچھی قوم ہوتے اگر شرک کا ارتکاب نہ کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ازراہ تعجب) کہا ''سبحان اللہ'' اللہ تعالیٰ تو شرک سے پاک ہے وہ کیا شرک ہے؟ (جو ہم کرتے ہیں) اُس یہودی عالم نے کہا کہ جب تم قسم کھاتے ہو تو کہتے ہو ''کعبہ کی قسم'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دینے میں تھوڑی تاخیر کی، پھر فرمایا ''جو شخص قسم کھائے اُسے چاہیے کہ (کعبہ کی قسم کھانے کی بجائے) کعبہ کے رب کی قسم کھائے۔''

آپ نے غور کیا کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی عالم کے اعتراض کے جواب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں یہ نہیں فرمایا کہ کعبہ کی قسم شرک نہیں، بلکہ اہلِ ایمان کو حکم فرمایا کہ آئندہ اگر کسی وقت کعبہ کی نسبت سے قسم کھانے کا مرحلہ آئے تو کعبہ کی قسم کھانے کی بجائے کعبہ کے رب کی قسم کھائی جائے یعنی یوں کہا جائے کہ ''ربّ کی قسم''۔

بعض لوگ بغیر سوچے سمجھے مختلف اشیاء کی قسمیں کھانا شروع کر دیتے ہیں جیسے دودھ کی قسم، بیٹے کی قسم، امانت کی قسم، بزرگوں کی قسم، فلاں ہستی کی قسم، فلاں جگہ کی قسم، فلاں حضرت کی قسم، ایسی تمام قسموں سے اجتناب اور پرہیز لازم ہے۔ کیونکہ یہ سب غیراللہ کی قسمیں ہیں اور غیراللہ کی قسم کھانے سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح ''امانت'' کی قسم کھانے والے کو آپ ﷺ نے اپنی مِلّت اور اُمت سے خارج قرار دیا ہے ارشاد رسول ﷺ ہے:

((مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا))

[سنن ابی داود، کتاب الایمان، باب فی کراھیۃ الحلف بالامانۃ]

''جو امانت کی قسم کھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

جھوٹی قسم:

جھوٹی قسم کھانا کبیرہ، بہت بڑی نافرمانی اور اللہ تعالیٰ کے نام کو ناجائز استعمال کرنے کا گھناؤنا جرم ہے۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ)) [صحیح بخاری: کتاب الایمان، والنذور، باب الیمین الغموس]

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی کو ناحق قتل کرنا، اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہیں۔"

ہمارے ہاں جھوٹی قسم کو عام معمول بنالیا گیا ہے اور لوگوں کا مال ہڑپ کرنے، کسی کی جائیداد پر قبضہ کرنے اور کسی کی دولت کو سمیٹنے کا آسان طریقہ "جھوٹی قسم" کو سمجھ لیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ عمل اللہ تعالیٰ کے غضب، غصے اور عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ))

[صحیح بخاری، کتاب الخصومات، باب کلام الخصوم بعضھم فی بعض]

"جو شخص کسی مسلمان کا مال ہڑپ کرنے کے لئے جھوٹی قسم کھاتا ہے وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اُس سے ناراض اور اُس پر غضبناک ہوگا۔"

بعض لوگ کوئی چیز فروخت کرتے وقت اُس کی قیمت بڑھانے کے لئے جھوٹی قسم کھادیتے ہیں اور خریدار سے قسم کھا کر کہتے ہیں کہ مجھے اس چیز کی قیمت آپ کی لگائی ہوئی قیمت سے زیادہ مل رہی تھی مگر میں نے فروخت نہیں کی اور بعض دکاندار اور ریڑھی بان شام سے پہلے پہلے اپنا مال فروخت کرنے کے لئے عصر کے بعد قسمیں کھانا شروع کردیتے ہیں تاکہ لوگوں کو جھوٹا یقین دلا کر اپنی اشیاء بیچ سکیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان سے ایسے جھوٹ، دغاباز، اور قسمیں کھانے والوں کو کلامِ الٰہی کی سعادت سے محروم قرار دیا ہے۔ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ نے فرمایا

((ثَلَاثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یَنْظُرُ إِلَیْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰی سِلْعَةٍ لَقَدْ أُعْطِیَ بِهَا أَکْثَرَ مِمَّا أُعْطِیَ وَهُوَ کَاذِبٌ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ کَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِیَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ))

[صحیح بخاری، کتاب المساقاۃ، باب من رءی ان صاحب الحوض..............]

''تین طرح کے لوگوں سے قیامت کے دن اللہ تعالٰی کلام نہیں کرے گا اور اُن کی طرف نظر بھی نہیں کرے گا (۱) وہ شخص جو جھوٹی قسم کھا کر کہے کہ اُسے مال کی قیمت اب دی جانے والی قیمت سے زیادہ دی جا رہی تھی۔ (۲) وہ شخص جس نے کسی مسلمان کا مال ہضم کرنے کیلئے عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائی۔ (۳) وہ شخص جو اپنی ضرورت سے زائد پانی کسی سے روک لے۔''

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں آج کے مسلمان دکاندار اور کاروباری حضرات اپنے کردار کا جائزہ لیں اور سوچیں کہ کہیں وہ جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا مال فروخت کر کے غضبِ الٰہی کو دعوت تو نہیں دے رہے؟ اللہ تعالٰی سے ہم کلامی کی سعادت سے محروم تو نہیں ہو رہے؟ اور کیا مولائے کریم کی ''نظرِ رحمت'' سے اُنہیں دور تو نہیں ہٹایا جا رہا؟

ہمارے معاشرے کے بعض افراد جھوٹی قسم کھاتے وقت اپنے کافر اور غیر مسلم ہونے کا اعلان کر دیتے ہیں مثلاً جھوٹ بولتے ہوئے کہ کہنا ''اللہ کی قسم! میں صحیح بات کر رہا ہوں اور اگر غلط کہوں تو کافر ہو جاؤں یا کافر ہو کر مر جاؤں یا مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو'' ایسے الفاظ استعمال کرنا یا ایسا انداز اختیار کرنا شرعاً ممنوع اور ناجائز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے بلکہ نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق ایسا کہنے والا واقعتًا کافر اور غیر مسلم ہو جاتا ہے۔صحابی رسول جناب ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ مِلَّةِ الإِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ))

[صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذ ور، باب من حلف بملة سوى الاسلام]

''جس نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین پر ہو جانے کی قسم کھائی تو وہ اپنے قول کے مطابق ویسا ہی ہو جائے گا۔''

نیکی نہ کرنے کا بہانہ :

بعض لوگ قسم کو بہانہ بنا کر نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں اور جب اُنہیں کسی عملِ صالح کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ یہ کہ کر جان چھڑا لیتے ہیں کہ ہم نے یہ کام نہ کرنے کی قسم کھائی ہوئی ہے۔اب ہم اللہ تعالیٰ کی قسم تو توڑ نہیں سکتے۔مثلاً جذبات میں آ کر یہ قسم کھالینا کہ والدین سے کلام نہیں کروں گا، اُنکی خدمت نہیں کروں گا ،ماں باپ کے کسی معاملے میں دخل نہیں دوں گا یا اُنکے گھر نہیں جاؤں گا ، یا قسم کھا کر یہ کہ دینا کہ بیوی سے اچھا سلوک نہیں کروں گا ، اُسکی کوئی بات نہیں مانوں گا اور آج کے بعد اُس سے کوئی مشورہ نہیں کروں گا۔یا یوں اِعلان کر دینا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں اب کسی رشتہ دار سے حسنِ سلوک نہیں کروں گا، برادری اور قبیلے کی کسی میٹنگ میں نہیں آؤں گا اور عزیزوں کے درمیان اختلاف ہو جانے کی صورت میں اُن کے درمیان صلح نہیں کراؤں گا۔علیٰ ھٰذا القیاس۔کسی بھی نیکی کے کام سے رُک جانے کی قسم کھالینا ممنوع اور ناجائز ہے اور اگر لاعلمی،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہالت یا غصہ کی بنا پر ایسی قسم کھا لے تو اُسے توڑ دینا لازم اور قسم کا کفارہ دے کر نیکی کے کام میں حصہ لینا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن عزیز میں قسموں کو نیکی نہ کرنے کا بہانہ بنانے اور اچھے کام نہ کرنے کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ○﴾ [البقرۃ: ۲۲۴۔۲۲۵]

''اور اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا نشانہ (یعنی بہانہ) نہ بناؤ کہ تم نیکی نہیں کرو گے اور پرہیز گار نہیں بنو گے اور لوگوں کے درمیان صلح نہیں کراؤ گے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمھاری لغو قسموں پر گرفت نہیں فرمائے گا اور لیکن جو قسمیں تم سچے دل سے کھاتے ہو اُن پر گرفت کرے گا اور اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بخشنے والا، انتہائی بردبار ہے۔''

سیدنا عبد الرحمان بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

((وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا ، فَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ ، وَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ))

[صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب قول اللہ لایؤاخذکم اللہ باللغو ایمانکم]

''اور جب تم کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھا لو اور اُس کے سوا کسی چیز میں بھلائی دیکھو تو اپنی قسم کا کفارہ دے کر بھلائی اور نیکی کا کام کرو۔''

یعنی اگر کوئی شخص کسی نیکی کے نہ کرنے کی قسم کھا لے تو اُسے وہ ہر قسم پوری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے اور قسم کو نیکی کا کام نہ کرنے کا بہانہ بنانے کی بجائے قسم کا کفارہ دے کر نیکی، خیر اور بھلائی کا کام ضرور کرنا چاہیے۔خود رسول مقبول ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں ایسا کیا ہے جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''میں اشعری قبیلے کی ایک جماعت کے ہمراہ نبی معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے سواری کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

وَاللّٰهِ لَا اَحۡمِلُكُمۡ وَمَا عِنۡدِیۡ مَا اَحۡمِلُكُمۡ عَلَيۡهِ

''اللہ کی قسم میں تمھارے لئے سواری کا کوئی انتظام نہیں کرسکتا اور میرے پاس سواری کا کوئی جانور بھی نہیں ہے۔''

پھر جتنے دن اللہ تعالیٰ نے چاہا ہم ٹھہرے رہے۔ اُسکے بعد اچھی قسم کی تین اونٹنیاں لائی گئیں اور آپ ﷺ نے ہمیں سواری کے لئے عنائیت فرمادیں۔ جب ہم روانہ ہونے لگے تو ہم میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہمیں اس (سفر) میں کوئی برکت حاصل نہیں ہوگی کیونکہ ہم دربارِ رسالت میں سواری مانگنے آئے تھے تو آپ ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ہمارے لئے سواری کا انتظام نہیں کرسکتے اور اب آپ ﷺ نے ہمیں سواریاں عنائیت فرمادی ہے لھٰذا ہمیں نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کو قسم کا واقعہ یاد کروانا چاہیے۔ چنانچہ ہم خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے اور صورت حال عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا اَنَا حَمَلۡتُكُمۡ بَلِ اللّٰهُ حَمَلَكُمۡ

میں نے تمھیں سواری مہیا نہیں کی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انتظام کیا ہے۔اور اگر میں کوئی (کام نہ کرنے کی) قسم کھالوں اور اُس کے توڑنے میں بھلائی اور خیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھوں تو اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا اور وہی کام کروں گا جس میں بھلائی ، بہتری، اور خیر ہوگی۔" [صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب لا یواخذکم اللہ باللغو ...]

ایک صحابی نے دربار رسالت میں حاضر ہوکر اپنے چچازاد بھائی کی شکایت کرتے ہوئے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ!

((أَرَأَيْتَ ابْنَ عَمٍّ لِي أَتَيْتُهُ أَسْأَلُهُ فَلَا يُعْطِينِي وَلَا يَصِلُنِي ثُمَّ يَحْتَاجُ إِلَيَّ فَيَأْتِينِي فَيَسْأَلُنِي وَقَدْ حَلَفْتُ أَنْ لَا أُعْطِيَهُ وَلَا أَصِلَهُ فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَأُكَفِّرَ عَنْ يَمِينِي))

[سنن نسائی: کتاب الایمان والنذور، باب الکفارۃ بعد الحنث]

"آپ کی میرے چچازاد بھائی کے بارے میں کیا رائے ہے کہ میں اُس کے پاس آکر کوئی چیز مانگتا ہوں تو وہ مجھے دیتا نہیں اور میرے ساتھ صلہ رحمی بھی نہیں کرتا اور جب اُسے کوئی ضرورت پیش آتی ہے تو میرے پاس آکر مطالبہ شروع کر دیتا ہے اور اب میں نے بھی قسم کھالی ہے کہ اُسے کوئی شئی نہیں دوں گا اور قرابت ورشتہ داری کا بھی لحاظ وخیال نہیں کروں گا (وہ صحابی فرماتے ہیں کہ) آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ مَیں بھلائی والا کام کروں اور اپنی قسم کا کفارہ دے دوں۔"

ان احادیثِ مبارکات سے یہ امر واضح ہوگیا کہ نیکی نہ کرنے، صلہ رحمی نہ کرنے، ضرورت مند کی مدد نہ کرنے محتاج کی خدمت نہ کرنے یا کوئی بھی نیکی کا کام نہ کرنے کی قسم کھانا مناسب نہیں ہے اور ایسی قسموں کو نیکیاں نہ کرنے کا بہانہ بنانا بھی ناجائز ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی شخص ایسی قسم کھالے تو اُسے قسم کا کفارہ ادا کرکے نیکی کے کام میں مصروف ومشغول ہوجانا چاہیے۔ اللہ کریم ہمیں تمام اعمالِ خیر سرانجام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینے کی سعادت نصیب فرمائے۔آمین۔

شہد نہ پینے کی قسم:

نبی کریم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کا عام معمول تھا کہ آپ ﷺ نمازِ عصر کے بعد روزانہ اپنی تمام ازواجِ مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے تاکہ ان کی خیر وعافیت معلوم کرسکیں۔اور گھریلو حالات سے بھی پوری طرح واقفیت حاصل ہوتی رہے۔ایک مرتبہ آپ ﷺ اپنی زوجہ محترمہ ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ ﷺ کو پانی میں شہد ملا کر یعنی شہد کا شربت پیش کیا جسے آپ ﷺ نے بخوشی نوش فرمایا۔جس کی وجہ سے وہاں پر معمول سے کچھ زیادہ وقت لگ گیا۔دوسرے دن بھی ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے یہی خدمت سرانجام دی۔چونکہ آپ ﷺ طبعاً شہد کو پسند فرماتے تھے لہٰذا یہ اتفاقی طور پر روزمرہ کا معمول بن گیا۔کہ آپ دوسری ازواجِ مطہرات کی نسبت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں کچھ زیادہ دیر قیام فرماتے۔یہ عمل دوسری ازواج خصوصاً سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار گزرا۔کیونکہ آپ ﷺ کی بیویوں میں سے ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ زیادہ تر وہی آپ ﷺ کی توجہات کا مرکز رہیں۔چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں سے شہد کا شربت پینے کے معمول کو چھڑانے کی یہ ترکیب سوچی کہ آپ ﷺ سے یہ کہا جائے کہ آپ کے دہن مبارک سے مغافیر کی بو محسوس ہوتی۔......مغافیر ایک گوند کا نام ہے......چنانچہ جب دونوں ازواجِ مطہرات نے یکے بعد دیگرے یہی بات کہی تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے خیال فرمایا کہ شاید واقعی میرے منہ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے۔ چونکہ آپ ﷺ کو بدبودار اشیاء سے سخت نفرت تھی اور سیدہ عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما کی دلجوئی بھی مقصود تھی لہذا آپ ﷺ نے فرمایا میں نے مغافیر تو نہیں کھایا:

((وَلٰكِنِّي كُنْتُ أَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ فَلَنْ أَعُودَ لَهُ وَقَدْ حَلَفْتُ لَا تُخْبِرِي بِذٰلِكِ أَحَدًا)) [صحیح بخاری: کتاب التفسیر سورت التحریم]

''اور لیکن زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس سے شہد پیا ہے۔ اب میں قسم کھاتا ہوں کہ آئندہ کبھی شہد نہیں پیوں گا۔ اور تم اس معاملے میں کسی کو آگاہ نہ کرنا۔''

کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کا اختیار صرف اور صرف اللہ رب العالمین کو ہی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس قسم کو توڑنے اور آئندہ ایسی قسم نہ کھانے کا حکم فرمایا۔ ارشاد ہوا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللّٰهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝﴾ [التحریم: ۱، ۲]

''اے نبی! جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے اسے آپ کیوں حرام کرتے ہیں؟ آپ اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہیں؟ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا از حد مہربان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے (اس طرح کی) قسموں کو کھولنا فرض قرار دیا ہے۔ اور تمہارا سرپرست صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور وہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔''

یہ آیت طیبہ بھی اس امر کی وضاحت اور صراحت کرتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی جائز چیز کو ناجائز قرار دینے کی قسم کھالے تو ایسی قسم کو توڑنے اور اس کا کفارہ ادا کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا حکم ہے۔

قسم کا کفارہ:

کفارہ سے مراد نیکی کا وہ کام ہے جو پہلے کیے ہوئے کسی برے کام کا عوض اور بدلہ ہو۔قرآن مجید اور احادیث مبارکات میں متعدد ایسے گناہوں کا ذکر آیا ہے جن کے کفارے بیان کیے گئے ہیں۔مثلاً قتلِ خطا کا کفارہ،ظہار کا کفارہ،فرضی روزہ توڑنے کا کفارہ اور قسم کا کفارہ وغیرہ۔چونکہ ہمارا موضوع قسم کے احکام ہیں لہٰذا ہم صرف قسم کے کفارے تک محدود رہنے کی کوشش کریں گے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں قسم کے کفارے کا تفصیلی تذکرہ فرمایا ہے۔ارشادِ الٰہی ہے:

﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ أَهْلِيْكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْا أَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾

[المائدہ:٨٩]

''اللہ تعالیٰ تمہاری لغو قسموں پر گرفت نہیں فرمائے گا۔لیکن جو قسمیں تم سچے دل سے کھاتے ہو ان پر ضرور مواخذہ کرے گا۔(اور اگر تم ایسی قسموں کو توڑ دو تو) اس کا کفارہ دس مسکینوں کے لیے درمیانے درجے کا کھانا ہے۔جو تم اپنے اہل وعیال کو کھلاتے ہو۔یا ان (دس مسکینوں) کا لباس ہے یا ایک غلام آزاد کرنا ہے۔اور جسے یہ میسر نہ ہو وہ تین دن کے روزے رکھے۔یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے۔جب تم قسم اٹھاؤ (اور پھر توڑ دو) اور اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ اسی طرح تمہارے لیے اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔''

اس آیتِ طیبہ میں قسم کے چار کفارے بیان کیے گئے ہیں جن میں سے قسم توڑنے پر ایک کفارہ ادا کرنا لازمی اور ضروری ہے۔یعنی قسم توڑنے والا

(۱) دس مساکین کو درمیانے درجے کا کھانا کھلائے......یا......

(۲) دس مساکین کے لیے لباس مہیا کرے......یا......

(۳) ایک مومن غلام (یا لونڈی) آزاد کرے......یا......

(۴) تین دن کے روزے رکھے

تین روزے کی اجازت اس صورت میں ہے جب طعام، لباس یا غلام آزاد کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔اور قسم توڑنے والا کفارۂ قسم کے روزے لگاتار بھی رکھ سکتا ہے اور یہ روزے متفرق ایام میں بھی رکھے جا سکتا ہے۔تاہم بات بات پر قسم کھانا اور پھر کفارہ دے کر قسموں کو توڑے جانا کوئی پسندیدہ عمل نہیں ہے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قسم:

غزوہ بنی المصطلق، جس کا دوسرا نام غزوہ مریسیع ہے کے موقع پر جب منافقین نے ام المومنین سیدہ عائشہ طاہرہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگایا (جس کی تفصیل اور حقائق ہم نے خطبات سورت نور میں بیان کیے ہیں) تو اس الزام کو شہرت دینے اور عام کرنے والوں میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ زاد بہن کے بیٹے یعنی آپ رضی اللہ عنہ کے بھانجے مسطح بن اُثاثہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔جناب مسطح رضی اللہ عنہ غریب، مسکین، مہاجر، محتاج اور تنگ دست آدمی تھے۔سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی معقول مالی مدد فرماتے اور خورد و نوش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اخراجات برداشت فرماتے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مسطح کی اس حرکت سے بہت صدمہ اور دکھ ہو چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی کہ آئندہ کبھی مسطح کی مدد نہیں کریں گے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ:

((فَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ لَّا يَنْفَعَ مِسْطَحًا بِنَافِعَةٍ أَبَدًا))

''ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی کہ وہ آئندہ زندگی بھر مسطح کو کوئی فائدہ نہیں پہنچائیں گے۔''

ظلم اور زیادتی کوئی بھی کرے تو افسوس اور تکلیف ہونا ایک فطری امر ہے مگر جب قریبی عزیزوں، رشتہ داروں اور رفقاء واحباب زیادتی کریں تو زیادہ افسوس اور صدمہ ہوتا ہے۔ کیونکہ مصیبت کے وقت اپنوں کے پھول بیگانوں کے پتھروں سے زیادہ تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ عربی کا ایک مناسب حال شعر ہے:

وَظُلْمُ ذَوِی الْقُرْبٰی اَشَدُّ مَضَاضَةً عَلَى الْمَرْءِ مِنْ وَقْعِ الْحِسَامِ الْمُهَنَّدِ

''آدمی کے لیے قرابت داروں کا ظلم، تکلیف کے اعتبار سے تیز تلوار سے بھی زیادہ سخت ہوتا ہے۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب جناب مسطح رضی اللہ عنہ کی بدلحاظی کی بنا پر ان کے ساتھ کبھی تعاون نہ کرنے کی قسم کھائی تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے قسم تڑوانے اور تبدیل کروانے کے لیے قرآن حکیم کی آیت طیبہ نازل فرمادی۔ ارشاد ہوا۔

﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝﴾ [النور:٢٢]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور تم میں سے فضیلت والے اور (مالی) وسعت والے قسم نہ کھائیں کہ وہ رشتہ داروں، مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کی مدد نہیں کریں گے اور چاہیے کہ یہ لوگ معاف کردیں اور درگزر سے کام لیں۔کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے۔اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا از حد مہربان ہے۔''

رسول محترم ﷺ نے یہ آیت کریمہ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سنائی اور اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا کہ اے ابو بکر! اللہ رحیم وکریم آپ سے پوچھ رہا ہے **أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ.** کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمادے؟ تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہایت ادب سے عرض کی **بَلٰى وَ اللّٰهِ يَا رَبَّنَا اِنَّا لَنُحِبُّ اَنْ تَغْفِرَ لَنَا** اے ہمارے پروردگار مجھے تیری ذات کی قسم! ہم دل وجان سے یہ پسند کرتے ہیں کہ آپ ہمیں معاف فرمادیں۔**وَعَادَ لَهُ بِمَا كَانَ يَصْنَعُ** ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سن کر اپنے تنگ دست اور غریب بھانجے جناب مسطح رضی اللہ عنہ کی امداد بحال فرمادی۔(صحیح بخاری: کتاب التفسیر، سورت النور)

جناب مسطح رضی اللہ عنہ کی معذرت، معافی اور وظیفہ کی بحالی کے وقت جب سیدنا ابو بکر صدیق کی قسم اور حلف کا مسئلہ پیش ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مسطح کی مدد نہ کرنے کی قسم کھائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حلف اور قسم کو ختم کروانے کے لیے قسم کے کفارے کی آیت مبارکہ نازل فرمادی۔ام المومنین سیدہ عائشہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ:

((أَنَّ أَبَاهَا كَانَ لَا يَحْنَثُ فِيْ يَمِيْنٍ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ كَفَّارَةَ الْيَمِيْنِ))
[صحیح بخاری: کتاب التفسیر]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میرے والد محترم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس وقت تک قسم نہیں توڑی جب تک اللہ تعالیٰ نے قسم کے کفارے والی آیت نازل نہیں فرمائی۔''

اللہ تعالیٰ نے قسم کے کفارے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗٓ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ أَهْلِيْكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْٓا أَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ٥﴾

[المائدہ:۸۹]

''اللہ تعالیٰ تمہاری لغو قسموں پر گرفت نہیں فرمائے گا۔لیکن جو قسمیں تم سچے دل سے کھاتے ہو ان پر ضرور مواخذہ کرے گا۔(اور اگر تم ایسی قسموں کو توڑ دو تو) اس کا کفارہ دس مسکینوں کے لیے درمیانے درجے کا کھانا ہے۔جو تم اپنے اہل وعیال کو کھلاتے ہو۔یا ان (دس مسکینوں) کا لباس ہے یا ایک غلام آزاد کرنا ہے۔اور جسے یہ میسر نہ ہو وہ تین دن کے روزے رکھے۔یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے۔جب تم قسم اٹھاؤ (اور پھر توڑ دو) اور اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لیے اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔''

قسم کے الفاظ:

ہادیِ کائنات جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح زندگی کے باقی معاملات میں امت کی راہنمائی فرمائی ہے۔اسی طرح قسم اور حلف کے سلسلہ میں بھی اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماننے والوں کے لیے اصول اور قواعد وضوابط بیان فرمائے اور بذاتِ خود ان پر عمل کر کے دکھایا ہے۔ آپ ﷺ کو جب قسم کھانے کی ضرورت پیش آتی تو آپ ﷺ درج ذیل الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قسم کھایا کرتے تھے۔

① ((قَالَ سَعْدٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ وَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاهَا اللّٰهِ إِذًا يُقَالُ وَاللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَتَاللّٰهِ))

[صحیح بخاری: کتاب الایمان والنذور، باب کیف کان یمین النبی ﷺ]

''سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قسم کھاتے ہوئے فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے'' اور جناب ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں یوں قسم کھائی۔ نہیں (بات یہ نہیں) ''اللہ کی قسم'' اس لیے ''واللہ باللہ اور تا اللہ'' کے الفاظ سے قسم کھائی جاسکتی ہے۔''

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول محترم ﷺ جب اپنے قسمیہ الفاظ میں زور پیدا کرنا چاہتے تو یوں فرماتے:

② ((وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ))

[سنن ابی داود: کتاب الایمان والنذور، باب ماجاء فی یمین النبی ﷺ]

''نہیں (معاملہ یوں نہیں ہے) مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ''ابو القاسم'' کی جان ہے۔''

ابو القاسم، رسول مکرم ﷺ کی کنیت ہے یعنی آپ اپنی قسم میں تاکید پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مبارکہ کی قسم کھایا کرتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

③ ((كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ)) [صحیح بخاری: کتاب الایمان والنذور، باب کیف کان یمین النبی ﷺ]

''نبی کریم ﷺ کی اکثر قسم اس طرح ہوتی کہ آپ فرماتے نہیں، دلوں کو پھیرنے والے کی قسم۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

④ ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا))

[صحیح بخاری: کتاب الایمان والنذور، باب کیف کان یمین النبی ﷺ]

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر تم وہ کچھ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روتے اور تمہیں ہنسی بہت کم آتی۔''

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کعبہ کے سائے میں بیٹھے فرما رہے تھے۔

⑤ ((هُمُ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، هُمُ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ)) [صحیح بخاری: کتاب الایمان والنذور]

''کعبہ کے رب کی قسم (مال و دولت جمع کرنے اور اسے فی سبیل اللہ خرچ نہ کرنے والے) خسارے میں ہیں۔ کعبہ کے رب کی قسم وہ لوگ خسارے میں ہیں۔''

یہ تمام احادیث مبارکات اس بات پر واضح دلیل ہیں کہ قسم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کی ہی کھائی جا سکتی ہے۔ غیر اللہ کی قسم کھانا بالکل ناجائز، منع اور حرام ہے اور کثرت سے قسمیں کھائے جانا کوئی پسندیدہ عمل نہیں ہے۔ جہاں تک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممکن ہو قسم کھانے سے اجتناب کرنا چاہیے اور اگر چاروناچار قسم کھانا ہی پڑ جائے تو صرف سچا ہونے کی صورت میں قسم کھائے اور صرف ذاتِ الٰہی یا اس کی صفات کی قسم کھائی جائے۔

سورت عصر کی پہلی آیت طیبہ میں اللہ تعالیٰ نے زمانے کی جو قسم کھائی ہے اس کی توضیح وتشریح کرتے ہوئے بتوفیق اللہ تعالیٰ قرآن سنت کی روشنی میں ''قسم کے احکام وآداب بیان'' کرنے کی کوشش کی گئی ہے چونکہ ہمارے معاشرے میں اکثر افراد دوسرے دینی معاملات کی طرح قسم کے معاملے میں بھی افراط وتفریط کا شکار ہیں۔اس لیے یہ موضوع قدرے تفصیل سے عرض کیا گیا ہے۔اللہ رب العزت کی حضور دست بستہ دعا ہے کہ مولائے کریم تمام مسلمانوں کو قرآن وسنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق وسعادت نصیب فرمائے۔آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ٥

❀ ❀ ❀

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر۳

حقیقتِ انسان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ اَمَّا بَعْدُ

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

﴿وَالْعَصْرِo اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍo﴾

''زمانے کی قسم۔ بے شک انسان خسارے میں ہے۔''

ہر قسم کی حمد وثناء خالقِ ارض وسماء کے لیے ہے جو ساری کائنات کا خالق، مالک، رازق اور حاکم ہے، جو واحد، یکتا اور اکیلا ہے جس کی کوئی ابتدا اور انتہا نہیں ہے۔ جو سب کو کھلاتا اور پلاتا ہے مگر خود نہیں کھاتا۔ جو سب کو سلاتا ہے مگر خود نہیں سوتا۔ جو سب کو دیتا ہے مگر کسی سے لے کر نہیں بلکہ اپنے پاس سے دیتا ہے اور کسی سے کچھ لیتا نہیں ہے۔ ساری کائنات اس کی محتاج مگر وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ وہ اَحَد، صَمَد، لَمْ یَلِدْ اور لَمْ یُوْلَدْ ہے۔ تمام مخلوقات اس کی سوالی اور وہ سب کا داتا، مُعطی اور مہربان ہے۔

لاتعداد و بے شمار درود، برکات اور سلام ہوں نبی اکرم، رسولِ معظّم، رحمتِ مجسّم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ اقدس واطہر پر جو خاتم النبیّین، رحمۃ للعالمین اور شافع یوم الدّین ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے محبوب اور حبیب ہیں۔ جو مخلوقات میں سب سے افضل واعلیٰ اور اشرف واکرم ہیں جن کی اطاعت نجات کا ذریعہ اور نافرمانی عذاب کا سبب ہے۔ جن پر اللہ رحیم وکریم اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اور اہل ایمان کو کثرت سے ان پر درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

سورت عصر کی تفسیر وتذکیر کے ضمن میں ''عصر'' کے مفاہیم اور قسم کے احکام وآداب سے آپ واقفیت حاصل کر چکے ہیں اور اس سورتِ مبارکہ کے فضائل اور تعارف بھی سماعت فرما چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم اور عنایت ونوازش کی بدولت اب ہم لفظِ انسان کی حقیقت ،انسانوں کی اقسام ،انسانی طبائع اور قرآن وسنت کی روشنی میں انسانی فطرت کے معارف وحقائق بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مبین کے ساتھ ہم سب کی محبت وعقیدت مقبول ومنظور فرمائے اور ہمیں قرآن وحدیث کے مطابق عمل کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

شرفِ انسانیت:

''انسان'' اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں سب سے افضل ،اعلیٰ اشرف ،اکرم اور بہتر مخلوق ہے۔ رب العالمین نے قرآنِ حکیم میں چار قسمیں کھا کر انسان کے حسن وجمال اور شرفِ کمال کی تعریف فرمائی ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ ٥ وَطُورِ سِينِينَ ٥ وَهَـٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ ٥ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ٥﴾ [التین: ۱تا۵]

''قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور طورِ سینا کی اور اس پُر امن شہر (مکہ معظمہ) کی کہ ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ رب العزت نے ان آیات میں اولوالعزم انبیاء کے مساکن کی قسم کھا کر انسانی تخلیق کو اپنا شاہکار قرار دیا ہے۔ اسے خوب صورت اور سیدھا جسم عطا فرمایا جو دوسری کسی مخلوق کے حصہ میں نہیں آیا۔ اسے عقل وفہم ،فکر ونظر اور غور وخوض کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا کہ یہ خوبیاں کسی اور مخلوق کو عطا نہیں فرمائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ صوری اور معنوی حسن وکمال اور خوب صورتی واعتدال میں دنیا کی کوئی مخلوق بھی انسان کی ہم سری اور برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتی ۔آپ غور فرمائیں تو اندازہ ہوگا کہ گراں قیمت حیوان، زورآور جانور، درندے، پرندے، ہوائی اور آبی مخلوقات سب کی سب انسان کی مطیع اور فرماں بردار بنادی گئی ہیں۔ گرانڈیل ہاتھی سے ایک ہاتھی بان جس طرح چاہے کام لیتا ہے۔ کم سن بچہ اونٹوں کی ایک قطار کو جدھر چاہتا ہے لے کر چلتا ہے۔ برق رفتار گھوڑے پر انسان سوار ہوتا ہے تو وہ انتہائی طاقت ور ہونے کے باوجود انسان کی مرضی کے مطابق کام کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ ہر جانور اپنی خوراک حاصل کرنے کے لیے اپنا سر زمین پر جھکاتا ہے مگر انسان کو اپنی خوراک کے لیے سر نہیں جھکانا پڑتا بلکہ اس کے ہاتھ لقمہ اٹھا کر منہ میں ڈالتے ہیں۔ الغرض انسان اور بشر کے جس پہلو کو بھی دیدۂ حق سے دیکھا جائے تو ”فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ“ کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ یہ امر بھی انسان کی عظمت وفضلیت کو عیاں کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائناتِ ہست وبود کی تمام اشیاء کو انسان کی خدمت، اطاعت اور فرماں برداری کے لیے پیدا کیا مگر انسان کو صرف اپنی عبادت کے لیے تخلیق فرمایا۔ ارشاد ہوا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾[الذاریات:۵۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور میں نے جنات اور انسانوں کو تو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا۔''

جانور پیدا کیے تیری رضا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے
کھیتیاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے
سارا جہاں تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے

انسانِ اول، ابوالبشر جنابِ آدم علیہ السلام کی تخلیق انسان کی عظمت رفعت کو واضح کرتی ہے کہ خالق کائنات نے باقی تمام مخلوقات کو ''کلمہ کُن'' سے پیدا فرمایا۔ مگر حضرتِ انسان کو اپنے دستِ مبارک سے تخلیق فرمایا۔ زمین، آسمان، افلاک سیارات، چاند، سورج، ستارے، درند، چرند، پرند، حیوانات، نباتات، جمادات، فصلات، باغات، اور دوسری تمام اشیاء کو بنانے کے لیے اللہ رب العالمین نے حکم فرمایا ''کُــن'' یہ کام ہو جائے۔ ''فَـيَـكُـوْنُ'' وہ کام فوراً ہو گیا۔ مگر جب انسان کی باری آئی تو اسے کُن سے پیدا کرنے کی بجائے رب العالمین نے اپنے مبارک ہاتھوں سے تخلیق فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۝ إِلَّا إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝ قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ ۝ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ۝﴾ [ص: ۷۲ تا ۷۸]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے ایک ''انسان'' بنانے والا ہوں۔ پس جب میں اُسے سنوار کر بنا دوں اور اپنی طرف سے اس میں روح پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا۔ پس سب فرشتوں نے مل کر اس (انسان) کو سجدہ کیا، سوائے ابلیس کے۔ جس نے تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا اے ابلیس! ''جس انسان کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اسے سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روک دیا۔ کیا تو نے تکبر کیا یا تو اپنے آپ کو بڑوں میں شمار کرتا ہے؟ ابلیس نے کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں کیونکہ مجھے آپ نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اُس (انسان) کو مٹی سے تخلیق فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہاں سے نکل جا، تو مردود ہے اور قیامت کے دن تک تجھ پر میری لعنت (نازل ہوتی) رہے گی۔''

اِن آیات میں حضرت انسان کی ایک اور فضیلت بھی بیان فرمائی گئی ہے اور وہ ہے ''مسجودِ ملائک'' ہونا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نورانی مخلوق فرشتوں اور ناری مخلوق جنات کے سردار ''ابلیس'' کو حضرتِ انسان کے حضور جھکنے کا حکم فرما کر انسان کی عظمت و رفعت کو دو چند بلکہ ہر چند کر دیا۔ اور تمام مخلوق پر واضح فرما دیا کہ میری تمام مخلوقات میں سے انسان ہی سب سے افضل و اعلیٰ مخلوق ہے اور دوسری مخلوقات میں سے کوئی مخلوق بھی انسان کی ہم سری اور برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔

تمام انبیاء انسان تھے:

انسان کی عظمت و فضیلت اور شرف کے لیے یہ بات بھی انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر امام الانبیاء جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انبیاء ورسل اور پیغمبر انسان ہی تھے اور تمام بشری تقاضے ان میں موجود تھے۔ یہ عقیدے اور عقیدت کی بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ

✷ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام ''انسان'' تھے۔

✷ تمام انبیاء عظام کے اصحاب ورفقاء ''انسان'' تھے۔

✷ اولیاء کرام اور صلحائے امت ''انسان'' تھے۔

✷ محدثین ومفسرین اور تابعین وتبع تابعین تمام ''انسان'' تھے۔

✷ اتقیاء، ازکیاء، صوفیاء سارے کے سارے ''انسان'' تھے۔

✷ امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداود، امام نسائی اور امام ابن ماجہ رحمہم اللہ انسان تھے۔

✷ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام جعفر صادق رحمہم اللہ سب ''انسان'' تھے۔..........اور

✷ سیدنا علی مرتضی، سیدنا عثمان غنی، سیدنا عمر فاروق اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم ''انسان'' تھے۔..........اور..........ہاں..........

✷ امام الانبیاء، سید الاتقیاء، قدوۃ الصلحاء، شافع روزِ جزا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ''انسان'' ہی تھے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِيٓ إِلَيۡهِمۡۖ فَسۡـَٔلُوٓاْ أَهۡلَ ٱلذِّكۡرِ إِن كُنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ۝﴾[الانبیاء:۷]

''اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سے پہلے ہم نے جتنے رسول بھیجے وہ سب بھی مرد ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔ اگر تمہیں علم نہیں ہے تو اہل علم سے پوچھ لو۔''

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

قرآن حکیم ذکر فرماتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے جب اپنی قوموں کے روبرو اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی رسالت ونبوت کا اعلان فرمایا تو قوموں کے سرداروں، وڈیروں اور معاشرے کے بااثر لوگوں نے یہی اعتراض کیا تھا کہ تم تو انسان اور بشر ہو اور ہماری طرح کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، چلتے پھرتے اور انسانی ضروریات کے محتاج ہو۔ تم اللہ تعالیٰ کے رسول کیسے ہو سکتے ہو؟ آیئے ذرا تفصیل سے اس بات کا جائزہ لیتے ہیں۔

بشر اور رسول:

قرآنی آیات اس امر پر شاہد ہیں کہ انبیاء ورسل کی بشریت ہر زمانے میں اکثر لوگوں کے لیے حق وصداقت کو قبول کرنے میں مانع اور رکاوٹ رہی ہے اور اکثر انبیاءِ کرام کی دعوتِ توحید کے جواب میں ان کی قوموں نے سب سے بڑا اعتراض یہی کیا تھا کہ آپ تو ہماری طرح کے انسان ہیں، تمہارا قد وقامت ہم جیسا، تمہارا چلنا پھرنا اور کھانا پینا ہماری طرح اور تمہاری پیدائش ہمارے جاننے والے خاندانوں میں ہوئی ہے۔ اب آپ نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے اور کہتے ہو کہ ہم پر وحی نازل ہوتی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی اللہ تعالیٰ کا نبی ہو اور ہماری طرح کا بشر اور انسان بھی ہو؟

ہم آپ کو اللہ رب العزت کی آخری کتاب قرآن حکیم کے چند مقامات کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیر کرواتے ہیں اور انبیاء کرام پر کیے جانے والے اعتراض کی تفصیل بتاتے ہیں۔
ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ○﴾ [المومنون:۲۳]

''اور البتہ تحقیق ہم نے نوح علیہ السلام کو ان قوم کی طرف رسول بنا کر مبعوث فرمایا تو انہوں نے قوم سے فرمایا ۔اے میری قوم! صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔تمہارے لیے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔کیا تم اس سے ڈرتے نہیں ہو؟ اور شرک کیے جا رہے ہو۔''

سیدنا نوح علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر تھے آپ کو'' آدم ثانی'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے آپ علیہ السلام کے زمانے میں پانچ بڑے معبودوں ......وَدّ، سُواع، یغوث، یعوق اور نصر......کی عبادت کی جاتی تھی۔آپ نے اپنی قوم کو ان باطل معبودوں کی عبادت سے روکا اور ایک حقیقی معبود کی عبادت کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ اے میری قوم کے لوگو! صرف اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق، مالک، رازق اور حاکم ہے وہی عالم وعلیم اور قادر وقدیر ہے، وہی نافع اور ضارّ ہے اور وہی تمہاری حاجات و ضروریات کو پورا کرنے والا ہے۔لہٰذا صرف اسی کا حق ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

جناب نوح علیہ السلام کی دعوت توحید اور دلائل وبراہین سے لبریز گفتگو کے جواب میں قوم کے سربرآوردہ اور ذمہ دار افراد نے ایسا گھٹیا اور بے ہودہ جواب دیا کہ اس کو پڑھ کر انسان کا سر شرم سے جھک جاتا ہے اور وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ کیسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان تھے جو انسانیت کی تذلیل وتحقیر پر کمر بستہ اور بشریت کو رسالت کے منافی سمجھتے تھے۔قوم کے ظالم سرداروں نے قوم کے لوگوں کو جناب نوح علیہ السلام کی تعلیمات سے دور رکھنے کے لیے کہا کہ اے ہماری قوم! یہ نوح علیہ السلام جو تمہیں تمہارے معبودوں یعوق، ود، سواع، یغوث اور نصر کی عبادت سے منع کرتا ہے اور ایک اللہ کی عبادت کی تبلیغ وتلقین کرتا ہے۔ یہ تو ہمارے جیسا ہی ایک بشر اور انسان ہے۔ بھلا ہم اپنے جیسے انسان کو کس طرح رب کا فرستادہ اور رسول تسلیم کرلیں۔اس کی ساری تگ ودو، کوشش اور تبلیغ تو صرف اس لیے ہے کہ یہ تم پر فضیلت اور برتری حاصل کرلے۔اس لیے ہم کسی صورت اس کی رسالت کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔اور ہاں اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو منصب نبوت عطا فرمانا ہوتا تو اس کام کے لیے وہ کسی نوری فرشتے کو نازل کرتا جو اس کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا۔تم سوچو کہ اللہ تعالیٰ ایک انسان کو یہ فرض کیسے تفویض کرسکتا ہے؟ قرآن حکیم جنابِ نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں، وڈیروں، سربرآوردہ شخصیتوں اور مذہبی رہنماؤں کے اعتراض کا یوں ذکر کرتا ہے:

﴿فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ﴾ [المومنون:۲۴]

''جناب نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ یہ شخص (نوح) تو تمہارے جیسا بشر ہے۔یہ چاہتا ہے کہ تمہارے اوپر فضیلت حاصل کرلے اور اگر اللہ تعالیٰ رسول بھیجنا چاہتا تو فرشتوں کو اتارتا (جو اس کے رسول ہوتے) یہ (نوح) جو بات کہتا ہے وہ ہم نے اپنے پہلے آباؤ اجداد سے نہیں سنی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قومِ نوح کی ذہنی پسماندگی کا اندازہ فرمائیں کہ کس طرح انسانیت کو ذلیل وحقیر سمجھ رہے ہیں اور بشریت کو رسالت کے منافی قرار دے رہے ہیں۔ آج بعض کلمہ گو انسانوں کو بھی یہی غلطی لگ گئی ہے اور وہ بھی اس شبہ میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ ''بشر رسول نہیں ہو سکتا'' بلکہ نبوت کے لیے نوری ہونا ضروری ہے۔ بھائیو! یہ عقیدہ تو نوح علیہ السلام کی قوم کے مشرکوں، کافروں، بت پرستوں اور توحید کے دشمنوں کا تھا۔ ایسی بات کہنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ بشر نبی نہیں ہو سکتا۔ یہ تو سراسر جہالت، بے علمی، قرآنی علوم سے بے خبری، حدیث رسول سے ناآشنائی اور مسجود ملائکہ انسان کی سراسر تحقیر و توہین ہے۔

عادیوں کا اعتراض:

بشریت ورسالت کی بات چل نکلی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے قرآن حکیم کا ایک اور مقام بھی تلاوت کر دوں تاکہ مسئلہ کی حقیقت نکھر کر سامنے آجائے اور بعض غلو پسندوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیاں دور ہو جائیں اور رب العزت ہمیں صحیح اور درست عقیدہ اپنانے، اسے نبھانے اور دوسروں کو سمجھانے کی توفیق عطاء فرمائے۔

قرآن مجید فرقان حمید کے اٹھارویں پارے میں رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے قوم عاد میں اپنا ایک رسول مبعوث فرمایا۔ جن کا نام نامی اسم گرامی جناب ہود علیہ السلام تھا۔ انہوں نے اپنی قوم کو دعوت توحید دی اور اپنی رسالت کا اقرار کرنے کی تلقین کی مگر قوم نے ان کی بات کو تسلیم کرنے کی بجائے انتہائی حقارت آمیز رویہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کیا اور اپنے زمانے کے پیغمبر اور نبی کے ساتھ بدتمیزی اور بدسلوکی کا اظہار کیا اور ان کی مخالفت ومخاصمت بلکہ دشمنی پر آمادہ ہوگئے۔قرآن حکیم فرماتا ہے:

﴿فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝﴾ [المومنون:۳۲]

''پس ہم نے ان کے اندر ان میں سے ایک رسول بھیجا (اس نے تعلیم دی کہ) صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔تمہارے لیے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں کیا تم (کفر وشرک کرتے ہوئے اللہ سے) ڈرتے نہیں ہو؟

جناب ہود علیہ السلام کی سیدھی، سادی اور عام فہم بات کے جواب میں ان سے اور تو کچھ نہ ہوسکا تو انہوں نے بھی قوم نوح والا اعتراض جڑ دیا اور قوم کے مالدار، سرمایہ دار اور جاگیردار طبقے نے دوسرے لوگوں کو جناب ہود علیہ السلام کی دعوت سے متنفر کرنے کے لیے کہا ''یہ تم جیسا بشر ہے'' اور یہ وہی کچھ کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور وہی کچھ پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔اگر یہ اللہ کا رسول ہوتا تو اس کا کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، سونا، جاگنا اور دیگر معمولات تم سے مختلف ہوتے اور یاد رکھو اگر تم نے ہود علیہ السلام کی اطاعت وپیروی کرلی تو ضرور نقصان اٹھاؤ گے۔قرآن مجید توحید کے ان دشمنوں کی باتوں کو نقل کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَقَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ۝ وَلَئِنْ أَطَعْتُم بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ ۝﴾ [المومنون:۳۳،۳۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور کہا ان کی قوم میں سے اُن سرداروں نے جنہوں نے کفر کیا تھا اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا تھا اور دنیوی زندگی میں ہم نے انہیں خوشحال بنا دیا تھا (اے لوگو!) نہیں ہے یہ مگر تم جیسا ایک بشر وہی خوراک کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور پیتا ہے اس سے جو تم پیتے ہو اور اگر تم نے اپنے جیسے بشر کی اطاعت کر لی تو تب نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے''

ان آیات سے آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ جناب ہود علیہ السلام کی قوم نے بھی بشریت اور لوازماتِ بشریت کا اعتراض کیا تھا۔

ثمودیوں کا سوال:

قرآن کریم میں قوم ثمود کا حال پڑھیے کہ انہوں نے بھی اپنے پیغمبر پر یہی اعتراض کیا کہ کیا ہم ایک بشر اور انسان کے پیروکار بن جائیں۔ آخر اس کی فضیلت، بڑھائی، بزرگی اور عزت کی کیا وجہ ہے ہم اپنے جیسے بشر کو نبی اور رسول ماننے کے لئے قطعاً تیار نہیں ہیں۔

قرآن مجید ثمودیوں کی جناب صالح علیہ السلام کے بارے میں گفتگو یوں نقل فرماتا ہے:

﴿كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ۝ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ۝ أَؤُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِن بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ۝﴾ [القمر: ۲۳ تا ۲۵]

''قوم ثمود نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا اور کہنے لگے کہ کیا ہم اپنے میں سے ایک بشر کی فرماں برداری کرنے لگ جائیں (اگر ہم نے بشر کی اتباع کر لی) پھر تو ہم یقیناً گمراہی اور دیوانگی میں مبتلا ہو جائیں گے (اور انہوں نے کہا) کیا ہم سب میں سے اسی اتاری گئی ہے (نہیں) بلکہ وہ جھوٹا شیخی باز ہے''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ خود اندازہ فرمائیں کہ ان بدبختوں نے صرف اس وجہ سے اللہ کے جلیل القدر پیغمبر جناب صالح علیہ السلام کو رسول ماننے سے انکار کر دیا کہ وہ ہماری طرح بشر ہے، اور اکیلا ہے۔ ہماری قوم کا ایک فرد ہے۔اس کے ساتھ کوئی بڑا گروہ اور جتھ نہیں ہے۔ان کے گمان میں ایسے بشر کو نبی مان لینا پرلے درجے کی گمراہی، نادانی اور دیوانگی تھی۔

تمام رسولوں پر اعتراض:

اگر اسی طرح مختلف انبیاء علیہم السلام کی بشریت اور رسالت پر ان کی قوموں کے اعتراضات کو ترتیب وار بیان کیا جائے تو بات خاصی طوالت اختیار کر جائے گی۔اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی روشنی میں تمام رسولوں پر ہونے والے اس مشہور اعتراض کو اکٹھا ہی بیان کر دیا جائے۔تا کہ بات پوری طرح سمجھ میں آجائے اور زیادہ وقت بھی صرف نہ ہو..... قرآن حکیم کے اٹھائیسویں پارے کی سورت تغابن میں...... رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پہلے کافروں، مشرکوں اور نافرمانوں کو دی جانے والی سزا اور عذاب کا سبب یہ تھا کہ جب ہم نے ان کی طرف اپنے رسولوں، نبیوں اور پیغمبروں کو بھیجا تا کہ وہ انہیں راہ راست کھلائیں، صراط مستقیم پر چلائیں اور انہیں گمراہی سے بچا کر جنت کا راستہ دکھلائیں تو ان قوموں کے افراد نے ان رسولوں کی اتباع ،فرماں برداری اور اطاعت گزاری کرنے کی بجائے، واضح دلائل و براہین دیکھنے کے باوجود رسولوں کو جھٹلایا اور یہی اعتراض وارد کیا کہ ''کیا بشر ہماری رہنمائی کرے گا؟'' یعنی انبیاء و رسل کے بشر اور انسان ہونے کی وجہ سے ان کی قوموں نے انہیں جھٹلایا۔نتیجہ یہ ہوا کہ ان سرکشوں، کافروں اور بدبختوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا اور وہ تباہ و برباد کر دیے گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآنی آیات اور ترجمے پر غور کریں تو مسئلہ مزید واضح ہو جائے گا۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ فَذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُ كَانَت تَّأْتِيهِمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالُوا أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا وَتَوَلَّوا وَّاسْتَغْنَى اللَّهُ وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَمِيدٌ﴾

[التغابن: ۵،۶]

''کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں آئی جنہوں نے اس سے پہلے کفر کیا۔ پس چکھ لیا انہوں نے اپنے کام کا یعنی کفر کا وبال اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اس (وبال اور عذاب) کی وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس رسول، روشن نشانیاں لے کر آتے رہے۔ پس وہ (کافر) کہنے لگے۔ ''کیا بشر ہماری رہنمائی کرے گا۔'' پس انہوں نے کفر کیا اور منہ پھیر لیا اور اللہ تعالیٰ بھی ان سے بے نیاز ہو گیا اور اللہ تعالیٰ بے نیاز، خوبیوں والا ہے۔''

اب تو اس بات کو سمجھنے میں کوئی کسر نہیں رہنی چاہیے کہ کافروں، مشرکوں، ظالموں، نافرمانوں، سرکشوں اور خدا کے باغیوں کا انبیاء ورسل کے متعلق پختہ یقین تھا کہ ''جو بشر ہو وہ نبی نہیں ہو سکتا اور جو نبی ہو وہ بشر نہیں ہو سکتا۔''

رسولوں کا جواب:

اللہ رب العالمین نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے کہ انبیاء ورسل پر جب بشریت کا اعتراض کیا گیا اور نبوت ورسالت کو بشریت کے منافی قرار دیا گیا تو انبیاء کرام علیہم السلام اور رسولوں نے جواب دیا کہ ہم بشریت کا قطعاً انکار نہیں کرتے اور نہ ہی ہم نوری ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ہم بھی تمہاری طرح انسان اور بشر ہی ہیں مگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے اور تمہارے درمیان فرق یہ ہے کہ جو فضائل وکمالات، محاسن ومحامد اور صلاحیتیں اور استعداد اللہ تعالیٰ نے ہمیں مرحمت فرمائی ہیں ان سے تمہیں نہیں نوازا گیا اور یہ بات بھی یاد رکھو کہ انسان کی اصلاح کوئی انسان ہی کر سکتا ہے۔ نوری نہیں کر سکتا۔ جب دنیا میں بسنے والے، زندگی گزارنے والے اور اعمال بجالانے والے بشر ہیں تو ان کے عقائد واعمال کی اصلاح اور درستی بھی کوئی بشر ہی کر سکتا ہے۔ اس لیے نبوت ورسالت کے لیے بشریت ضروری ہے۔ انبیاء ورسل کے اس جواب کو قرآنی الفاظ کا جامہ یوں پہنایا گیا ہے:

﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ﴾ [ابراہیم:۱۱]

''ان کے رسولوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرح ہی بشر ہیں اور لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے (یعنی نبوت عطا فرماتا ہے)''

قرآن حکیم کی اس آیت سے واضح ہو گیا کہ تمام انبیاء ورسل جنہیں انسانوں کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا گیا وہ تمام بشر اور انسان تھے اور انبیاء کی بشریت کا انکار کوئی کافر، مشرک، نافرمان، سرکش اور باغی تو کر سکتا ہے مگر کوئی مسلمان اور مومن انبیاء کی بشریت کا انکار نہیں کر سکتا۔

جہاں تک انسان ہونے کا تعلق ہے تو انسان ہونے کی حیثیت سے تمام لوگ برابر ہیں اور سب کے سب ابوالبشر جناب آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ مگر جہاں تک درجے، فضیلت، رفعت، بزرگی، برتری اور احترام کا تعلق ہے اس میں انبیاء انسان ہوتے ہوئے بھی تمام انسانوں سے افضل واکمل اور اعلیٰ واشرف ہوتے ہیں۔ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے رہبر ورہنما، امام الانبیاء، سرکارِ دوجہاں، رحمت للعالمین جناب محمد رسول اللہ ﷺ تو اولین وآخرین میں سب سے احسن، اکمل، افضل، اعلیٰ، برتر، بہتر اور عظیم تر ہیں۔ کہ دنیا میں کوئی نبی، رسول اور پیغمبر بھی آپ کی شان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

لیکن ان تمام کمالات وفضائل، اوصاف وخصائص اور عظمت ورفعت کے باوجود آپ ﷺ ''انسان'' بلکہ افضل واکمل اور اشرف انسان اور سید البشر، امام الرسل اور شافع محشر ہیں۔

مشرکینِ مکہ کا تعجب:

قرآن حکیم بیان فرماتا ہے کہ پہلی گمراہ قوموں کی طرح مشرکین مکہ نے بھی نبی اکرم، رسول معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بشریت پر اعتراض کیا اور واشگاف الفاظ میں کہا کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ ان کا زعم وگمان بھی یہی تھا کہ جس ہستی میں بشری لوازمات پائے جائیں وہ رسول نہیں ہوسکتا۔ وہ لوگ اپنی جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے بشریت اور رسالت کو دو متضاد چیزیں تصور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ کیا ہوا کہ محمد ﷺ ہماری طرح کھاتا پیتا اور چلتا پھرتا بھی ہے اور رسالت ونبوت کا دعویدار بھی ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنا رسول بنا کر بھیجنا ہوتا تو وہ کسی نوری فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتا جو نہ کھاتا، نہ پیتا، نہ ہماری طرح سودا سلف خریدنے بازار جاتا، نہ اس کے بیوی بچے ہوتے اور نہ ہی وہ دیگر انسانی لوازمات کا محتاج ہوتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم ان مشرکین وکافرین کا اعتراض ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے:

﴿وَقَالُوا مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا﴾ [الفرقان:۷]

''اور کفار(مکہ) نے کہا کہ اس رسول کا کیا ہے؟ کہ کھانا کھاتا اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ایسا کیوں نہ ہو کہ اس کی طرف کوئی فرشتہ اتارا جاتا ہے جو اس کے ساتھ مل کر لوگوں کو ڈراتا۔''

مشرکین مکہ کے اسی اعتراض کو قرآن حکیم کے سترھویں پارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ

﴿وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ﴾

[الانبیاء:۳]

''اور ان ظالموں نے ایک خفیہ اجلاس منعقد کیا (اور کہنے لگے) کہ اس شخص محمد (ﷺ) بھی تمہارے جیسا بشر ہی ہے۔''

آپ جانتے ہیں کہ سازشی عناصر حق کی آواز کو دبانے اور اسلام کو مٹانے کے لیے ہمیشہ خفیہ میٹنگیں کرتے ہیں۔ان میں منصوبہ بندی ہوتی ہے اور پھر اس پر عمل درآمد شروع کر دیا جاتا ہے۔بعینہٖ مشرکین مکہ نے نبی اکرم ﷺ کی ذات کو گرانے، آپ کی بات کو دبانے اور آوازۂ حق کو مٹانے کے لیے ایک خفیہ میٹنگ کی جس کی کاروائی قرآن مجید یوں بیان فرماتا ہے کہ انہوں نے اس مخفی اجلاس میں یہ بات چیت کی کہ یہ محمد ﷺ تو تمہارے جیسا بشر اور انسان ہے۔ہم بشر کو رسول کیسے تسلیم کر لیں؟

جوابِ الٰہی:

جب آپ ﷺ پر کفار کے اعتراض نے شدت اختیار کی اور وہ خفیہ اجلاسوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے علاوہ برسرِ عام اپنے اعتراض کو دہرانے اور پیش کرنے لگے جس سے آپ ﷺ رنجیدہ خاطر ہوئے تو فوراً سید الملائکہ جناب جبریل علیہ السلام خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ اے اللہ کے رسول ﷺ سلام قبول فرمائیے:

((اَللّٰهُ رَبُّكَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ)) [تفسیر قرطبی جزء:۱۳]

''تمہارا رب تمہیں سلام کہتا ہے۔''

اور آپ کی تسلی، تشفی اور تسکین کے لیے فرماتا ہے کہ آپ ان کے لغو اعتراضات اور بے ہودہ بکواسات کی وجہ سے غمزدہ نہ ہوں آپ کے کھانے، پینے اور بازاروں میں چلنے پھرنے اعتراض کرتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ﴾ [الفرقان:۲۰]

''اور نہیں بھیجے ہم نے آپ سے پہلے رسول مگر وہ سب کھانا کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔''

اسی مفہوم کو دوسری جگہ یوں بیان فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ اور سنت یہی ہے کہ بنی نوع انسان کی طرف جتنے انبیاء مبعوث فرمائے گئے وہ سب انہیں کے ہم جنس یعنی بشر اور انسان تھے کیونکہ افہام و تفہیم اور تعلّم و تعلیم کا مقصد اسی صورت پورا ہو سکتا ہے اور اے مشرکین مکہ! اگر تمہیں اب بھی اس بات پر اعتبار و اعتماد نہیں ہے کہ تمام انبیاء بشر تھے تو اپنے زمانے کے اہل کتاب سے پوچھ لو۔ وہ تمہیں واضح الفاظ میں بتائیں گے کہ ''انبیاء بشر ہی ہوا کرتے ہیں۔'' قرآن حکیم اپنے معجزانہ اختصار سے اس بات کو یوں بیان کرتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَا أَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِيٓ إِلَيۡهِمۡ فَسۡـَٔلُوٓاْ أَهۡلَ ٱلذِّكۡرِ إِن كُنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ﴾ [الانبیاء:۷]

''اور (اے پیغمبر!) نہیں بھیجے ہم نے آپ سے پہلے رسول مگر (وہ) مرد (ہی تھے) جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ پس (پس اے منکرین بشریت!) اہل علم سے اس بارے میں سوال کرو، اگر تم نہیں جانتے۔''

قرآن حکیم کی ان آیات واضحات اور انبیاء کرام کی قوموں کے ذکر کردہ مختصر واقعات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی ہے کہ ''نبوت اور بشریت'' دو متضاد چیزیں نہیں ہیں بلکہ ہر نبی کے لیے بشر ہونا لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو قرآن حکیم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

قبول حق میں رکاوٹ:

مشرکین، کافرین اور اسلام کے مخالفین و معاندین کے لیے یہ بات ہمیشہ قبول حق میں رکاوٹ رہی ہے کہ کوئی بشر بھی نبی ہوسکتا ہے۔ یعنی اللہ احکم الحاکمین نے انبیاء کرام کو جو صلاحیتیں، کمالات، استعداد اور فضائل عطا فرمائے تھے۔ وہ مشرک انہیں پہچان ہی نہ سکے اور صرف بشریت کا بہانہ بنا کر انبیاء کی نبوت کا انکار کر دیا۔ ان ظالموں نے یہ سوچنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی کہ چونکہ ہم بشر اور انسان ہیں اس لیے ہماری اصلاح کے لیے اگر کوئی نوری فرشتہ بھیجا جاتا تو اسے بھی انسانی شکل میں ہی بھیجا جاتا۔ کیا یہ ہمارے رب کا ہم پر احسان، فضل اور اس کی رحمت نہیں ہے کہ اس نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے انسانوں میں سے ہی نبی مبعوث فرمایا جو ہماری طرح، سوتا، جاگتا، کھاتا، پیتا، اٹھتا، بیٹھتا، چلتا، پھرتا اور ہمارے اندر ہی زندگی گزار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا ہے...... بلکہ انہوں نے انبیاء کرام کی بشریت کو قبول حق میں رکاوٹ سمجھتے ہوئے واشگاف الفاظ میں اعلان کر دیا کہ ہم بشر کو نبی اور رسول ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

قرآن مجید فرماتا ہے کہ جب مشرکین مکہ نے آپ ﷺ سے یہ مطالبات کیے کہ وہ:

- زمین سے چشمہ جاری کر دیں۔
- اپنے لیے کھجوروں اور انگوروں کا باغ پیدا کریں۔
- پھر اس باغ میں نہریں بہا دیں۔
- یا ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا ہی گرا دیں۔
- پھر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آئیں۔
- یا اپنا گھر سونے چاندی کا بنالیں۔
- یا ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جائیں۔
- اور آسمان سے ہمارے لیے کتاب لے آئیں۔

مشرکین کے ان مطالبات کے جواب میں رسول کائنات ﷺ نے فرمایا کہ یہ کام تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے۔ امور کا سرانجام دینا تو میرے اختیار میں نہیں ہے۔ اور یاد رکھو:

﴿هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا﴾ [بنی اسرائیل:۹۳]

''میں تو صرف ایک بشر (اور) رب تعالیٰ کا رسول ہوں۔''

آپ یہ بات تو اچھی طرح جان چکے ہیں کہ وہ مشرکین و کافرین کسی بشر کو نبی ماننے کے لیے قطعاً تیار نہ تھے۔ ان کی اسی ضد، عناد، دشمنی اور بشر کی مخالفت نیز قبول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق میں رکاوٹ کا ذکر سورت بنی اسرائیل میں فرمایا گیا ہے:

﴿وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَسُولًا ۝﴾ [بنی اسرائیل:۹۴]

''اور لوگوں کو ایمان لانے کسی چیز نے نہیں روکا جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر اس چیز نے کہ انہوں نے کہا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔''

انسانوں کے لیے انسان نبی:

اللہ رب العالمین نے نبوت و رسالت کے ان دشمنوں اور اسلام کے باغیوں کو بڑا واضح اور ٹھوس جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر زمین پر انسانوں کی بجائے نوری مخلوق آباد ہوتی تو ہم ان کی رشد و ہدایت اور رہنمائی کے لیے کسی نوری کو اپنا رسول بنا کر مبعوث فرما دیتے۔ جب زمین پر انسان آباد ہیں تو ان کی اصلاح اور رہنمائی کے لیے انسانوں میں سے ہی رسولوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔ تم غور و فکر کرو کہ انسان کے پاس نوری رسول بن کر کیسے آ سکتا ہے؟ جبکہ دونوں کی انواع مختلف ہیں اور ان کے درمیان کوئی مناسبت اور مماثلت ہی نہیں ہے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی مقدس مخلوق ہیں۔ ان کا مادہ تخلیق انسان سے مختلف ہے۔ فرشتوں میں عقل ضرور ہے، مگر خواہشات نہیں ہیں۔ یہ مکلّف اور احکام الٰہی کے تابع ضرور ہیں، مگر نافرمانی کے جذبات سے خالی ہیں۔ ان کے برعکس انسان کو فرشتے سے زیادہ شان اور مرتبہ بخشا گیا ہے۔ مگر اس کی پیدائش بڑی پیچیدہ ہے۔ مختصر یہ کہ انسان کی رہنمائی کے لیے اگر کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجا جاتا تو انسان کا فرشتے سے استفادہ مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی، بھلائی اور خیر خواہی کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختلف زمانوں میں انسانوں کی طرف انسانوں ہی کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا۔ تا کہ وہ صحیح طور پر پیغمبر کی ہدایت سے مستفید ہو سکیں اور عملی زندگی میں اس سے بھرپور استفادہ کر سکیں۔ قرآن حکیم نے اپنے بلیغ انداز میں اسی بات کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

﴿قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا﴾ [بنی اسرائیل:۹۵]

''(اے رسول!) آپ فرما دیجیے کہ اگر زمین میں فرشتے چلتے (اور اس میں) سکونت اختیار کرتے تو ہم (ان کی ہدایت کے لیے) ان پر آسمان سے کوئی فرشتہ رسول بنا کر اتار دیتے۔''

قرآن حکیم کی سورت انعام میں اسی بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ اگر ہم کسی نوری فرشتے کو رسول بنا کر انسانوں کی ہدایت کے لیے دنیا میں بھیجتے تو اس کی دو صورتیں ممکن تھیں۔ پہلی یہ کہ فرشتے کو انسانی شکل میں بھیجا جاتا۔ اگر ایسا ہوتا تو منکرین رسالت کا اعتراض پھر اپنی جگہ قائم رہتا کہ یہ ہم جیسا انسان ہے، ہم اس کی اتباع و فرماں برداری کیوں کریں۔ دوسری صورت یہ ممکن تھی کہ فرشتہ کو اس کی اصلی شکل و صورت میں ہی بھیجا جاتا۔ اگر ایسا ہوتا تو انسان اس کی نورانیت اور شکل و صورت دیکھ کر دہشت زدہ ہو جاتے اور اس سے استفادہ اور رہنمائی کی کوئی صورت نہ ہوتی۔ ان وجوہات و اسباب کے باعث اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے انسانوں کی ہدایت کے لیے انسانوں کو ہی رسول اور پیغمبر بنا کر مبعوث فرمایا۔ فرمانِ ربانی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ أَنزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنظَرُونَ ٥ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِم مَّا يَلْبِسُونَ ٥﴾ [الانعام:۸،۹]

''اور ان لوگوں نے کہا کہ ان پر کوئی فرشتہ کیوں نازل نہیں ہوا؟ اور اگر ہم فرشتہ نازل کرتے تو پھر کام ہی تمام ہو جاتا (یعنی عذاب نازل ہو جاتا) پھر انہیں بالکل مہلت نہ ملتی، اور اگر ہم کسی فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے تو اسے بھی انسانی شکل میں ہی بھیجتے۔ اس طرح ہم انہیں پھر اسی شبہ میں ڈال دیتے جس شبہ میں اب مبتلا ہیں۔''

''مسئلہ بشریت'' کے ضمن میں بات طوالت اختیار کر گئی۔ دراصل ذکر ہو رہا تھا انسان کے شرف اور انسان کی تکریم کا کہ اللہ رب العزت نے انسانوں کو یہ اعزاز و شرف بخشا کہ اپنی سب سے بڑی اور عظیم نعمت ''نبوت'' کے لیے انسانوں کا انتخاب فرمایا اور تمام انبیاء ورسل جنسِ انسانیت میں سے مبعوث فرمائے۔

اللہ کریم انسانوں کو اپنی قدر و منزلت پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قرآن اور انسان:

اللہ تعالیٰ کی مقدس، معتبر اور آخری کتاب قرآنِ مجید فرقانِ حمید کا اصل اور بنیادی موضوع ہی ''انسان'' ہے۔ انسانیت کی فلاح و اصلاح اور دنیاوی و اخروی نجات کے لیے کتاب الٰہی کو نازل فرمایا گیا اور متعدد قرآنی آیات میں اللہ رحیم و کریم نے انسان کو مخاطب کر کے اپنا تعارف کروایا اور اسے اپنے خالق و مالک سے تعلق مضبوط بنانے کا حکم دیا۔ فرمان الٰہی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿يَآ أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ٥ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ٥ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ ٥ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ ٥ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ٥ كِرَامًا كَاتِبِينَ ٥ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ٥﴾ [الانفطار:۶ تا۱۲]

''اے انسان! تجھے اپنے رب کے بارے میں کس چیز نے دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے۔ جس نے تجھے پیدا کیا، پھر تجھے درست کیا، پھر متوازن بنایا اور جس صورت میں اس نے چاہا تجھے تیار کر دیا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ تم تو جزا کے دن کو جھٹلاتے ہو اور بلاشبہ تم پر نگران مقرر ہیں۔ جو اعمال لکھنے والے معزز (فرشتے) ہیں۔ وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔''

ان آیاتِ مبارکہ کا ایک ایک لفظ انسان کو جھنجھوڑ رہا ہے کہ اے غافل انسان! اپنے اللہ کو پہچان، اس کی توحید کو سمجھ، اسی کی عبادت کر، اسی کے حضور سجدہ ریز ہو، دنیا کی لذتوں میں کھو کر آخرت کو نہ بھول جا۔ آخر تجھے ایک دن دربارِ الٰہی میں حاضر ہونا ہے۔ ذرا غور کر، رب کائنات کو اپنے اعمال وافعال کا کیا جواب دے گا؟ اور اے انسان! قیامت اور جزا کے دن کا انکار نہ کر بلکہ ہر وقت محتاط رویہ اختیار کر اور یہ یقین کر لے کہ تیرا ہر ہر عمل، قول اور فعل لکھا جا رہا اور محفوظ کیا جا رہا ہے۔ تیری خلوت و جلوت کی ویڈیو تیار ہو رہی ہے۔ تیرے دونوں کندھوں پر سوار فرشتے ''کراماً کاتبین'' تیری زندگی کا پورا ریکارڈ تیار کر رہے ہیں۔ قیامت کے دن یہ دستاویز، نامۂ اعمال کی صورت میں تیرے سامنے پیش کی جائے اور تو اپنے کیے ہوئے کسی فعل کا انکار نہ کر سکے گا۔ اے انسان! اب بھی سنبھل جا، سمجھ جا، سلجھ جا، اپنے پروردگار کو منانے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے کمر بستہ ہو جا، ورنہ جہنم کی آگ تیرا انتظار کر رہی ہے۔

قرآن عزیز کے آخری پارے کی سورت انشقاق میں بھی اللہ تعالیٰ نے انسان کو مخاطب کیا اور فرمایا کہ اے انسان! تو زندگی بھر محنت، کوشش اور تگ ودو کرتا رہتا ہے اور دن رات مشقت کرتا کرتا آخر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جاتا ہے۔ جس دنیا کی خاطر تو نے دن دیکھا نہ رات صبح کا خیال کیا نہ شام کا۔ تجھے سردی کا احساس ہوا نہ گرمی کا۔ دنیا کا مال کمانے کی خاطر تو نے شب و روز اور لیل و نہار ایک کر دیے۔ مگر تیری دولت، اولاد، والدین، احباب، رفقاء اور بیوی تجھے موت سے نہ بچا سکے اور تجھ اکیلے کو قبر کی تاریک کوٹھری میں دفن کر کے واپس آ گئے۔ اب قبر اور حشر میں اگر کوئی چیز تیرے کام آ سکتی ہے تو صرف ایمان، عقیدہ اور عمل صالح ہے۔ اس لیے اے انسان! غور و فکر کر کہ تیری ساری تگو تاز صرف دنیا کے لیے ہے یا آخرت کے لیے بھی کچھ محنت اور مشقت کر رہا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔

﴿يَاأَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ۝﴾

[الانشقاق:٦]

''اے انسان! تو اپنے رب کے پاس پہنچنے تک محنت میں کوشاں رہتا ہے۔ پس تیری اس سے ملاقات ہو کر رہتی ہے۔''

اس آیت مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ اے انسان! تو دنیا کا طالب ہو یا آخرت کا طلب گار، دونوں صورتوں میں تو اپنے امور کو سرانجام دینے میں جان فشانی سے کوشاں رہتا ہے اور اپنے مقاصد کے حصول کی خاطر صعوبتیں اور مشکلات برداشت کرتا ہے اور تیری محنت و جدو جہد کا یہ سلسلہ تیری موت تک جاری رہتا ہے۔ موت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد تیری کوشش وکاوش ختم ہو جاتی ہے اور دنیوی اعمال کی جزا کا وقت آ جاتا ہے۔ پھر روزِ حشر تیری اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوگی اور تجھے تیرے نیک و بد اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ اگر تیرے اعمالِ صالحہ کا پلڑا بھاری ہوا تو تیرا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا جو اس امر کی ضمانت ہوگی کہ تجھے جنت کا مستحق قرار دے دیا گیا ہے اور اگر تیری برائیوں اور گناہوں کا پلڑا بھاری ہوا تو تیرا صحیفۂ اعمال تیرے بائیں ہاتھ میں تھما دیا جائے گا اور تو سامنے سے بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ لینے کی بجائے اپنے ہاتھ پیچھے لے جائے گا تو پھر پیچھے کی طرف سے تیری کتاب تیرے بائیں ہاتھ میں پکڑا دی جائے گی اور وہاں تیرا کوئی پرسانِ حال، ہمدرد اور خیر خواہ نہیں ہوگا۔ اسی سورت کی اگلی آیات کا مطالعہ کریں تو یہ ساری حقیقت حال کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ○ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ○ وَيَنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا ○ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ○ فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا ○ وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ○﴾ [الانشقاق: ۷تا۱۲]

''پس جس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو اس سے جلد ہی آسان حساب لیا جائے گا اور (دربارِ الٰہی سے) اپنے اہلِ خانہ کی طرف خوشی خوشی لوٹ آئے گا۔ اور جس کا اعمال نامہ اسے اس کی پشت کے پیچھے سے پکڑایا جائے گا تو وہ ہلاکت کو پکارے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔''

حضرات ۶۵ قرآنی آیاتِ طیبات میں لفظِ انسان استعمال فرمایا گیا ہے۔ اگر صرف قرآنی الفاظ اور سادہ ترجمے پر بھی اکتفا کیا جائے تو اس کے لیے خاصا وقت اور سیکڑوں صفحات درکار ہوں گے۔ مگر ہم اختصار کیباعث انسانی تخلیق، انسانی طبائع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور انسانی کمزوریوں کے بارے میں چند قرآنی آیات مبارکات کو ذکر کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

اُنس سے انسان:

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ لفظِ انسان ''اُنس'' سے ماخوذ ہے جس کا معنی محبت، سکون اور لطف و مہربانی ہے۔ مانوس ہونا اسی سے مشتق ہے۔ یہ اسی اُنسیت کا نتیجہ ہے کہ ماں باپ اپنی اولاد سے...... اولاد اپنے والدین سے...... بھائی بہنوں سے...... بہن بھائیوں سے...... بیوی خاوند سے...... میاں بیوی سے...... استاد شاگرد سے...... شاگرد استاد سے...... اور رفقاء واحباب اپنے دوستوں اور عزیزوں سے انس، محبت اور پیار کرتے ہیں۔ اور انسانوں کی انسانوں سے محبت و الفت اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت اور جبلت بنا دی ہے۔ انسان اپنے ہم جنس سے کتنی محبت کرتا اور والدین اپنی فطری محبت اور انس کے باعث اولاد کی کس طرح خبر گیری کرتے ہیں۔ اسے حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک جنگ کے موقع پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں قیدی پیش کیے گئے تو قیدیوں مں ایک عورت کا بچہ گم ہو گیا تو وہ عورت قیدیوں میں اپنا بچہ تلاش کرتی دیوانہ وار دوڑتی پھر رہی تھی۔ وہ اپنے شیر خوار بیٹے کی جدائی میں نیم پاگل ہو گئی تھی اور نظر آنے والے ہر بچے کو اپنا بچہ سمجھ کر سینے سے لگائی اور اسے اپنا دودھ پلانا شروع کر دیتی پھر جب غور سے دیکھتی اور اسے یقین ہو جاتا کہ یہ بچہ میرا نہیں تو اسے چھوڑ کر اِدھر اُدھر اپنا بچہ تلاش کرنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروع کر دیتی۔

میری ملت کے کے جوانو! اپنی ماؤں کی عزت، قدر، خدمت تعظیم، تکریم، احترام کیا کرو۔ اس ماں نے بڑی اذیتوں، تکلیفوں، دشواریوں اور مصیبتوں کے بعد ہمیں پال پوس کر جوان کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم اگر ساری عمر بھی ماں کی خدمت میں صرف کر دیں تو اس کی ایک ''آہ'' کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ اس عظیم ہستی کو غنیمت سمجھیے کیونکہ اس کی خدمت میں سعادت، اس کی عزت میں عظمت اور اس کی ہمدردی پاؤں تلے جنت ہیں۔ ماں کی محبت بے لوث...... اس کی شفقت لا محدود...... اور اس کی ہمدردی بے مثال ہے۔ ماں، اولاد کے لیے جائے سکون، وجۂ اطمنان اور سراپا لطف واحسان ہے۔

ماں زندگی ہے مرکزِ صبر وقرار ہے
ماں اک چمن ہے جس میں مسلسل بہار ہے

ماں لطف ہے سکون ہے شفقت ہے پیار ہے
ماں اک عظیم نعمت پروردگار ہے

ماں کی جنت کی ہوا ، جنت کا پھول ہے
ماں کے بغیر زندگی بالکل فضول ہے

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ رسولِ امین ﷺ کے سامنے ایک عورت بڑی بے قراری، بے تابی اور بے صبری سے اپنے معصوم بچے کو تلاش کر رہی تھی۔ وہ ہر نظر آنے والے بچے کو اپنا بیٹا سمجھ کر اٹھاتی، سینے سے لگاتی اور دودھ پلاتی۔ مگر جب اسے علم ہو جاتا کہ یہ اس کا لختِ جگر نہیں ہے تو وہ اسے زمین پر بٹھا کر اپنے نورِ نظر کی تلاش میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکل کھڑی ہوتی۔ محسنین انسانیت جناب محمد ﷺ نے اس ماں کی بے چینی، بے بسی اور بے قراری کو دیکھ کر فرمایا۔ اے میرے صحابہ!

((اَ تَرَوْنَ هٰذِهِ الْمَرْءَةَ))

''کیا تم اس عورت کی مامتا کو دیکھ رہے ہو؟''

کہ یہ اپنے لختِ جگر کے فراق میں کتنی بے چین ہے۔ عرض کیا گیا، اے اللہ کے رسول ﷺ ہم بھی اس کی حرکات وسکنات کو دیکھ رہے اور اس کی تکلیف کا اندازہ کر رہے ہیں ارشاد ہوا:

((اَتَرَوْنَ هٰذِهِ الْمَرْءَةَ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ))

''تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ عورت جو اپنے بیٹے کی جدائی میں بے تاب ہے۔ اگر اسے اس کا بیٹا مل جائے تو کیا یہ عورت اسے اپنے ہاتھوں سے آگ میں پھینکنا گوارا کرے گی؟''

جان نثاروں نے عرض کی:

((لَا وَاللّٰهِ وَهِيَ تَقْدِرُ عَلٰى اَنْ لَّا تَطْرَحَهٗ))

''اللہ کی قسم! یہ عورت کسی صورت اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈال سکتی۔''

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَلّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا))

[صحیح مسلم: کتاب التوبة، باب سعة رحمة اللہ تعالیٰ]

''(یہ ماں اپنے بچے پر جتنی مہربان و شفیق ہے) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان و کریم ہے۔''

چونکہ اُنس انسان کی عادت، فطرت اور جبلت ہے اسی لیے دوسرے سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبت و پیار اور الفت وارادت اس کی فطرتِ ثانیہ اور عادت ثابتہ ہے امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

((قِیلَ سُمِّیَ بِذَالِكَ لِاَنَّهٗ خُلِقَ خِلْقَةً لَا قِوَامَ لَهٗ اِلَّا بِاُنْسِ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَلِهٰذَا قِیلَ اَلْاِنْسَانُ مَدَنِیُّ الطَّبْعِ مِنْ حَیْثُ اَنَّهٗ لَاقِوَامَ لِبَعْضِهِمْ اِلَّا بِبَعْضٍ وَلَا یُمْكِنُهٗ اَنْ یَّقُوْمَ بِجَمِیْعِ اَسْبَابِهٖ))

[المفردات فی غریب القرآن]

''کہا گیا ہے انسان کو اس نام سے اس لیے موسوم کیا گیا ہیکہ اس کی تخلیق ایسے مزاج پر ہوئی ہے کہ اس کا گزارہ باہمی اُنس و تعلق اور میل جول کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے۔ کیونکہ عمل زندگی اس کے معاملات کی اصلاح کا انحصار ایک دوسرے کے ساتھ تعاون پر ہے۔''

انسان اور نسیان:

بعض اہل علم کا فرمان ہے کہ لفظِ انسان کا مآخذ ''نسیان'' ہے۔ جس کا معنی بھول جانا ہے اور فراموش کر دینا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ:

((اَلْاِنْسَانُ مُرَكَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ))

''انسان تو خطا اور بھول جانے کا مجسمہ ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ:

((اَنَّمَا سُمِّیَ اِنْسَاناً لِاَنَّهٗ عُهِدَ اِلَیْهِ فَنَسِیَ))

''انسان کا معنی بھول جانے والا ہے اور چونکہ انسان نے عالم ارواح میں کیا گیا ''عہدِ الَست'' (میثاقِ توحید) بھلا دیا گیا اس لیے اُسے انسان کہا گیا۔ انسان اول سیدنا آدم علیہ السلام کی بھول اور نسیان کو قرآن مجید میں بھی بیان فرمایا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَى آدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا﴾

[طٰہٰ: ۱۱۵]

''اور ہم نے اس سے پہلے آدم علیہ السلام سے عہد لیا تھا مگر وہ بھول گئے اور ہم نے ان کے لیے عزم نہیں پایا۔''

آپ جانتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے تخلیقِ آدم کے بعد انہیں اور ان کی زوجہ محترمہ سیدہ حواء سلام اللہ علیہا کو جنت میں قیام کا حکم دیتے ہوئے ان سے عہد لیا تھا کہ وہ ایک خاص درخت کا پھل نہیں کھائیں گے بلکہ اس کے قریب بھی نہیں جائیں گے۔ لیکن سیدنا آدم علیہ السلام اس عہد و میثاق کو بھول گئے اور نسیان کا شکار ہو کر اس درخت سے لطف اندوز ہونے پر جنت سے نکال دیے گئے۔ عربی زبان کا ایک محاوہ ہے:

((اَوَّلُ النَّاسِ اَوَّلُ نَاسٍ))

''سب سے پہلا انسان سب سے پہلے بھولنے والا بھی ہے۔''

سیدنا آدم علیہ السلام کی بھول اور نسیان کا تذکرہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان حق ترجمان سے بھی فرمایا ہے ۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَسَقَطَ مِنْ ظَهْرِهِ كُلُّ نَسَمَةٍ هُوَ خَالِقُهَا مِنْ ذُرِّيَّتِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَجَعَلَ بَيْنَ عَيْنَيْ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ وَبِيصًا مِنْ نُورٍ ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى آدَمَ فَقَالَ أَيْ رَبِّ مَنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ هٰؤُلَاءِ ذُرِّيَّتُكَ فَرَأَى رَجُلًا مِنْهُمْ فَأَعْجَبَهُ وَبِيصُ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَقَالَ أَيْ رَبِّ مَنْ هٰذَا فَقَالَ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخِرِ الْأُمَمِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ يُقَالُ لَهُ دَاوُدُ فَقَالَ رَبِّ كَمْ جَعَلْتَ عُمْرَهُ قَالَ سِتِّينَ سَنَةً قَالَ أَيْ رَبِّ زِدْهُ مِنْ عُمْرِي أَرْبَعِينَ سَنَةً فَلَمَّا انْقَضَى عُمْرُ آدَمَ جَاءَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ أَوَلَمْ يَبْقَ مِنْ عُمْرِي أَرْبَعُونَ سَنَةً قَالَ أَوَلَمْ تُعْطِهَا ابْنَكَ دَاوُدَ قَالَ فَجَحَدَ آدَمُ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَنَسِيَ آدَمُ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَخَطِءَ آدَمُ فَخَطِئَتْ ذُرِّيَّتُهُ)) [جامع ترمذی: ابواب التفسیر و من سورۃ الاعراف]

''جب اللہ تعالیٰ نے جناب آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا تو اپنا ہاتھ مبارک ان کی پشت پر پھیرا تو قیامت تک پیدا ہونے والی تمام اوراح ان کی پشت سے باہر آ گئیں اور اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو دونوں آنکھوں کے درمیان نور کا ایک نشان لگا دیا۔ پھر ا تمام کو آدم علیہ السلام کے روبرو پیش فرمایا تو آدم علیہ السلام نے پوچھا اے میرے پرورد گا! یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہیں بتایا گیا کہ ''یہ تمہاری اولاد ہے'' جناب آدم علیہ السلام کی نظر ایک شخص پر پڑی تو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور کا نشان جناب آدم علیہ السلام کو بہت پسند آیا تو عرض کی اے میرے رب! یہ کون ہے؟ ارشاد ہوا، یہ آپ کے بعد آپ کی اولاد میں سے ایک شخص ہے جسے ''داود علیہ السلام'' کہا جائے گا۔ دریافت فرمایا، اس کی عمر کتنی ہے؟ ارشاد ہوا اس کی عمر ساٹھ سال ہے۔ آدم علیہ السلام نے دربارِ الٰہی میں اپیل کی کہ میری عمر میں سے چالیس سال اس جوانِ رعنا کو عنایت فرما دیے جائیں۔ چنانچہ (دعاءِ آدم قبول ہوگئی) جب آدم علیہ السلام کی کل عمر مبارک کے چالیس سال باقی رہ گئے تو ''موت کا فرشتہ'' ان کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا کیا میری عمر کے ابھی چالیس سال باقی نہیں ہیں؟ ملک الموت نے عرض کی وہ تو آپ نے اپنے بیٹے داود علیہ السلام کو مرحمت فرما دیے تھے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے انکار کر دیا جس کی وجہ سے ان کی اولاد میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی انکار کی عادت پیدا ہوگئی اور جناب آدم علیہ السلام بھول گئے (کہ ان سے درخت کے قریب نہ جانے کا حکم فراموش ہوگیا) تو اولادِ آدم بھی نسیان کا شکار ہوگئی اور جناب آدم علیہ السلام خطاء کر بیٹھے تو اسی وجہ سے آدم علیہ السلام کی ذریت بھی خطا کار ہوگئی۔"

ہر انسان خطا کا پتلا، نسیان کا شکار اور بھول جانے کا عادی ہے۔ غلطی کرنا انسان کی فطرت اور نافرمانی اس کی عادت ہے۔ جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ))

[جامع ترمذی: ابواب صفۃ القیامۃ، حدیث ۲۴۹۹]

"آدم علیہ السلام کا ہر بیٹا گناہ گار ہے اور خطا کاروں میں سے بہترین وہ ہیں جو زیادہ توبہ کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔"

حقیقت یہ ہے کہ اولادِ آدم کا ہر فرد و بشر خطا کار و گناہ گار ہے مگر غلطی اور نافرمانی کے بعد رجوع اِلَی اللہ، توبہ و استغفار اور ندامت و پشیمانی کے باعث اللہ تعالیٰ انسان کو گناہوں سے ایسے پاک وصاف کر دیتے ہیں جیسے اس سے کوئی گناہ سر زد ہوا ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ))

[سنن ابن ماجہ: کتاب الزہد، باب ذکر التوبۃ]

"ارتکابِ گناہ کے بعد توبہ کرنے والا اس شخص جیسا ہوتا ہے جس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی توبہ، استغفار اور ندامت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مرتکبِ خطاء کو گناہوں سے پاک وصاف فرمادیتے ہیں۔ یہ خالقِ کائنات کی انسان پر شفقت، مہربانی اور احسان ہے۔ واہ اللہ تو کتنا مہربان ہے!

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا
پر تو نے بھی دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

انسانی تخلیق:

قرآن مجید فرقانِ حمید میں فرمایا گیا ہے کہ انسان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے اسی نے سے ایک حقیر قطرۂ آب سے جیتا جاگتا، سنتا بولتا اور ہنستا کھیلتا انسان بنایا ہے وہی اس کی موت وحیات کا مالک اور اس کا رازق وحاکم ہے۔ تخلیقِ انسانی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ﴾ [المومنون:۱۲تا۱۴]

''اور ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا فرمایا پھر ہم نے اسے ایک محفوظ مقام یعنی رحمِ مادر میں نطفہ بنا کر رکھا پھر نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنایا پھر لوتھڑے کو ہڈیاں بنایا پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھادیا پھر ہم نے اسے ایک اور ہی مخلوق پیدا فرمادیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس اللہ تعالیٰ احسن الخالقین بہت ہی برکت والا ہے۔''

انسانی تخلیق کے ان تدریجی مراحل کو قرآن عزیز کی سورت حج میں یوں بیان فرمایا گیا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّى وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۝﴾ [الحج:۵]

''اے لوگو! اگر تمہیں موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے میں کوئی شک ہے تو (تمہیں علم ہونا چاہیے کہ) ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر گوشت کی بوٹی سے، جس کی شکل بنائی ہوئی ہے اور شکل کے بغیر بھی، تاکہ ہم تم پر (اپنی قدرت کو) واضح کر دیں۔ پھر ہم جس نطفہ کے متعلق چاہتے ہیں اسے ایک خاص مدت تک رحموں میں ٹھہرائے رکھتے ہیں، پھر تمہیں بچے کی صورت میں نکالتے ہیں، پھر (تمہاری پرورش کرتے ہیں) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو، پھر تم میں سے بعض کی روح قبض کر لی جاتی ہے اور بعض کو انتہائی بڑھاپے کی نکمی عمر تک لوٹایا جاتا ہے تاکہ وہ جاننے کے بعد پھر کچھ نہ جانے۔''

ان آیات طیبات میں انسان کی خلقت کے مدارج اور مراحل بیان فرمائے گئے ہیں کہ اللہ رب العالمین نے سیدنا آدم علیہ السلام کے پتلے کو مٹی سے تخلیق فرمایا، مٹی ایک بے جان چیز ہے مگر جب اللہ تعالیٰ نے اس میں روح پھونکی تو وہ جیتا جاگتا انسان بن گیا پھر توالد و تناسل کا ایک لامتناہی سلسلہ چلتا رہے گا اور آخر کار جب اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کو منظور ہوگا تو نظام کائنات درہم برہم کر دیا جائے گا۔ قیامت واقع ہو جائے اور انسانی پیدائش کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔

قرآن حکیم میں جہاں انسان کے تخلیقی مراحل اور رحم مادر سے لے کر بڑھاپے کی عمر تک کی ارتقائی منازل کو بیان فرمایا گیا ہے وہاں اس کے طبعی کمزوریوں ،جبلی کوتاہیوں اور فطری غلطیوں کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔

ناشکرا انسان:

قرآنی آیات میں انسان کو ناشکرا، ظالم، جھگڑالو، جلد باز ، جاہل ، مایوسی کا شکار ہونے والا اور خسران ونقصان میں مبتلا ہونے والا قرار دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں ہم چند قرآنی آیات اور ان کے سادہ ترجمہ پر اکتفا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ مولائے کائنات ہم سب کو خسران ونقصان سے بچا کر اپنے برگزیدہ، صالح اور نیک لوگوں میں شامل فرمائے۔ (آمین یارب العالمین) فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ ٥ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ بَعْدَ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ ٥﴾ [هود:٩،١٠]

''اور اگر ہم انسان کو اپنی طرف سے رحمت چکھائیں، پھر وہ رحمت اس سے چھین لیں تو وہ مایوس ہو کر ناشکری کرنے لگتا ہے۔ اور اگر ہم اسے کسی مصیبت آنے کے بعد کوئی نعمت عطا فرمائیں تو کہتا ہے کہ سب تکلیفیں مجھ سے دور ہوگئی ہیں۔ بلا شبہ وہ اترانے والا، فخر کرنے والا ہے۔''

ان آیات مبارکات میں دنیادار انسان کی تنگ ظرفی اور کم حوصلگی کو بیان فرمایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے کہ وہ محرومی پر ناشکری اور ناامیدی کا اظہار کرتا ہے اور آسودگی وخوشحالی میں فخر وغرور کرنے لگتا ہے۔ حالانکہ اسے پریشانی کی حالت میں صبر اور خوشحالی کے دور میں شکر کرنا چاہیے تھا۔ اسی مضمون کو قرآن مجید کی سورت ابراہیم میں یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿وَآتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ﴾ [ابراہیم:۳۴]

''اور تم نے اللہ تعالیٰ سے جو کچھ بھی مانگا، وہ اس نے تمہیں عطا فرما دیا اور اگر تم اللہ تعالیٰ کے انعامات کو شمار کرنا چاہو تو انہیں گن نہ سکو گے۔ بے شک انسان تو ناانصاف، ناشکرا ہے۔''

ان آیاتِ قرآنی کا تقاضا ہے کہ ایک دیندار، نیک اور فرماں بردار انسان کو اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنے کی بجائے اس کی لاتعداد نعمتوں، بے شمار احسانات اور ان گنت انعامات پر ہر وقت اس کا شکر بجالانا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اے انسانو! اگر تم میری عنایات پر میرا شکر ادا کرو گے تو میں تمہاری نعمتوں میں مزید اضافہ کروں گا اور اگر تم میری ناشکری کرو گے تو یاد رکھو کفرانِ نعمت کی وجہ سے سخت ترین عذاب میں مبتلا کر دیے جاؤ گے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾ [ابراہیم:۷]

''اور جب تمہارے پروردگار نے اعلان فرمایا تھا کہ اگر تم شکر کرو گے تو تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابِ الٰہی کے آخری پارے میں اسی انسانی کمزوری کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے کہ:

﴿إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ﴾ [العادیات:٦]

''بے شک انسان اپنے پروردگار کا از حد ناشکرا ہے۔''

''کنود'' دراصل ایسے ناشکرے انسان کو کہا جاتا ہے جو ہر وقت مصائب، مشکلات، مسائل، دشواریوں، بیماریوں اور تکلیفوں کا ہی ذکر کرتا رہے اور ان پریشانیوں کو اپنی کرتوتوں کا نتیجہ قرار دینے کی بجائے تقدیر کا لکھا کہہ کر اللہ رحیم وکریم کا شکوہ اور گلہ کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کے احسانات وانعامات کا کبھی نام لینا بھی پسند نہ کرے اور ہمہ وقت قسمت کا شاکی بنا رہے۔ ایسے نمک حرام اور ناشکرے کو ''کنود'' کہا جاتا ہے۔ اللہ کے حضور دست بستہ دعا ہے کہ مولائے کریم ہم سب کو اپنے شکر گزار، فرماں بردار اور وفادار بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین

جھگڑالو انسان:

اللہ تعالیٰ نے انسانکی رشد و راہنمائی اور ہدایت کے لیے قرآن کریم میں بڑے واضح دلائل انتہائی شرح وبسط کے ساتھ بہت ہی خوب صورت انداز میں دل نشین پیرائے میں بیان فرمائے ہیں۔ مگر کتابِ الٰہی میں انسان کی یہ سرشت بھی بیان فرمائی گئی ہے کہ جب وہ کسی چیز کو نہ ماننے کا ارادہ کر لے تو ہٹ دھرمی پر اتر آتا ہے اور ضد، تعصب اور مخالفت سے کام لیتے ہوئے انکارِ حق کی راہ اختیار کرنے کے لیے کئی عذر اور بہانے تراش لیتا ہے۔ اپنی رائے اور خیال کو درست ثابت کرنے کے لیے لڑنے، جھگڑنے اور بحث ومباحثہ کا راستا اختیار کرتا ہے مگر قبولِ حق کے لیے آمادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تیار نہیں ہوتا۔قرآن کریم اس انسانی کمزوری کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ [الکہف:۵۴]

''اور ہم نے لوگوں (کی ہدایت) کے لیے اس قرآن مجید میں کئی طرح کی مثالیں بیان کی ہیں اور انسان اکثر باتوں میں جھگڑنے والا واقع ہوا ہے۔''

قرآنی آیات میں انسان کی توجہ اس طرف بھی مبذول کروائی گئی ہے کہ اسے اپنی اصلیت اور حقیقت کو کسی صورت فراموش نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ حقیر قطرۂ آب سے پیدا کیا گیا ہے۔تو جس ذاتِ الٰہی سے اسے پانی کی ننھی سی بوند سے تخلیق فرما کر عقل وبصیرت، ہوش وفرد اور دانائی عطا فرمائی ہے۔اس کا حق ہے کہ انسان اس کے احکام اور عبادت کے بارے جھگڑا کرنے سے باز رہے اور اپنی حیات مستعار کو احکام الٰہی کی تعمیل اور عبادتِ خداوندی کی تکمیل میں گزار کر اپنے خالق ومالک کو راضی کرنے کی کوشش کرے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ﴾ [النحل:۴]

''اس (اللہ تعالیٰ) نے انسان کو نطفہ سے پیدا فرمایا، پھر اچانک وہ (اسی بارے میں) کھلم کھلا جھگڑالو بن گیا ہے۔''

بعض انسان قدرتِ خداوندی اور اختیاراتِ الٰہی کے بارے میں ایسے جھگڑالو واقع ہوئے ہیں کہ وہ ''بعث بعد الممات'' یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کی حقیقت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور بڑی ڈھٹائی سے کہتے ہیں کہ جب انسان مر کر مٹی ہو جائے گا۔اس کا جسمانی ڈھانچہ زوال پذیر ہو جائے گا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گے تو اسے کون دوبارہ زندگی عطا کرے گا۔ان کے بقول خاک کے ذروں کو دوبارہ زندگی بخشنا کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔حالانکہ قرآن مجید میں واضح طور پر بیان فرمایا گیا ہے کہ جس اللہ وحدہٗ لاشریک نے پانی سے ایک حقیر قطرے سے اتنا خوب صورت انسان بنایا ہے وہی مولائے کائنات اس کے جسمانی اعضاء اور ذرات کو دوبارہ کرنے پر بھی قادر ہے۔سورت یٰسین میں ایسے ہی جھگڑالو ضدی اور قدرتِ خداوندی کے منکر انسانوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

﴿أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ○ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ○ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ﴾

[یٰسین:۷۷تا۷۹]

''کیا انسان نے دیکھا نہیں کہ ہم نے اسے ایک قطرے سے پیدا کیا پھر اچانک وہ کھلم کھلا جھگڑالو بن گیا ہے۔اس نے ہمارے لیے تو ایک مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا۔اس نے کہا کہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا جبکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوگی؟ (اے رسول ﷺ) آپ فرمایئے کہ انہیں وہی (اللہ تعالیٰ) زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا فرمایا تھا اور وہ ہر طرح کا پیدا کرنا خوب جانتا ہے۔''

یہ آیاتِ مبارکات ہمیں نصیحت کر رہی ہیں کہ ہمیں ذاتِ خداوندی، قدرتِ الٰہی اور اختیارات ربانی کے بارے میں فضول قسم کی گفتگو، بحث مباحثے اور بے مقصد بات چیت سے اجتناب کرنا چاہیے اور جھگڑالو انسان کا کردار ادا کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار اور نبی کریم ﷺ کے فرماں برداری بن کر زندگی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزارنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطاء فرماتے ہیں۔

دیگر انسان کمزوریاں:

چونکہ انسان کا خالق اللہ رب العزت ہے اس لیے وہ اس کی کمزوریوں ،کوتاہیوں اور بے اعتدالیوں سے پوری طرح واقف اور باخبر ہے اور اس نے اپنی آخری کتاب کی متعدد آیات بینات میں انسانی کمزوریوں کا ذکر کر کے ان سے بچنے کی ترغیب دلائی ہے مثلاً انسان کی ایک کمزوری س کا مطلب پرست ہونا ہے اور اگر وہ مطلب پورا ہوتا ہوا نظر نہ آئے تو مایوسی اور نا امیدی کا شکار ہو جانا بھی انسانی کمزوری ہے۔ یہاں تک بسا اوقات انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل وکرم سے بھی نا امید اور مایوس ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَى بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوسًا۝﴾ [بنی اسرائیل:۸۳]

''اور جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور اپنا پہلو موڑ لیتا ہے اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو بہت نا امید اور مایوس ہو جاتا ہے۔''

اس آیت میں ایک دنیادار اور مفاد پرست انسان کا حال بیان کیا گیا ہے کہ جب اس پر خوشحالی کا دور آتا ہے، مال و دولت کی کثرت ہوتی اور عزت وشہرت نصیب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کو یکسر فراموش کر دیتا ہے اور جب حالات پلٹا کھاتے ہین یعنی تنگی اور تکلیف آتی ہے تو مایوسی کا اظہار کرتا ہے۔ اور بعض انسان ایسے مطلب پرست انسان بھی ہوتے ہیں جو آسودگی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور شکر نہیں کرتے مگر بدحال اور مصیبت کے ایام میں مجبور کہ اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے ،لمبی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لمبی دعائیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے وعدے بھی کرتے ہیں۔

قرآن حکیم میں ایسے مفاد پرست انسانوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَى بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاءٍ عَرِيضٍ ۝﴾ [حم سجدہ:۵۱]

''اور جب ہم انسان پر انعام فرماتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور پہلو موڑ لیتا ہے اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں مانگنے لگتا ہے۔''

انہیں وجوہات کی بناء پر انسان کو تنگ نظر، تنگ دل اور بخیل بھی کہا گیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَكَانَ الْإِنسَانُ قَتُورًا ۝﴾ [بنی اسرائیل:۱۰۰]

''اور انسان تو ہمیشہ سے ہی تنگ دل اور بخیل ہے۔''

قرآن عزیز میں انسان کو عجلت پسند اور جلد باز بھی کہا گیا ہے۔ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَيَدْعُ الْإِنسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْإِنسَانُ عَجُولًا ۝﴾ [بنی اسرائیل:۱۱]

''اور انسان برائی کے لیے بھی ایسے ہی دعا کرتا ہے جیسے بھلائی کے لیے کرتا ہے اور انسان تو ہمیشہ سے ہی جلد باز واقع ہوا ہے۔''

بعض لوگوں کو آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب انہیں کوئی پریشانی اور تکلیف پہنچتی ہے تو وہ فوراً بددعا کرنا شروع کر دیتے ہیں اور بسا اوقات لوگ اپنے لیے، اپنی اولاد کے لیے، والدین کے لیے اور عزیز و اقارب کے لیے بھی بددعائیں کرتے دکھائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں بلکہ بعض بدفطرت خواتین اپنے خاوندوں کواور بعض ہٹ دھرم مائیں اپنے بچوں کو کام پر روانہ کرتے وقت بددعا دیتی ہے کہ "شام کو تیری لاش ہی گھر آئے"......میں تیری میت کا منہ دیکھوں"......اور......"مجھے تیری شکل دیکھنی نصیب نہ ہو"......آپ تصور فرمائیں کہ اگر خدانخواستہ اس طرح کی بددعائیں درجۂ قبولیت حاصل کرلیں تو پھر بددعا کرنے والے کو اندازہ ہوگا کہ اس کی بددعا کی وجہ سے اسے کتنا نقصان ہوا ہے۔اس لیے بحثیت مسلمان ہمیں کسی معاملے میں بھی جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ صبر، حوصلے اور برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے بہتری کی امید رکھنی چاہیے۔

سورت احزاب کی آیت ۷۲ میں انسان کو"ظَلُوماً جَهُولاً" یعنی ظالم وجاہل بھی کہا گیا ہےاور سورت معارج آیت ۱۹ میں ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا﴾ یعنی انسان تھڑدلا بےقراراور حالات کا جلد اثر قبول کرنے والا ہے۔اسی انسان کی عمومی حالت کا ذکر کرتے ہوئے سورت عصر میں فرمایا گیا ہے کہ:

﴿وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝﴾

"قسم ہے زمانے کی بے شک انسان خسارے میں ہے۔"

خلاصۂ تفسیر:

ممتاز عالم دین مولانا عبدالرشید حنیف حفظہ اللہ[1] سورت عصر کی ابتدائی دو آیات کا خلاصہ بیان فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ:

"قرآن مجید اور حدیث کی روشنی میں آیت نمبر ۱، ۲ کا جامع اور مانع خلاصہ یہ ہے کہ

---

[1] اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔آمین۔جن دنوں (بقیہ اگلے صفحے پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ نے عہد انسانیت تا عہد محمد ﷺ کی قسم اٹھائی اس بنا پر کہ زمانہ انسانیت تا عہد آخری نبی ﷺ اس بات پر شاہد عدل ہے کہ انسان سراسر خسارہ اور نقصان اور ہلاکت کے منہ میں ہے جبکہ اس کی عظمت ،تخلیق یا عقائد واعمال قسم کھائی ہے اس کے وجود اس کے لیل ونہار، سورج وشمس کی جو کہ اس کے لیے ہی بنایا گیا کہ انسان کی عمر اس کا گراں مایہ سرمایہ ہے یہ ایک حسین ترین خواب ہے۔اس کے لمحات قیمتی ہیں۔اس کا ایک ایک سانس نہایت وقیع ہے۔اس کے جزوی اور کلی حرکات میں کمال سعادت ہونا لازمی ہے۔زاد آخرت کو زاد دنیا میں حاصل کرنے میں شتابی کرے، کیونکہ اس کا راسِ اعمال، پونجی عمر ہے۔سانس کو غنیمت جان یا اللہ تعالیٰ نے ہر دور کے دھر، انسان کے ایک ایک سانس کی قسم کھائی کہ تیرے سانس باوقار اور پر عظمت ہیں۔انہیں موت سے قبل رحمت بنالو۔پھر ہر شخص کو اس کے سانس اور اوقات اگلے پہر اور پچھلے پہر کا سایہ دلایا، عصر کا وقت بڑا قیمتی ہے۔دنیا ایک مسافر خانہ ہے اور یہ گھر بے گھر کا گھر ہے۔دنیا دل لگانے کی جگہ نہیں، کا مفہوم یہی ہے۔فانی باقی کے زیر سایہ رہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کی عظمت کو قسم سے باعظمت کا تاج پہنایا...... قسم کے بعد تاکید در تاکید اِنَّ...... تاکید ہی تاکید قسم کا جواب سچی اور پکی بات انسان اپنی غفلت میں، خسارہ میں ہے۔زندگی کے ان قیمتی وقت میں عنفوان شباب، کہولت، ڈھلکتی عمر میں بھی اپنے آپ کو ربانی عذاب سے نہ بچاتا ہے وہ دراصل خسارے میں رہا،

(بقیہ حصہ) ''خطبات سورت عصر'' مرتب ہو رہے تھے ان دنوں مولانا عبدالرشید حنیف بقید حیات تھے مگر اب آپ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے ہیں۔حضرت قرآنی خطبات کے سلسلے کو ازحد پسند فرمایا کرتے اور مجھے ایک خط میں حکم فرمایا کہ اسی انداز پر پورے قرآن حکیم کے خطبات مرتب کروں اور ان کا نام ''خطباتِ قرآن'' رکھو۔اللہ کریم مجھے اس کی ہمت، سعادت اور توفیق عطا فرمائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حال شاہد ہے بدعقیدہ اور بدعمل خسارہ میں رہا، فرد اور جماعت دونوں خسارہ میں رہے اور عہد نبوت کا زمانہ شاہد ہے عامل کامل آخری نبی ﷺ کا زمانہ مبارک جس میں رسالت عظمیٰ اور نقوش خلافت کبریٰ کا نورانی آب وتاب کے ساتھ دنیا کے شرق وغرب، شمال وجنوب میں چمکا۔ دنیا کے گوشہ گوشہ میں اس کے انوار فیوض موجود ہیں۔ یہ عہد وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ جہاں جہاں اللہ کی خدائی وہاں وہاں مصطفیٰ کی مصطفائی۔ ماضی کا عہد اور حاضر کا عہد ہر دور کا عہد خاتم الانبیاء ﷺ کی نبوت کا اس عہد کو پانے والا پہلے انبیاء کا عہد پانے والا نبی کے عہد کو پا کر ایمان لائے تو اسے دوگنا اجر ملے گا۔'' (تفسیر سورت العصر)

کون کون سے انسان خسارے، گھاٹے اور نقصان میں مبتلا ہیں ان کا ذکر ان شاء اللہ العزیز آئندہ خطبہ جمعہ میں کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولائے کریم ہم سب کو دنیا اور آخرت کے خسارے سے محفوظ ومامون فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر۴

کون کون خسارے میں ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ اَمَّا بَعْدُ

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝﴾

''زمانے کی قسم۔ بے شک انسان خسارے میں ہے۔''

ہر قسم کی حمد وثناء اور تعریف وتسبیح خالقِ ارض وسماء، اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کیلئے ہے جو وحدہٗ لاشریک، حی وقیوم، عالم الغیب والشہادہ، مختارِ مطلق اور ساری کائنات کا خالق رازق اور حاکم ہے۔ وہ اکیلا، یکتا اور واحد واَحد ہے۔ اُس کی کوئی بیوی، اولاد، بھائی اور قوم وبرادری نہیں ہے۔ وہی تمام اختیارات کا مالک، تمام کی حاجات پوری کرنے والا اور ہر ایک کی، ہر وقت دعائیں سننے اور قبول کرنے والا ہے۔ وہی عبادت کے لائق، سجدے کے قابل اور ریاضت کا مستحق ہے۔

اللہ رب العالمین ہم سب کی طرف سے امام الرسل، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین جناب احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کی ذاتِ مبارکہ پر لاتعداد، اَن گنت اور بے شمار درود وسلام نازل فرمائے جنہیں اللہ رب العزت نے تمام رسولوں سے افضل، ساری مخلوق سے بہتر اور سید الرسل بنایا ہے۔ آپ ﷺ کی اتباع وفرمانبرداری ہی نجات کا راستہ، جادۂ حق اور صراطِ مستقیم ہے۔ آپ ﷺ کی اطاعت جنت کی کلید اور رضائے الٰہی کی نوید ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزشتہ خطبہ جمعہ کی مقدس گھڑیوں میں قرآن حکیم کی معروف سورۃ مبارکہ ''سورۃ عصر'' کی دوسری آیتِ طیبہ کی تشریح وتفسیر کرتے ہوئے لفظِ انسان کی تحقیق، انسان کے تخلیقی مراحل، انسان کی عظمت وفضیلت، انسانی طبائع اور مزاجِ انسانی کی اقسام اور تمام انبیاء کرام کو انسانوں میں سے ہی مبعوث فرمائے جانے کی وجوہات، رسولوں کی بشریت پر اُن کی قوموں کی طرف سے کیے جانے والے اعتراضات اور اُن کے قرآنی جوابات کا تذکرہ ہوا تھا۔ اللہ کریم اپنی کتابِ مبین کے ساتھ ہماری محبت کو مقبول ومنظور فرما کے ہماری دنیوی کامیابی اور اخروی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

آج کے خطبہ جمعہ کے ان بابرکت لمحات میں اسی آیتِ مبارکہ کے دوسرے حصے ''لَفِیْ خُسْرٍ'' کی توضیح وتذکیر میں خسارے کا مفہوم، نقصان کی اقسام اور قرآن وحدیث کی روشنی میں کن کن لوگوں کو خسران ونقصان کا مستحق گردانا گیا ہے۔ اس کی تفصیلات اور حقائق کو بتوفیق اللہ تعالیٰ بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اللہ رحیم وکریم ہر ایماندار کو دنیا اور آخرت کے نقصان وخسران سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

ارشادِ الٰہی ہے۔

﴿وَالْعَصْرِ o إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ o﴾

''زمانے کی قسم، یقیناً تمام انسان خسارے میں ہیں۔''

خسارے کا مفہوم:

''خُسر'' کا معنی کمی، گھاٹا اور نقصان ہے۔ کسی سودے، کاروبار اور تجارت میں نفع کی بجائے نقصان ہو جائے، گھاٹا پڑ جائے اور راس المال یعنی اصل پونجی بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضائع ہو جائے تو اِسے خسر یا خسران کہا جاتا ہے۔ خسران کا معنی ہلاکت، تباہی اور بربادی بھی ہے۔

تاریخِ انسانیت کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے اور تمام انسانوں کے حالات و واقعات، معاملات اور معمولات کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح اور عیاں ہو جاتی ہے کہ ''اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ'' بلاشبہ انسانوں کی اکثریت خسارے میں مبتلا ہے۔

اسی طرح لوگوں کے عقائد و اعمال، کردار و اطوار اور افعال و احوال پر غور کیا جائے اور انسانوں کی مجموعی صورت حال کا تجزیہ کیا جائے تو اس فرمانِ الٰہی کی صداقت مزید نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ واقعی انسان شرک میں مبتلا ہو کر، بدعات کا ارتکاب کر کے، احکامِ الٰہی سے روگردانی کے باعث اور رسولِ اکرم ﷺ کی نافرمانی کی وجہ سے گھاٹے، نقصان اور خسران کی طرف جا رہا ہے اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ اسے اپنے نقصان کا احساس و ادراک اور خیال و پاس بھی نہیں ہے بلکہ وہ اپنے نقصان کو فائدہ اور خسران کو کامیابی تصور کر رہا ہے۔ حالانکہ قرآن عزیز اسے بار بار جھنجھوڑتا اور سمجھاتا ہے کہ ''اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ'' یقیناً انسان خسارے کا شکار ہے اور گھاٹے کی طرف جا رہا ہے۔ ہاں جن لوگوں کے پاس ''ایمان کی محبت اعمال صالحہ کی کثرت، حق کی اشاعت اور صبر کی دولت'' موجود ہے انہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے سے بچا لیا، نقصان سے محفوظ کر لیا اور خسران سے مامون کر لیا ہے۔ ایسے سعادت منداس جہان میں بھی کامیاب و کامران ٹھہرے اور اس جہان میں بھی فوز وفلاح ان کا مقدر ہو گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ رب العزت نے انسان کو اختیار دیا ہے کہ وہ اپنے لیے فوز وفلاح کا راستہ اختیار کرے یا ہلاکت و بربادی کی راہ کا انتخاب کرے۔ اسے اپنی ذات کے حوالے سے خود فیصلہ کرنا ہے کہ اس کے لیے کون سا عمل کامیابی کی نوید اور کون سا فعل ناکامی کی کلید ہے۔ سیدنا ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا))

[صحیح مسلم: کتاب الطهارة، باب فضل الوضوء]

"ہر انسان جب صبح کرتا ہے تو (اچھے اعمال کر کے) اپنے آپ کو (تباہی و بربادی سے) آزاد کر لیتا ہے یا (اعمالِ بد کر کے) اپنی ذات کو تباہ و برباد کر لیتا ہے۔"

دنیوی کاروبار، تجارت اور زراعت میں نقصان کی تلافی تو ہو سکتی ہے یعنی بعد میں کسی وقت نفع حاصل ہو جائے مگر آخرت کے خسارے کی تلافی ممکن نہیں ہے لہٰذا اصل خسارہ آخرت کا خسارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ مبارک ہے:

﴿قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ﴾ [الزمر:١٥]

"(اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجیے کہ اصل میں نقصان اٹھانے والے تو وہ لوگ ہیں جنھوں نے قیامت کے دن اپنے آپ اور اپنے گھر والوں کو خسارے میں ڈال دیا۔ خبردار! یہی تو صریح خسارہ ہے۔"

جس طرح ہر انسان کی خواہش اور کوشش ہوتی ہے کہ اسے کاروبار کے نقصان، تجارت کے خسارے اور خرید و فروخت میں گھاٹے کی بجائے فائدہ اور نفع حاصل ہو اسی طرح ہر مسلمان کی یہ آرزو اور جدوجہد ہونی چاہیے کہ مجھے آخرت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقصان سے بچا لیا جائے یعنی جہنم سے آزادی عطا فرما کے جنت میں داخل فرما دیا جائے۔اس خواہش وحسرت کی تکمیل کے لیے ہر شخص کو اپنے عقائد واعمال کا محاسبہ کرنا چاہیے اور قرآن وحدیث کے مطابق زندگی گزارتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دنیوی واخروی کامیابی کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔اگر اس نیک خواہش کی تکمیل کے لیے کوئی کاوش وکوشش نہ کی اور محض حصولِ دنیا ہی انسان کا مطمع نظر رہا تو قرآن حکیم اعلان فرمارہا ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝﴾

''زمانے کی قسم۔بے شک انسانوں کی اکثرت خسارے میں ہے۔''

اسبابِ خسارہ:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن آیات میں اور رسولِ محترم ﷺ نے اپنے ارشادات میں نہ صرف خسارے،نقصان اور گھاٹے کی مذمت فرمائی ہے بلکہ خسران ونقصان میں مبتلا کرنے والے اعمال وافعال کی تفصیل بھی بیان فرمائی ہے اور انسانوں کو متنبہ کیا ہے کہ وہ خسارے میں مبتلا کردینے والے اسباب کو ترک کر کے نفع مند افعال کو اپنانے کی کوشش کریں تاکہ رحمتِ الٰہی انہیں ڈھانپ لے اور وہ کامیاب وکامران ہوکر اپنی دنیا بھی بہتر بنالیں اور آخرت میں بھی جنت کے مستحق قرار پائیں۔

چونکہ انسانی سوچ اور فکر محدود ہے اس لیے اہلِ دنیا کی نظر صرف دنیوی خسارے پر ہوتی ہے ہمارے ہاں اہلِ خُسران صرف انہیں لوگوں کو سمجھا جاتا ہے جن کے پاس مال ودولت،روپیہ وپیسہ اور دنیوی ساز وسامان کی کمی ہو۔لیکن جیسا کہ آپ جانتے ہیں اصل زندگی،ابدی زندگی اور دائمی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخرت کا خسارہ ہی اصل خسارہ ہے۔حدیث نبوی میں آخرت کے دن خسارہ پانے والے کو ''مفلس'' کہا گیا ہے جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر سوال وجواب کے انداز میں افلاس کی حقیقت اور آخرت کے خسارے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((أَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا وَأَكَلَ مَالَ هَذَا وَسَفَكَ دَمَ هَذَا وَضَرَبَ هَذَا فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ))

[صحیح مسلم: کتاب البر والصلة، باب تحریم الظلم]

''کیا تم جانتے ہو کہ افلاس، بدحالی اور خسارے میں مبتلا کون ہوتا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ ہمارے ہاں مفلس اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے پاس درہم ودینار اور کسی قسم کا ساز وسامان نہ ہو۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا مفلس، کنگال اور خائب وخاسر وہ ہے جو قیامت کے دن اپنی نمازیں، روزے اور زکاۃ وصدقات لے کر دربارِ الٰہی میں حاضر ہوگا اور اس نے دنیوی زندگی میں کسی کو گالیاں دی ہوں گی ...... کسی پر بہتان باندھا اور تہمت لگائی ہوگی ...... کسی کا مال حرام طریقے سے ہڑپ کیا ہوگا ...... کسی کا خون بہایا ہوگا ...... اور کسی کو ناحق مارا ہوگا ......تو روزِ حشر اس کی نیکیاں ان مظلوموں اور اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے والوں کو دے دی جائیں گی۔ پھر اگر اس ظالم کی نیکیاں ختم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائیں گی اور لوگوں کے حقوق اس کے ذمہ واجب الادا ہوں گے تو ان مظلوموں کے حقوق کے برابر ان کے گناہ اس ظالم کے حساب اور نامۂ اعمال میں ڈال دیے جائیں گے۔اور پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔“

آپ اس حدیثِ مبارکہ کے الفاظ و معانی پر غور فرمائیں کہ رسولِ رحمت، سید البشر، خاتم الرسل جناب محمد مصطفی ﷺ نے کس خوبصورتی اور وضاحت سے خسارے کی حقیقت کو بیان فرمایا اور حقوق العباد کی اہمیت کو کیسے دلچسپ پیرائے میں ذکر فرما کر اپنے امتیوں کو آخرت کے خسارے سے بچنے کی تاکید و تلقین فرمائی ہے۔ ہم میں سے بعض لوگ ”حقوق اللہ“ کی ادائیگی میں بڑے مستعد ہوتے ہیں مگر حقوق العباد کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دیتے جبکہ اسلام حقوق اللہ اور حقوق العباد کے مجموعے کا نام ہے۔جس طرح حقوق اللہ کو ادا کرنے میں کوتاہی کا مرتکب قیامت کے دن خائب و خاسر ہوگا اسی طرح حقوق العباد کا خیال نہ رکھنے والا بھی نقصان و خسران میں مبتلا ہوگا۔اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو دونوں قسم کے حقوق صحیح طریقے سے ادا کرنے کی توفیق و سعادت نصیب فرمائے۔آمین

آیئے! قرآن و حدیث کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کون کون سے لوگ خسارے اور گھاٹے میں مبتلا ہیں اور وہ کون سے اعمال بد ہیں جن کا ارتکاب کرنے والوں کو کتاب و سنت میں خائب و خاسر قرار دیا گیا ہے۔

مشرک کا خسارہ :

شرک کا لغوی معنی شراکت اور حصہ داری ہے۔اصطلاحِ شریعت میں اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، افعال اور عبادات میں کسی دوسرے کو شریک، سہیم، ساجھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حصہ دار بنانے کا نام ''شرک'' ہے۔توحید اور شرک ایک دوسرے سے متضاد اور متخالف الفاظ ہیں۔اسلامی تعلیمات میں سب سے زیادہ زور توحید کے اثبات اور شرک کی نفی پر دیا گیا ہے۔کلمہ طیبہ اور کلمۂ شہادت کا آغاز ہی شرک کی نفی اور توحید کے اثبات سے ہوتا ہے۔قرآن مجید اور احادیث میں توحید کا موضوع بار بار بیان فرمایا گیا اور شرک کی بالتکرار نفی کی گئی ہے۔توحید الٰہی کا اقراری ''مُوَحِّدْ'' اور شرک کے مرتکب کو ''مُشْرِک'' کہا جاتا ہے۔

شرک انسان کے لیے دنیا اور آخرت میں گھاٹے کا سودا اور نقصان وخسران کا سبب ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ مشرک کے خسارے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ٥﴾[الحج:۳۱]

''اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا،اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا اسے دور دراز کی جگہ پر پھینک دے گی۔''

قرآن عزیز کی یہ آیت طیبہ اعلان کر رہی ہے کہ شرک کا انجام پستی،تباہی، بربادی اور ہلاکت ہے جبکہ توحید کا انجام سربلندی،عظمت،رفعت اور سرفرازی ہے۔ قرآن مجید میں مشرک کے خسران ونقصان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْنِّيْ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ٥ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنَ الْخَاسِرِينَ۝ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ۝﴾ [الزمر:٦٤ تا ٦٦]

''آپ اُن سے کہیے کہ اے جاہلو! کیا تم مجھے یہ مشورہ دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کروں؟ حالانکہ آپ کی طرف اور آپ سے پہلے لوگوں کی طرف وحی کی جا چکی ہے کہ اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کے عمل برباد ہو جائیں گے اور آپ خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ بلکہ آپ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کیجیے اور اس کے شکر گزاروں میں سے ہو جائیں۔''

یہ آیاتِ مبارکات واشگاف الفاظ میں اعلان فرما رہی ہیں اگر خدانخواستہ کوئی عظیم المرتبت انسان بھی شرک کا ارتکاب کرے تو وہ بھی دنیوی اور اخروی خسران نقصان میں مبتلا ہوگا اور شرک کی وجہ سے اس کے اعمال بھی ضائع کر دیے جائیں گے۔ شرک، کائنات کی سب سے بڑی ناانصافی، سنگین جرم اور بہت بڑا ظلم ہے۔ اس لیے اس جرمِ عظیم کا مرتکب اگر بغیر توبہ کے فوت ہو جائے تو اسے ابدی جہنمی، دائمی دوزخی اور عذاب الیم کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا ہم میں سے ہر شخص کی ذمہ داری ہے کہ وہ زندگی کے کسی حصے میں کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے شرک کی بُو آتی ہو کیونکہ شرک ایک ناقابلِ معافی جرم اور سراسر گھاٹا اور نقصان ہی نقصان ہے۔

امامِ کائنات، سیدِ وُلدِ آدم جناب احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے مکی دور میں ایک مرحلہ پر مشرکینِ مکہ آپ ﷺ سے سمجھوتہ اور معاہدہ کرنے پر تیار ہو گئے تھے البتہ شرط یہ تھی کہ آپ ﷺ ہمارے معبودوں کی مذمت، شرک کی تردید اور توحید کی تبلیغ نہ کریں۔ جب مشرکین کی طرف سے یہ شرط پیش کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر جناب محمد کریم ﷺ کو حکم فرمایا کہ آپ اپنی زبانِ نبوت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلان فرمائیں کہ میں تو اللہ رب العالمین کے سوا کسی کو معبود تسلیم ہی نہیں کرتا اور میری بعثت و نبوت کا اصل مقصد ہی شرک کی تردید اور توحید الٰہی کی ترویج ہے۔ اگر خدا نخواستہ میں شرک پر سمجھوتہ کرلوں تو یہ سراسر خسارے کا سودا اور نقصان کا سبب ہے لہٰذا میں شرک کی خاموش حمایت کر کے بھی اپنے لیے خسران و نقصان مول نہیں لے سکتا۔

قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے کہ اے رسول کریم ﷺ!

﴿قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ○ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ○﴾ [الزمر:۱۴،۱۵]

''آپ فرمادیجیے کہ میں تو اپنی بندگی کو اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خالص کرتے ہوئے صرف اسی کی عبادت کرتا ہوں۔ تو تم اس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو۔ آپ کہہ دیجیے کہ بلاشبہ نقصان اٹھانے والے تو وہ لوگ ہیں جنھوں نے قیامت کے دن اپنے آپ اور اپنے گھر والوں کو خسارے میں ڈال دیا۔ خبردار! یہی صریح خسارہ ہے۔''

قرآن حکیم کے یہ کلماتِ بابرکات بھی واضح فرما رہے ہیں کہ مشرک دنیا اور آخرت کے خسارے میں مبتلا اور نقصان کا شکار ہے۔ اس لیے ہر انسان کو شرک سے دور رہنے اور عقیدۂ توحید پر مضبوطی سے کاربند رہنے کی کوشش کرنی چاہیے ورنہ دنیا اور آخرت میں اسے خسارے، گھاٹے اور نقصان سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

اہل بدعت کا خسارہ:

حصولِ ثواب کی نیت سے دینِ اسلام میں کسی نئے طریقے کو ایجاد کرنے کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام ''بدعت'' ہے۔ بدعت سراسر گمراہی ،ضلالت اور خسارہ ہی خسارہ ہے۔ امُّ المومنین سیدہ عائشہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيْهِ فَهُوَ رَدٌّ))

[صحیح مسلم: کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور]

''جس نے ہمارے اس امر یعنی اسلام میں نئی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ چیز مردود یعنی ناقابلِ قبول ہے۔''

بدعات کی مذمت، تردید اور مخالفت میں کثرت سے احادیث مروی ہیں۔ مگر ہم یہاں صرف یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ کسی بھی بدعت کا ارتکاب بہرصورت گھاٹے کا سودا اور دینِ اسلام سے خارج ہونے کے مترادف ہے۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر خطبہ میں اللہ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا کرتے تھے:

((مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ إِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ)) [سنن نسائی: کتاب صلاة العیدین، باب کیف الخطبة]

''جسے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرما دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے (اس کی بد اعمالیوں کی وجہ سے) وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نصیب نہیں کر سکتا۔ بلاشبہ سب سے سچی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے اور تمام طریقوں میں سے بہترین طریقہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اور سب سے برا کام دین میں نئی چیزوں کا ایجاد کرنا ہے اور اسلام میں ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور ہر گمراہی کا انجام (جہنم کی) آگ ہے۔''

اس حدیث مبارکہ میں واضح طور پر دینِ اسلام میں نئی نئی ایجادات کو گمراہی، ضلالت اور جہنم کی آگ میں جانے کا سبب قرار دیا گیا ہے اور یہ بات بیان فرمائی گئی ہے کہ ہے کہ اصل دین اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید اور اس کے رسول جناب محمد ﷺ کی حدیث، سنت اور طریقہ ہے۔ قرآن وحدیث ہی جادۂ حق، صراط مستقیم اور ہدایت کا راستہ ہے۔ قرآن حکیم میں بدعت کا ارتکاب کرنے والوں کو ''اَخسرِیْنَ اَعْمالاً'' اعمال کے لحاظ بہت زیادہ خسارے کے حق دار قرار دیا گیا ہے بلکہ یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ بدعتی انسان کے تمام اعمال ضائع اور بے کار جائیں گے اور اس کی نیکیاں بھی اسے جہنم کے عذاب سے نجات نہ دلا سکیں گی۔ کیونکہ بدعات کی وجہ سے اس کے نیک اعمال کا وزن ہی نہیں کیا جائے گا۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝﴾ [الکہف:۱۰۳تا۱۰۵]

''فرمادیجیے کہ کیا ہم تمہیں اعمال کے اعتبار سے زیادہ سے زیاہ خسارہ پانے والوں کے بارے میں مطلع کریں؟ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کی کوشش دنیا کی زندگانی میں ہی ضائع ہوگئی اور وہ گمان کرتے ہیں کہ بے شک وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کی ملاقات سے انکار کیا تو ان کے اعمال برباد ہوگئے پس قیامت کے دن ہم ان کے اعمال کا کوئی وزن قائم نہیں کریں گے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر ہم اپنے گردونواح کا بغور جائزہ لیں تو ہمارا معاشرہ بدعات ورسومات سے بھرا پڑا ہے اور آج اکثر مسلمانوں نے ان بدعات کو ہی دین اور شریعت کا درجہ دے رکھا ہے اور ہمارے نام نہاد مذہبی راہنما بھی اپنے عقیدت مندوں کو انہیں رسومات پر پابندی سے عمل کرنے کی تلقین وتاکید کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جبکہ حصولِ ثواب کی خاطر کیے جانے والے ہر عمل سے پہلے اس امر کی تحقیق از حد ضروری ہے کہ کیا ہمارا یہ عمل قرآن مجید، حدیث رسول اور تعامل صحابہ سے ثابت ہے اگر ایسا ہے تو وہ عمل یقیناً اجر وثواب کا باعث ہے اور اگر وہ عمل قرآن وحدیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ثابت نہیں ہے تو وہ ثواب کی بجائے عذاب کا سبب ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ، ناقابلِ قبول اور مردود ہے۔

بدعات کی تفصیل اور اس کی مذمت کے بارے میں قرآنی آیات اور نبی کریم ﷺ کی احادیث کا احاطہ فی الوقت ہمارا مقصود نہیں ہے بلکہ ہم تو صرف یہ بات عرض کر رہے ہیں کہ قرآن مجید کی آیات بینات میں جن لوگوں کو ''خسارے میں مبتلا'' قرار دیا گیا ہے ان میں اہلِ بدعت بھی شامل ہیں اور بدعتی لوگ دنیا اور آخرت میں ''لَفِیْ خُسْرٍ'' کا مصداق بلکہ ''اَخْسَرِیْنَ اَعْمَالاً'' میں شامل ہیں۔

مجتہد العصر حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے سورت کہف کی ان آیاتِ طیبات کی بڑی خوبصورت تفسیر بیان فرمائی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''اَخْسَرِیْنَ اَعْمَالاً'' بیوپار سے مقصود نفع کمانا ہوتا ہے لیکن اگر نفع کی بجائے اصل راس المال میں کمی آجائے تو اسے خسران اور خسارہ کہتے ہیں اور کل راس

www.KitaboSunnat.com

المال ہلاک ہو جائے تو بہت خسارہ ہوا۔ اسی نقطۂ خیال سے دنیا داروں کو جو عاقبت سے غافل و بے پروا ہو کر دنیائے دون کے پیچھے مارے مارے پھرتے اور اپنی دماغی توجہ اور جسمانی قوت کو ہمہ تن دنیوی مقاصد ہی کی تحصیل میں لگائے رکھتے ہیں۔ اَخْسَرِیْنَ بصیغۂ اسم تفضیل کہا ہے کہ ایسے لوگ عالمِ عقبیٰ میں سب سے زیادہ خسارے میں رہیں گے کیونکہ انہوں نے عاقبت کے لیے تو کوئی کام نہیں کیا۔ جو کچھ کیا وہ سب دنیا کے لیے کیا اور دنیا کی نیت کی محنت اور اس محنت کی کمائی ہوئی دولت وحشمت عقبیٰ میں کچھ بھی کام آنے والی نہیں۔ پس بقاعدہ ''از یں سو اندہ دزاں سو درماندہ'' دونوں جہانوں میں خائب وخاسر رہے۔ اَعَاذَ نَا اللّٰهُ مِنْ ذٰلِکَ

یہ زندگی عاقبت کمانے کے لیے عطا ہوئی ہے اور اس میں اس زندگی کے لیے جو سعی وعمل کیا جاتا ہے وہ صرف اس لیے ہے کہ ہم گوشت پوست میں بہائم کی مثل ہیں۔ پس ہمیں اسکی پرورش کی بھی ضرورت ہے۔ چنانچہ حدیث میں فرمایا: ((اَجْمِلُوْا فِیْ طَلَبِ الدُّنْیَا))۔ الحدیث۔ [کنوز الحقائق] یعنی ''دنیا کی طلب میں اختصار کرو۔''

اسی کا حاصل مطلب یوں کہا گیا ''ہرچہ گیرید مختصر گیرید'' پس اسے بقدرِ ضرورت حاصل کر کے اصل نظر اس بات پر رکھنی چاہیے کہ آخر ایک دن یہاں سے بستر گول کرنا ہے۔ پس جس سامان کی وہاں ضرورت ہے اسے یہاں سے تیار کر کے لے جانا چاہیے ورنہ حسرت کھائیں گے۔ اور وہ حسرت کام نہیں آئے گی یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ یعنی اس دن انسان کہے گا۔ کاش! میں (کچھ) آگے بھیج لیتا۔ اپنی زندگی کے لیے'' [تفسیر سورت کہف: ص ۱۰۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نافرمانِ رسول ﷺ:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید فرقانِ حمید کی متعدد آیاتِ طیبات میں یہ قانون، ضابطہ اور اصول بیان فرمایا ہے اور اس کی کئی مثالیں ذکر فرمائی ہیں کہ تاریخِ انسانی کے ہر دور میں جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے نبیوں، رسولوں اور پیغمبروں کی اطاعت، فرماں برداری اور اتباع کی وہ کامیاب وکامران ٹھہرے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب، اس کی گرفت اور سزا سے بچالیا گیا اور جو رسولِ وقت کے نافرمان، بے ادب اور گستاخ ہوئے انہیں عذابِ الٰہی میں مبتلا کر دیا اور خسارے، گھاٹے اور نقصان کا مستحق قرار دے دیا گیا۔ قرآنی آیات کی روشنی میں سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم سے لے کر نبی آخر الزماں جناب محمد مصطفیٰ ﷺ تک اگر اقوامِ عالم کا مطالعہ کیا جائے تو ہر جگہ یہی اصول کارفرما نظر آئے گا کہ ہر دور کے نبی کا نافرمان...... چاہے وہ اس کا اپنا رشتہ دار اور بیٹا ہی کیوں نہ ہو...... پیغمبر کی بیوی کیوں نہ ہو...... رسول کا چچا اور قریبی عزیز کیوں نہ ہو...... اگر وہ رسول کا نافرمان ہے تو عذاب کا مستحق اور خسارے کا شکار ہے اور نبی کا ماننے والا، اُس کی فرمابرداری کرنے والا اور اتباعِ رسول کا فریضہ سرانجام دینے والا اجنبی، بیگانہ، ناواقف اور کسی بھی قوم، قبیلے اور خاندان کا فرد کیوں نہ ہو وہ خسارے سے محفوظ، عذاب سے مامون اور کامیاب وکامران ہے۔

آیئے! ارشارات کی زبان میں نافرمانِ رسول کے خسارے کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم پر شرک اور رسولِ وقت کی نافرمانی کے باعث جب سیلاب کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو صرف وہی لوگ عذاب سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محفوظ رہے جو جناب نوح علیہ السلام کے فرماں بردار تھے۔اور نافرمانوں پر آسمان سے عذاب کا پانی برسا، زمین سے پانی باہر آیا اور وہ تنور جہاں سے آگ کے شعلے بلند ہوتے تھے وہاں سے پانی کے فوارے ابلنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف پانی ہی پانی پھیل گیا۔سیدنا نوح علیہ السلام کوشش، خواہش اور دعوت کے باوجود اپنے صاحبزادے کو عذاب،نقصان اور خسارے سے نہ بچا سکے۔کیونکہ رسولِ وقت کا نافرمان تھا اس لیے باپ کی نگاہوں کے سامنے غرق آب ہوکر خائبین وخاسرین میں شامل ہوگیا۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی اتباع اور فرمابرداری کرنے والوں کو بحر قلزم سے پار لگانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے بہتے دریا میں بارہ راستے بنادیے اور جناب موسیٰ علیہ السلام کے نافرمانوں کو فرعون سمیت اسی دریا میں غرق کر کے ان کا نام ونشان مٹادیا۔یہ کوئی ایک واقعہ یا ایک قوم کا حال نہیں بلکہ خالقِ کائنات نے ہماری نصیحت وعبرت کے لیے قرآن عزیز میں کئی قوموں کے حالات، واقعات اور حکایات کو بیان فرمایا ہے اور سب کا خلاصہ اور نتیجہ یہی ہے کہ اپنے دور کے نبی کے فرماں بردار کامیاب وکامران اور نافرمان وگستاخ تباہی، بربادی، ہلاکت اور خسران کا شکار ہیں۔

اسی اصول ،ضابطے اور قانون کے مطابق ہمارے آقا ومولا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے لے کر تا قیامِ قیامت جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرماں بردار واطاعت گزار ہے وہ دنیا اور آخرت میں فوز وفلاح حاصل کرنے والا ہے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان وحکم عدول ہے وہ اُس جہاں اور اس جہان میں خائب وخاسر اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذلیل وخوار ہے۔فرمانِ الٰہی ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝﴾ [النور:٦٣]

’’پس اس رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ انہیں کسی بڑی آزمائش میں مبتلا کر دیا جائے یا انہیں دردناک عذاب پہنچ جائے۔‘‘

نبی کریم جنابِ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ سے جب مشرکینِ مکہ نے عجیب وغریب قسم کے معجزات اور خرقِ عادات امور کا مطالبہ کیا اور ان مطلوبہ معجزات کے ظہور کو ہی آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کی علامت اور نشانی قرار دیا اور واضح طور پر اعلان کر دیا کہ جب تک آپ ہماری خواہش کے مطابق معجزات کا ظہور نہیں کرتے ہم کسی صورت آپ کو اللہ تعالیٰ کا سچا نبی اور رسول ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں تو اللہ رب العالمین نے جواباً آپ ﷺ کی زبانِ حق ترجمان سے کہلوایا کہ معجزہ ظاہر کرنا کسی پیغمبر، نبی اور رسول کا اختیار نہیں ہے بلکہ معجزہ تو دراصل قدرتِ الٰہی کا اظہار اور براہِ راست اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے البتہ اس کا صدور نبی کے ہاتھوں ہوتا ہے اور تمہارے ہر مطالبے کے جواب میں تمہارا مطلوبہ معجزہ پیش کرنا میرا اختیار نہیں بلکہ اللہ کی صواب دید اور اسی کی مرضی پر منحصر ہے۔اور دوسری بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے مطالبے پر اپنے نبی کے ذریعے اپنی قدرت سے معجزے کا ظہور فرمادے اور پھر وہ قوم معجزہ دیکھنے کے بعد بھی اس نبی اور رسول پر ایمان نہ لائے تو ایسی قوم پر یقیناً اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو جاتا ہے جیسا کہ جنابِ صالح علیہ السلام سے ان کی قوم ثمودیوں نے اونٹنی کا معجزہ طلب کیا لیکن معجزہ کا ظہور ہونے کے بعد جب وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان نہ لائے تو انہیں تباہ و برباد اور ہلاک کر دیا گیا۔

قرآنی آیات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کفارِ مکہ کے بار بار مطالبات کے باوجود ان کے مطلوبہ معجزات اس لیے ظاہر نہیں فرمائے گے کہ اگر معجزات دیکھنے کے بعد بھی وہ لوگ ایمان نہ لاتے تو انہیں عذابِ الیم کے ذریعے تباہ و برباد کر دیا جاتا اور اللہ تعالیٰ کو اہل مکہ کی تباہی منظور نہ تھی کیونکہ اس کے علم میں تھا کہ انہیں میں سے بعض لوگ خود اور بعض کی اولادیں سعادت اندوزِ اسلام ہو کر تبلیغِ دین، اشاعتِ دین اور ترویج دین کے لیے بیش بہا خدمات سرانجام دیں گی۔ اسی اصول کہ معجزات کے ظہور کے بعد قبول اسلام نہ کرنے والے اور رسولِ اکرم ﷺ کی نافرمانی کرنے والے باطل پرست نقصان، خسران اور گھاٹے میں مبتلا ہیں ...... کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ فَاِذَا جَاءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾[المومن:۷۸]

''اور کسی رسول کا یہ اختیار نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر از خود کوئی معجزہ لے آئے پھر اللہ تعالیٰ کا حکم آیا تو حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا گیا اور وہاں غلط کار (رسول کے نافرمان) لوگ ہی خسارے میں رہے۔''

یہ آیت طیبہ وضاحت فرما رہی ہے کہ رسول پاک ﷺ کے وفادار و اطاعت شعار کامیاب و کامران ٹھہرے اور رسول اکرم ﷺ کے نافرمانوں کے حصہ میں ذلت، رسوائی اور خسران و نقصان کے سوا کچھ نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنے محبوب پیغمبر جناب محمد کریم ﷺ کا حقیقی فرماں بردار اور اطاعت گزار بننے کی توفیق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصیب فرمائے۔آمین۔شاعر مشرق نے بالکل سچ فرمایا ہے کہ:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

الحمد للہ! ہماری دعوت، ہمارا مشن اور ہماری تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز ومحور یہی ہے کہ ہم لوگوں کو خاتم النبیین، رحمۃ اللعالمین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع اور فرماں برداری کی دعوت دیتے ہیں۔آپ جانتے ہیں کہ مختلف مذہبی جماعتوں کے قائدین اور مبلغین لوگوں کو اماموں، بزرگوں، فقیروں، پیروں، مفتیوں، زندوں اور مردوں کی طرف بلاتے ہیں مگر ہم لوگوں کو تمام اکابر کے احترام واکرام کے باوجود دعوت دیتے ہیں تو صرف اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید اور اس کے آخری رسول جناب محمد کریم ﷺ کے فرمان ذی شان اور آپ کی اطاعت کی دعوت دیتے ہیں اور ہمارا اعلان وایقان یہ ہے کہ دنیا اور آخرت کی کامیابی وکامرانی کا راز مضمر اور پوشیدہ ہے تو امام الرسل ﷺ کی حقیقی اتباع اور فرمابرداری میں ہے۔جو سرورِ کونین ﷺ کا وفادار ہے وہ دنیا اور آخرت میں سرخرو اور عزت کا حقدار ہے اور جو امام کائنات ﷺ کا نافرمان ہے وہ دنیا میں نقصان اور آخرت میں خسران کا شکار ہے۔ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ○ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ○﴾

''قسم ہے زمانے کی۔یقیناً انسانوں کی اکثریت خسارے میں مبتلا ہے۔''

بے ایمان اور کافر:

اسلام کے بنیادی عقائد...... ① اللہ تعالیٰ پر ایمان ② اللہ تعالیٰ کے فرشتوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ایمان ③ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں پر ایمان ④ اللہ تعالیٰ کے رسولوں اور نبیوں پر ایمان ⑤ آخرت پر ایمان اور ⑥ تقدیر الٰہی پر ایمان لانے والے خوش قسمت شخص مومن جبکہ ان عقائد یا ان میں سے کسی عقیدے کے انکاری کو بے ایمان اور کافر کہا جاتا ہے۔ قرآن عزیز میں ''مومن اور کافر'' کو ایک دوسرے کے مقابل ذکر کیا گیا ہے اللہ کریم کا فرمان ذی شان ہے:

﴿هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ وَّاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ [التغابن:۲]

''وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا۔ پس تم میں سے کوئی کافر ہے اور کوئی مومن اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔''

قرآن حکیم کی متعدد آیات مبارکات میں اس امر کی صراحت اور وضاحت کی گئی ہے کہ بے ایمان اور کافر انسان دونوں جہانوں میں ہی خسران و نقصان میں مبتلا ہے۔ نہ اسے دنیا میں قرار و سکون میسر آئے گا اور نہ ہی آخرت میں آرام و اطمینان حاصل ہو گا۔ ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ [آل عمران:۸۵]

''اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔''

نامور محقق اور مفسر حضرت مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت طیبہ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس آیت کے مخاطب ہٹ دھرم اور متعصب قسم کے اہل کتاب ہیں۔ خواہ وہ یہودی ہوں یا نصاریٰ، یہ دونوں فریق آنے والے نبی کے منتظر تھے۔ کیونکہ نبی آخرالزمان کی بشارت تورات میں بھی موجود تھی اور انجیل میں بھی۔ لیکن جب وہ رسول مبعوث ہوگیا تو ان لوگوں نے اس پر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ وجہ یہ تھی کہ یہود، یہ سمجھتے تھے کہ وہ ہمارے مذہب کی تائید کرے گا اور عیسائی یہ سمجھتے تھے کہ کہ وہ یہود کے مقابلے میں ان کا ساتھ دے گا۔ لیکن جب ان کی یہ تمنا بر نہ آئی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر انہی یہود و نصاریٰ میں سے کچھ ایسے لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے جنہوں نے برملا شہادت دی کہ یہ وہی رسول ہے جس کی شہادت ہماری کتابوں میں موجود ہے اور وہ ایمان بھی لے آئے۔ متعصب لوگوں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔''

بہرحال اس آیت میں اعلان فرما دیا گیا ہے کہ دین اسلام کو چھوڑ کر کسی اور نظریہ حیات کو اپنانے والا دراصل گھاٹے کا سودا کر رہا اور اپنے آپ کو جان بوجھ کر خسارے میں مبتلا کر رہا ہے۔ سورت مائدہ میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالۡاِیۡمَانِ فَقَدۡ حَبِطَ عَمَلُہٗ وَ ہُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ۝﴾ [المائدۃ:۵]

''اور جو کوئی ایمان کا انکار کرے تو یقیناً اس کے عمل برباد ہوگئے اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔''

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے بنیادی عقائد اور ایمانیات کا انکار ہی وہ بدنصیب کرے گا اور کفر کا راستہ وہی اختیار کرے گا جسے خسارے میں مبتلا رہنا اور نقصان کا شکار ہونا پسند ہو۔ ارشاد ہوا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾[الانعام:١٢]

''جن لوگوں نے اپنے آپ کو خود خسارے میں ڈالا تو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔''

ایسے بدنصیب جن کے برے اعمال وافعال اور بدعقیدگی کے باعث اسلام قبول کرنے کی امید نہ رہے تو ان کے قلوب واذہان پر ان کی ضد، ہٹ دھرمی اور تعصب کی وجہ سے مہر لگا دی جاتی ہے پھر آخرت کا خسارہ ہی ان کا مقدر ہوتا ہے اور وہ خائب وخاسر قرار دیے جاتے ہیں۔قرآن حکیم اعلان فرما رہا ہے کہ

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ سَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ○لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ○﴾[النحل:١٠٧،١٠٩]

''اور اللہ تعالیٰ کفر کرنے والی قوم کو ہدایت نہیں دیتا یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں اور ان کی آنکھوں پر (ان کے انکار کے باعث) مہر لگا دی ہے۔اور یہی لوگ غفلت کا شکار ہیں یقیناً یہی لوگ آخرت میں خسارہ پانے والے ہیں۔''

اللہ رب العزت نے کتاب ہدایت کی سورت عنکبوت میں اسی مضمون کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ

﴿وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ○﴾[العنكبوت:٥٢]

''اور جو لوگ باطل (یعنی جھوٹ) پر ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا تو یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔''

اور یہ تمام اور ان جیسی دیگر آیات مبارکات اس امر کو واضح فرما رہی ہیں کہ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کی توحید کا انکاری اور اسلام کے دیگر عقائد کا منکر درحقیقت جان بوجھ کر خسارے میں مبتلا ہو رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو اس کے لیے ہدایت کا راستہ متعین فرما دیا ہے مگر یہ بدنصیب عمداً راہِ ہدایت کی بجائے ضلالت وگمراہی اختیار کر رہا اور اپنے آپ کو خسارے کا شکار کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا اور آخرت کے خسران ونقصان سے محفوظ و مامون فرمائے۔ آمین

منافقین......خاسرین:

قرآن حکیم کی متعدد آیات طیبات میں منافقین کو بھی خاسرین یعنی خسارہ پانے والوں میں شمار کیا گیا ہے۔ آیئے! پہلے منافقت کا معنی اور مفہوم سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

منافق کی جمع منافقین ہے جس کا معنی ہے نفاق یا منافقت کرنے والا۔ نفاق کا ماخذ ''نَـفَـقٌ'' ہے جو پہاڑ یا زمین کی ایسی سرنگ کو کہا جاتا ہے جس کے دو منہ اور راستے ہوتے ہیں ایک راستہ اندر داخل ہونے کے لیے اور دوسرا باہر نکلنے کے لیے، تو منافق کا لغوی معنی ہے ''ایک طرف سے داخل ہو کر دوسری طرف سے نکل جانے والا'' اصطلاحِ شریعت میں منافق سے مراد وہ شخص ہے جو ایک دروازے سے دین اسلام میں داخل ہو اور دوسرے دروازے سے نکل جائے یعنی ایسا انسان جس کے دل میں کفر چھپا ہوا ہو اور وہ زبان سے ایمان کا دعویٰ کرے۔ لہٰذا منافقین ایسے افراد واشخاص کو کہا جاتا ہے جو اپنے اسلام وایمان کا زبانی اقرار واظہار کریں لیکن دل میں اسے برا سمجھیں اور اسلام کو نقصان پہنچانے کی سازشیں اور کوششیں کریں۔ علامہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن کثیر رحمہ اللہ منافقین کا مفہوم واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''اگر چہ منافقین بھی کافروں میں شامل ہوتے ہیں مگر اپنے کفر وشرک پر مکروفریب کا پردہ ڈالتے ہیں، نفاق کی حقیقت یہ ہے کہ انسان نیکی کا اظہار کرتا ہے اور شر کو اندر ہی اندر چھپائے رکھتا ہے۔''

آپ نے معاشرے میں ایسے سینکڑوں افراد دیکھے ہوں گے جو کسی کے سامنے اس کی تعریف وتوصیف میں زمین وآسمان کے قلابے ملاتے ہیں، اسے اپنی وفاداری کا یقین دلاتے ہیں اور اس کے ہمدرد، خیر خواہ اور معاون ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر اس کی غیر موجودگی میں اس کی مخالفت کرتے، اس کی خامیاں بیان کرتے اور لوگوں کو اس سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے ہی عیار، شاطر اور کمینہ صفت افراد کو ''منافقین'' کہا جاتا ہے۔ اس قسم کے افراد کھلے عام مخالفت کرنے والوں اور واضح دشمنوں سے زیادہ خطرناک، نقصان دہ اور پریشانی کا باعث بنتے ہیں۔ اسی لیے اس قماش کے لوگوں کو ''مارِ آستین'' یعنی آستین کا سانپ کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حاسدوں کے حسد، دشمنوں کی دشمنی، مخالفوں کی مخالفت اور منافقوں کی سازشوں سے محفوظ ومامون فرمائے۔ آمین۔

قرآن کریم کی مختلف آیات مبارکات میں منافقین کی بری خصلتوں، اہل ایمان کے خلاف سازشوں اور بدعہدیوں کی تفصیلات بیان فرمائی گئی ہیں تاکہ اہل ایمان ان کے ظاہری احوال اور دعویٰ ایمان سے دھوکا نہ کھائیں اور انہیں اپنا خیر خواہ اور مخلص خیال کرتے ہوئے کہیں ان کے جال میں پھنس نہ جائیں۔ ہم تفصیل میں جائے بغیر منافقین کی قبیح عادات اور بری خصلتوں کی ایک مختصر فہرست پیش کرنے پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکتفا کرتے ہیں۔

۱) ایمان کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے۔

۲) اہل ایمان کو دھوکا دینے والے۔

۳) کفر کی بیماری دل میں چھپانے والے۔

۴) اصلاح پسندی کا دعویٰ کرنے والے۔

۵) معاشرے میں فساد و بدامنی پھیلانے والے۔

۶) مومنین کو بے وقوف سمجھنے والے۔

۷) صالحین و ابرار کا مذاق اڑانے والے۔

۸) دو رُخی اختیار کرنے والے۔

۹) اہل ایمان کی بدخواہی کرنے والے۔

۱۰) لوگوں کو کفر کی تلقین کرنے والے۔

۱۱) جھوٹی قسمیں کھانے والے۔

۱۲) قبول اسلام سے روکنے والے۔

۱۳) دینی احکام پر بے دلی سے عمل کرنے والے۔

۱۴) ابن الوقت اور موقع پرست۔

۱۵) قرآن وسنت سے روگردانی کرنے والے۔

۱۶) جہاد سے بھاگنے والے۔

www.KitaboSunnat.com

۱۷) بے سمجھ اور بے وقوف۔

۱۸) تیز زبان اور دولت کے حریص۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹) بے علم و بے شعور۔

۲۰) برائی کا حکم دینے والے اور نیکی سے روکنے والے۔

منافقین کی انہیں بدکرداریوں، بدعہدیوں، سازشوں اور مکروفریب کی وجہ سے قرآن عزیز میں ان کے عبرتناک انجام کا بار بار ذکر کیا گیا ہے اور واضح فرمایا گیا ہے کہ منافقانہ کردار کے حامل افراد دنیا میں ذلیل ورسوا کر دیے جاتے ہیں اور آخرت میں دردناک عذاب میں مبتلا کیے جائیں گے۔ ہم قرآن حکیم کی صرف ان آیات مقدسات کو باترجمہ پیش کرنا چاہتے ہیں جس میں انہیں ''خائب وخاسر'' اور نقصان وخسران کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا هِيَ حَسْبُهُمْ وَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّ اَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَ خُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝﴾ [التوبۃ: ۶۸، ۶۹]

''منافق مردوں، منافق عورتوں اور کافروں سے اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ کا وعدہ کر رکھا ہے جس میں وہ ہمیشہ مبتلا رہیں گے اور وہ عذاب انہیں کافی ہے۔ اور ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔ یہ انہی لوگوں کی طرح ہیں جو ان سے پہلے تھے۔ وہ لوگ تم سے زیادہ طاقت ور اور مال واولاد کے اعتبار سے تم سے بڑھ کر تھے۔ انہوں نے اپنے مقدر کے مزے لوٹے اور تم نے اپنے مقدر کے۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے اپنے مقدر کے مزے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوٹے تھے۔اورتم بھی انہی باتوں میں پڑ گئے جن میں وہ پڑے تھے۔ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت میں برباد ہو جائیں گے اور یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔''

قرآن مجید، فرقانِ حمید کی سورت حج میں منافقوں کے کردار اور انجام کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ منافق انسان ہمیشہ کفر اور اسلام کے درمیان لڑھکا رہتا ہے اور پوری طرح اسلام میں داخل نہیں ہوتا۔وہ اس انتظار میں رہتا ہے کہ اگر اسلام کے اظہار میں کوئی فائدہ پہنچنے کی توقع ہوئی تو اس کا اعلان کردے گا اور اگر اظہارِ ایمان میں نقصان نظر آیا تو آسانی سے کفر کی طرف سرک جائے گا۔ایسے لوگ دینی اور دنیوی دونوں لحاظ سے خسارے، گھاٹے اور نقصان میں رہتے ہیں۔دینی نقصان تو یہ ہے کہ ایسے منافقین جہنم کے نچلے گڑھے میں ہوں گے اور دنیوی نقصان یہ ہوتا ہے کہ کافر انہیں اپنا ہمدرد اور خیر خواہ نہیں سمجھتے اور مسلمان بھی انہیں اپنا مخلص، معاون اور مددگار تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔اس طرح منافقوں کو ''دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا'' کے مصداق کہیں بھی عزت و سرخروئی نصیب نہیں ہوتی۔اللہ رب العزت منافقین کے اسی دنیوی اور اور اخروی نقصان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَیْرُ نِ اطْمَاَنَّ بِهٖ وَ اِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ نِ انْقَلَبَ عَلٰی وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ﴾ [الحج:11]

''اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو کنارے پر (کھڑا ہو کر) اللہ تعالیٰ کی عبادت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے اگر اسے کچھ فائدہ پہنچے تو مطمئن ہو جاتا ہے (یعنی اسلام پر اطمنان کا اظہار کرتا ہے) اور اگر کوئی آزمائش آن پڑتی ہے تو الٹا پھر جاتا ہے۔ایسا شخص دنیا اور آخرت میں خسارے کا شکار ہو گیا اور یہی صریح خسارہ ہے۔''

مختصر یہ کہ منافقین کے لیے دنیا میں بھی ذلت ،رسوائی ،پریشانی، پشیمانی، حیرانی ،غم ،فکر ،افسوس ،صدمہ ،اذیت ،دشواری اور نقصان ہی نقصان ہے اور آخرت میں بھی ان کا مقدر لعنت ،ذلت ،زحمت ،عذاب اور خسارہ ہی خسارہ ہے ایسے ہی بدنصیب انسانوں کے لیے سورت عصر اعلان کر رہی ہے کہ:

﴿إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ﴾

''بلاشبہ انسانوں کی اکثریت خسارے میں مبتلا ہے۔''

حقیقت یہ کہ اگر قرآن حکیم کا بغور مطالعہ کیا جائے تو مومن صادق اور منافق کاذب کا فرق واضح نظر آجاتا ہے کہ:

- مومن مخلص ہوتا ہے......اور......منافق مفاد پرست۔
- مومن عاجز ہوتا ہے......اور......منافق متکبر۔
- مومن منکسر المزاج ہوتا ہے......اور......منافق مغرور۔
- مومن فرماں بردار ہوتا ہے......اور......منافق نافرمان۔
- مومن خیر خواہ ہوتا ہے......اور......منافق بے وفا۔
- مومن سچا ہوتا ہے......اور......منافق جھوٹا۔
- مومن با اعتماد ہوتا ہے......اور......منافق بے اعتماد۔
- مومن امانت دار ہوتا ہے......اور......منافق بددیانت۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ مومن وعدے کا پکا ہوتا ہے......اور......منافق بدعہد و مکار۔

❁ مومن وفادار ہوتا ہے......اور......منافق غدار۔

❁ مومن عبادت گزار ہوتا ہے......اور......منافق عبادت سے بیزار۔

❁ مومن سنت کا شیدائی ہوتا ہے......اور......منافق ہر جائی ہوتا ہے۔

آخرت پر ایمان نہ لانے والے:

اسلام کے چھ بنیادی عقائد میں سے ایک اہم عقیدہ، آخرت پر ایمان لانا ہے۔ جس کا مختصر مفہوم یہ ہے کہ اس امر پر کامل یقین رکھا جائے کہ یہ دنیا عارضی، فانی اور ختم ہو جانے والی ہے۔ ہر ذی روح کے لیے موت کا ایک وقت مقرر ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کبریا کے علاوہ کسی چیز کے لیے بقا و دوام نہیں ہے اور موت کی آغوش میں چلے جانے کے بعد انسان کلی طور پر فنا نہیں ہو جاتا بلکہ صرف جسم فنا ہوتا ہے اور روح باقی رہتی ہے۔ ایک ایسا وقت ضرور آئے گا جب اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے انسان کی روح کو جسم میں منتقل کر کے اسے دوبارہ زندگی عطا فرمائے گا اور ہر انسان کو اس کے اچھے اور برے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ صالحین و ابرار جنت کے مستحق قرار پائیں گے جبکہ کافرین و اشرار کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اسی جزا و سزا کے دن کو ''یوم الدین'' یوم القیامۃ، یوم الآخرۃ اور اللہ سے ملاقات کا دن کہا جاتا ہے۔

روزِ آخرت پر ایمان کی اہمیت وحیثیت کے باعث اسے قرآنی آیات میں بالتکرار اور بار بار بیان فرمایا گیا ہے اور اس دن کے منکروں، آخرت کو جھٹلانے والوں اور ملاقاتِ الٰہی کا انکار کرنے والوں کو واشگاف الفاظ میں کافر، بے ایمان اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا وآخرت میں خسران ونقصان کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ارشادِالٰہی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ○ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ○﴾[النمل:۴،۵]

''بے شک جولوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے تو ہم نے ان کے لیے ان کے اعمال کوخوشنما بنا دیا ہے پس وہ سرگرداں پھرتے ہیں۔یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے برا عذاب ہے اور وہی آخرت میں سب سے زیادہ خسارہ پانے والے ہیں۔''

اس آیت کریمہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ آخرت کے دن پر ایمان نہ لانے والے روزِ قیامت سب سے زیادہ خسارہ پانے والے ہوں گے اوران کے اُخروی خسارے کی نوعیت یہ ہوگی کہ انہیں دردناک،خوفناک اور عبرتناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا اور روزِ حشر انہیں کوئی عذابِ الٰہی سے چھڑا اور بچا نہ سکے گا۔قرآنِ حکیم کے گیارھوں پارے میں اسی حقیقت کو یوں بیان فرمایا گیا ہے کہ

﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ○﴾ [یونس:۴۵]

''تحقیق اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو جھٹلانے والے ہی خسارے میں مبتلا رہے اور وہ ہدایت پر چلنے والے بھی نہیں ہیں۔''

اور کتابِ الٰہی کا ساتواں پارہ بھی اعلان کررہا ہے کہ:

﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوا يَا حَسْرَتَنَا عَلَىٰ مَا فَرَّطْنَا فِيهَا وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ﴾ [الانعام:۳۱]

''یقیناً خسارے میں رہے وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو جھٹلایا یہاں تک کہ جب ان کے پاس قیامت اچانک آئے گی تو وہ کہیں گے ہائے افسوس! اس کوتاہی پر جو ہم سے سرزد ہوئی اور وہ اپنے (گناہوں کے) بوجھ اپنی پشتوں پر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔خبردار! برا ہے وہ بوجھ جو وہ لوگ اٹھائیں گے۔''

اللہ رب العزت کی ملاقات کا انکار کرنے والے، آخرت کو جھٹلانے والے اور روزِ جزا کی تکذیب کرنے والے قیامت کے دن جس خسارے، گھاٹے اور نقصان میں مبتلا ہوں گے۔ان آیات طیبات میں اس کی قدرے تفصیل بیان کی گئی ہے کہ ایسے بدنصیب، میدانِ حشر میں

① اپنے دنیوی اعمال وافعال اور حرکات وسکنات پر اظہارِ ندامت اور افسوس کریں گے۔

② اپنے گناہوں اور بدعقیدگی کا بوجھ اپنے پشتوں اور کندھوں پر اٹھائیں پھریں گے۔

③ اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے روز حشر سرگرداں، حیراں اور پشیماں ہوں گے۔

④ دنیا میں جن اعمال پر فخر کیا کرتے تھے اب انہیں اعمال پر پچھتاویں گے۔

⑤ برا اور دردناک عذاب ہی ایسے لوگوں کا مقدر ہوگا۔

⑥ یہ لوگ خائب وخاسر قرار دے کر دوزخ میں پھینک دیے جائیں گے۔

............لہٰذا............

ہر انسان کو اس عارضی، فانی اور چند روزہ زندگی میں آخرت کی فکر کرنی چاہیے، حشر کی کامیابی کے لیے محنت کرنی چاہیے اور روز جزا کی سرخروئی کی خاطر اپنے عقائد واعمال کا محاسبہ کرنا چاہیے اور دنیا وآخرت کے خسارے اور نقصان سے محفوظ رہنے کی کوشش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ذکر الٰہی سے اعراض کرنے والے:

ذکر الٰہی کا معنی اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا، اس کی حمد و ثنا کرنا، اس سے گناہوں کی معافی طلب کرنا، اس کی بڑائی، کبریائی اور یکتائی بیان کرنا، اس کے انعامات واحسانات کا تذکرہ کرنا اور اس کے احکام کے مطابق زندگی گزارنا ہے۔ ذکرِ الٰہی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی قربت، محبت اور رحمت حاصل کرنا، اس سے تعلق مضبوط و مستحکم کرنا اور دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی حاصل کرنا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر سے اعراض انسان کو غفلت کا شکار اور رحمت الٰہی سے دور کر دیتا ہے بلکہ قرآن عزیز کے مطابق ذکرِ خداوندی سے روگردانی کرنے والے خسران ونقصان میں مبتلا ہو کر جنت سے دور اور جہنم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنْسَاهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ أُولٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ﴾ [المجادلۃ: ١٩]

''ان لوگوں پر شیطان غالب آ گیا تو اس نے انہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر بھلا دیا، یہی لوگ شیطان کا گروہ ہیں۔ خبردار! شیطانی لشکر ہی خسارہ پانے والے ہیں۔''

آپ نے قرآنی الفاظ غور پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر فراموش کر دینے والوں کو شیطانی لشکر، شیطان کا گروہ اور شیطانی جماعت قرار دے کر خسارے اور گھاٹے میں مبتلا ہونے والوں میں شمار کیا گیا ہے۔ لہٰذا سورت عصر میں جن بدقسمتوں کو ''لَفِیْ خُسْرٍ'' کا مصداق ٹھہرایا ان میں ذکر الٰہی سے روگردانی کرنے والے بھی شامل و داخل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآنی آیات میں اہل اللہ، عباد الرحمٰن اور نیک لوگوں کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝﴾ [آل عمران:۱۹۱]

''وہ لوگ جو کھڑے، بیٹھے اور پہلوؤں پر لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں غور وفکر کرتے ہوئے (کہتے ہیں) اے ہمارے رب! تو نے یہ (سارا کچھ) بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ تو (شرک) سے پاک ہے ۔پس ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرمالے۔''

ذکر الٰہی کی بدولت انسان کو قلبی سکون، فطری راحت اور دلی اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ فرمانِ ربانی ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِکْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝﴾ [الرعد:۲۸]

''وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ مطمئن ہوتے ہیں۔ آگاہ رہو! اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ہی دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔''

اس حقیقت میں قطعاً کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ۔

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

ذکر الٰہی کی اہمیت وافادیت، فوائد ونتائج اور ثمرات وبرکات ہمارا فی الوقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موضوع نہیں ہے۔ بلکہ ہم تو اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ کی تفسیر وتشریح میں ان بدبختوں، بدنصیبوں اور بدقسمتوں کا تذکرہ کررہے ہیں جو خسارے میں مبتلا اور نقصان کا شکار ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے منہ موڑنے والے، یادِ الٰہی سے غافل رہنے والے اور ذکر الٰہی سے اعراض کرنے والے بھی شامل ہیں۔ اللہ رحیم وکریم اپنے صاحبِ ایمان بندوں کو مخاطب کر کے حکم فرماتا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۝﴾ [المنافقون:۹]

''اے اہل ایمان! تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولادیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔ اور جو کوئی یہ کام کرے (یعنی ذکر الٰہی سے غافل ہو جائے) تو وہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبح وشام، لیل ونہار، دن رات بلکہ ہر وقت اور ہر لمحہ اپنی یاد اور ذکر میں گزارنے کی سعادت نصیب فرمائے اور ہمارا حال یہ ہو جائے کہ

ہمارا شغل ہو راتوں کو رونا یادِ دلبر میں
ہماری نیند ہو محوِ خیال یار ہو جاتا

حضرات! یاد رکھیے کہ ذکرِ الٰہی کی ایک بہترین صورت اور اعلیٰ ترین قسم ''نماز کی پابندی'' ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ ذی شان ہے:

﴿اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۝ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ۝﴾
[طٰہٰ:۱۴]

''بلاشبہ میں ہی اللہ تعالیٰ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس تم میری عبادت کرو اور میرے ذکر کے لیے نماز قائم کیا کرو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمداً ،قصداً اور ارادۃً نمازوں کو ترک کرنے والا ،نمازوں کو باقاعدگی اور پابندی سے نہ پڑھنے والا اور نمازوں کو ضائع کرنے والا بھی قیامت کے دن خائبین وخاسرین میں سے ہوگا ۔اور نمازوں میں کوتاہی اور سستی کرنے کے باعث جہنم کا ایندھن بنا دیا جائے گا ۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ نبوت سے سنا ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ))

[جامع ترمذی: کتاب الصلاۃ ،باب ماجاء ان اول مایحاسب بہ العبد یوم القیامۃ الصلاۃ]

''یقیناً قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا ۔ اگر نماز درست ہوئی تو وہ فلاح ونجات پا جائے گا ۔اور اگر نماز کے حساب میں ناکامی ہوئی تو وہ شخص خائب وخاسر ہو جائے گا ۔یعنی گھاٹے اور نقصان میں مبتلا ہوگا ۔''

اللہ ارحم الراحمین ہم سب کو نمازوں کی پابندی کر کے قیامت کے دن کامیابی اور کامرانی حاصل کرنے کی سعادت نصیب فرمائے اور تمام اہل ایمان کو دنیا اور آخرت کے خسارے سے محفوظ ومامون فرمائے ۔آمین ۔

بخیل سرمایہ دار:

قرآن وحدیث کی روشنی میں اب تک سات قسم کے افراد واشخاص کا ذکر کیا گیا ہے جو خسارے میں مبتلا ،نقصان کا شکار اور گھاٹے میں پڑے ہوئے ہیں ۔ آٹھویں قسم کے خائب وخاسر وہ سرمایہ دار ،مال دار جاگیر دار ،صاحبِ ثروت اور مال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ودولت کے پجاری ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عطاء کردہ مال ودولت میں سے راہِ للہ کرنے، غرباء ومساکین کی خدمت کرنے، یتامیٰ کی کفالت کرنے، بیوگان پر خرچ کرنے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں تقسیم کرنے کی بجائے بخل اور کنجوسی سے کام لیتے اور اپنے مال کو گن گن کر جمع رکھتے اور دن رات اس کی حفاظت میں لگے رہتے ہیں۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍo الَّذِىۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗo يَحۡسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخۡلَدَهٗo كَلَّا لَيُنۡۢبَذَنَّ فِى الۡحُطَمَةِo وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا الۡحُطَمَةُ o نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُo الَّتِىۡ تَطَّلِعُ عَلَى الۡاَفۡـِٕدَةِ oاِنَّهَا عَلَيۡهِمۡ مُّؤۡصَدَةٌoفِىۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍo﴾ [سورت ھمزہ]

''ہر عیب جو، غیبت کرنے والے کے لیے ہلاکت ہے، وہ جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا۔ وہ سمجھتا ہے کہ بلاشبہ اس کا مال اس کے پاس ہمیشہ رہے گا، ہرگز نہیں یقیناً وہ حطمہ میں پھینکا جائے گا۔ اور آپ کیا جانے کہ حطمہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔ وہ جو دلوں تک پہنچتی ہے۔ بے شک وہ آگ ان پر ہر طرف سے لمبے لمبے ستونوں میں بند کر دی جائے گی۔''

یہ سورتِ مقدسہ واضح فرمارہی ہے کہ مالِ دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے والا سرمایہ دار، دولتِ دنیا کو گن گن کر جمع کرنے والا مال دار اور کنجوسی وبخل کرنے والا دنیا دار، ہلاکت، تباہی، بربادی، خسارے، گھاٹے اور نقصان میں مبتلا ہے اور روزِ حشر ایسے بدنصیب کو ہر طرف سے گھیرنے والی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ اور اس کی دولت، مال اور سرمایہ اس کے کسی کام نہیں آئے گا بلکہ یہی مال اس کی بربادی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تباہی کا باعث ہوگا۔

یاد رکھیے! بنیادی طور پر مال و دولت کوئی بری چیز اور لائق نفرت شے نہیں ہے بلکہ حلال، جائز اور درست ذرائع سے کمایا ہوا مال انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان اور نجات کا سامان ہے بشرطیکہ اس میں سے اللہ تعالیٰ کا حق ''زکوٰۃ'' ادا کیا جائے، غریبوں کا خیال کیا جائے، فقرا اور مساکین کی خدمت کی جائے، معاشرے کے پسماندہ طبقات کی صدقات و خیرات کے ذریعے کفالت کا بندوبست کیا جائے تو ایسی دولت انسان کے لیے وبالِ جان، وجہ نقصان اور باعثِ خسران کی بجائے عزت کا نشان اور کامیابی و کامرانی کا سامان ہے۔ اور اگر بالفرض سر پر دولت جمع کرنے کا جنون سوار ہو جائے، حلال و حرام کی تمیز ختم ہو جائے، جائز اور ناجائز کا امتیاز مٹ جائے اور آدمی کنجوسی اور بخل کو ہی اپنا وطیرہ اور شعار بنا لے تو ایسے مالدار یقیناً خسران و نقصان اٹھائے گا اور دولت و ثروت اسے گھاٹے سے بچا نہ سکے گی۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ اس وقت خانہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے فرما رہے تھے۔

((هُمُ الْأَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، هُمُ الْأَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ قُلْتُ مَا شَأْنِيْ أَيُرَى فِيَّ شَيْءٌ مَا شَأْنِيْ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ، فَمَا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَسْكُتَ، وَتَغَشَّانِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ، فَقُلْتُ مَنْ هُمْ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْأَكْثَرُوْنَ أَمْوَالًا، إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا))

[صحیح بخاری: کتاب الایمان والنذور، باب کیف کان یمین النبی ﷺ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کعبہ کے رب کی قسم! وہی لوگ بہت زیادہ خسارہ اٹھانے والے اور گھاٹا پانے والے ہیں۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کیا مجھ میں کوئی خسارے والی بات ہے؟ اور کیا آپ ﷺ نے مجھ میں کوئی گھاٹا پانے والی بات دیکھی ہے؟ مجھے کیا ہوا ہے؟ بہرحال میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ مسلسل یہی فرما رہے تھے کہ ''وہ لوگ بہت زیادہ خسارہ پانے والے ہیں'' مجھ سے خاموش نہ رہا گیا اور جو اللہ تعالیٰ نے چاہا مجھ پر طاری ہو گیا یعنی میں آپ ﷺ کا بار بار فرمان سن کر گھبرا گیا۔ میں نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آخر فرمائیے وہ خسارہ پانے والے کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہی، مال ودولت کو کثرت سے جمع کرنے والے سوائے ان کے جو اسے دائیں، بائیں اور سامنے (یعنی ہر طرف) اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں۔''

یہ حدیث رسول اس امر پر شاہدِ عدل اور واضح دلیل ہے کہ دولت کو بہت زیادہ جمع کرنے والے، مال کی کثرت کی ہوس، حرص اور خواہش رکھنے والے اور اسے راہِ للہ خرچ کرنے والے۔ خسارہ پانے والے، نقصان اٹھانے والے اور گھاٹے کا سودا کرنے والے ہیں۔ لہٰذا ہم سے ہر شخص کو چاہیے کہ حلال اور جائز ذرائع سے مال کمائے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا حق 'زکوۃ' صدقات اور خیرات کی صورت میں غرباء، مساکین محتاجوں، تنگ دستوں، معذوروں، بے نواؤں، بے کسوں، بے بسوں، یتیموں، بیوگان اور معاشرے کے پسماندہ افراد کی خدمت، معاونت اور کفالت کرتا رہے تاکہ گھاٹا پانے والوں کی بجائے فلاح ونجات حاصل کرنے والوں میں شمار کیا جا سکے۔ سورت عصر کا اعلان ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝﴾

دیگر خسارہ پانے والے:

سورت عصر کی دوسری آیت مقدسہ کی تعبیر وتفسیر میں چند بڑے جرائم، کبیرہ گناہ اور ایسے اعمال وافعال کا ذکر کیا گیا ہے جن کا ارتکاب کرنے والوں کو قرآن وحدیث میں خسارہ پانے والے قرار دیا گیا ہے۔ چند ایسے قبیح اعمال اور بڑے گناہ بھی ہیں جن کے مرتکبین کو نقصان اٹھانے والے، گھاٹا پانے والے اور خائب وخاسر فرمایا گیا ہے۔ مگر وقت کے اختصار کے باعث ان کی تفصیل بیان کرنا ممکن نہیں اس لیے آخر میں صرف ان کی فہرست پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

قرآن عزیز کے آٹھویں پارے میں ''قتلِ اولاد'' جیسا قبیح جرم کرنے والوں کو خسارہ پانے والا کہا گیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ [الانعام:۱۴۰]

''تحقیق خسارے میں رہے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو بے وقوفی سے قتل کیا۔''

کتابِ الٰہی کے پہلے پارے میں عہدِ الٰہی کو توڑنے والے ''قطع رحمی کے مرتکب اور زمین میں فساد برپا کرنے والے کو بھی گھاٹا پانے والا قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝﴾

[البقرہ:۲۷]

''وہ لوگ، جو اللہ تعالیٰ کا عہد، اسے پختہ کرنے کے بعد توڑتے ہیں اور اس چیز کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توڑتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اور زمین میں فساد کرتے ہیں۔ یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔"

اسی طرح آیاتِ الٰہی کو جھٹلانے والوں، اللہ رب العالمین کی راہ (یعنی توحید) سے روکنے والوں اور بے صبری کا اظہار کرنے والوں کو بھی خائبین وخاسرین میں شمار کیا گیا ہے۔ ایسے ہی بدنصیب انسانوں کا تذکرہ کرتے ہوئے سورت عصر میں فرمایا گیا ہے کہ

﴿وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝﴾

"قسم ہے زمانے کی بلاشبہ انسانوں کی اکثریت خسارے میں مبتلا ہے۔"

اس نقصان وخسران اور گھاٹے سے کیسے بچا جا سکتا ہے۔ اس کا ذکرِ خیر ان شاء اللہ العزیز آئندہ خطبہ جمعہ میں کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ تمام اہل ایمان کو دنیا اور آخرت کے گھاٹے اور خسارے سے محفوظ ومامون فرما کر دنیوی اور اخروی کامیابیاں اور کامرانیاں نصیب فرمائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر ۵

ایمان کی حقیقت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ اَمَّا بَعْدُ
فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo
﴿وَالْعَصْرِo إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍo إِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِo﴾

”قسم ہے زمانے کی! بے شک انسان البتہ خسارے میں ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی“

حمد وثناء، تعریف وتقدیس اور تسبیح وتحمید کے لائق صرف اور صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا، جس کی کوئی ابتداء اور انتہاء نہیں ہے۔ جو وحدہٗ لاشریک، علیٰ کل شئی قدیر اور لطیف وخبیر ہے، وہی ساری کائنات کا خالق، مالک، رازق اور حاکم ہے، وہی معبود ومسجود اور موجود ومقصود ہے

ساری دنیا ہے تیری سارا زمانہ تیرا
جسے سنتا ہوں وہی کہتا ہے فسانہ تیرا

لاتعداد اور بے شمار درود وسلام اور برکات نازل ہوں محسنِ انسانیت، رحمتِ کائنات، سید ولد آدم، رحمۃ للعالمین، خاتم النبین، شفیع المذنبین جناب محمد مصطفیٰ، احمدِ مجتبیٰ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر جن پر اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں اور اہلِ ایمان کو آپ ﷺ پر درود شریف پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

تمہیدی الفاظ:

اللہ رب العالمین کے خصوصی فضل وکرم اور انعام واحسان کی بدولت سورت عصر کی پہلی دو آیات مقدسات کی تفسیر میں اس سورت مبارکہ کے فضائل ،قسم کے احکام ومسائل، انسانیت کے اعزازات وامتیازات اور کون کون لوگ خسارے میں مبتلا ہیں، کے موضوعات بیان ہو چکے ہیں۔اب انشاءاللہ العزیز اسی سورت مقدسہ کی تیسری آیت کریمہ کے ابتدائی الفاظ ''اِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا'' کا مفہوم بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی۔اللہ رب العزت کے دربار عالی شان میں دست بستہ اور عاجزانہ التجاء ہے کہ وہ قرآن وسنت کے مطابق عرض کرنے ،آپ احباب کو توجہ سے سماعت فرمانے اور پھر ہم سب کو قرآن وحدیث کے احکام پر عمل پیرا ہونے کی سعادت نصیب فرمائے۔آمین یاربُّ العالمین۔

اللہ احکم الحاکمین نے اس سورت عظیمہ کے آغاز میں قسم کھا کر یہ بات بیان فرمائی ہے کہ انسانوں کی اکثریت گھاٹے ،نقصان اور خسران کا شکار ہے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا دنیا اور آخرت کے خسارے اور نقصان سے بچنے اور کامیابی حاصل کرنے کو کوئی صورت ہے بھی یا نہیں؟ تو اس سورت کی تیسری اور آخری آیت میں اسی سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ دنیوی اور اُخروی خسارے سے وہ لوگ محفوظ رہ سکتے ہیں جن میں یہ چار اوصاف وخصوصیات موجود ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱) اُن کا ایمان، عقیدہ اور نظریہ درست اور صحیح ہو۔

۲) وہ زندگی بھر نیک اعمال بجالاتے رہیں۔

۳) اپنی اصلاح کے بعد دوسروں کو حق کی تاکید و تلقین کریں۔

۴) اصلاحی کوششوں کی پاداش میں پیش آنے والی مشکلات و مصائب پر خود بھی صبر کریں اور دوسروں کو بھی صبر و استقامت کی نصیحت و وصیت کرتے رہیں۔

جن سعادت مند، خوش نصیب اور نیک بختوں میں یہ چار خصائل و خصائص موجود ہوں گے وہ نہ صرف خسران اور گھاٹے سے بچے رہیں گے بلکہ دنیا اور آخرت میں کامیاب و کامران ہوں گے، دنیوی سرخروئی اُن کا مقدر ہو گی، اُن کی قبر روشن اور جنت کا باغ بنادی جائے گی، میدانِ حشر میں وہ معزز و مکرم ٹھہریں گے اور نعمتوں بھری جنات اُن کی منتظر ہوں گی اور رضائے الٰہی کا اعزاز عظیم اُنہیں عطا فرمایا جائے گا۔ اور وہ لوگ روز حشر ''دیدارِ الٰہی'' سے لطف اندوز ہوں گے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝﴾

''زمانے کی قسم! بلاشبہ انسانوں کی اکثریت خسارے کا شکار رہے سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے، نیک اعمال کئے، ایک دوسرے کو حق کی تلقین کی اور ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کرتے رہے۔''

ایمان کا مفہوم:

اس سورت مبارکہ میں کامیابی کے حصول، سعادت دارین اور نجات و فلاح کے جو چار اصول بیان فرمائے گئے ہیں اُن میں پہلا اُصول ''ایمان'' ہے۔ لہٰذا آج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خطبہ میں انشاء اللہ العزیز ایمان کے مفہوم، اہمیت، افادیت، اور حقیقت کو بیان کرنے کو کوشش کی جائے گی۔

لفظ ''ایمان'' اَمَــنُ سے مشتق ہے جس کا لغوی معنی سکون و امان اور اطمینان ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے

((اَلْمُؤمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰی اَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ))

[سنن ابن ماجہ: کتاب الفتن، باب حرمۃ المومن و مالہ]

''مومن وہ ہے جس کی طرف سے لوگ اپنے مالوں اور جانوں کے بارے میں پرامن ہوں۔''

اس حدیثِ طیبہ میں اُس شخص کو مومن قرار دیا گیا ہے جس سے لوگوں کے اموال، جانیں، اور عزت و آبرو محفوظ و مامون رہیں اور عوام اُس سے سکون اور اطمینان محسوس کریں۔

''ایمان'' کا لغوی معنی ''تصدیق'' بھی ہے جیسا کہ کتاب الٰہی کی سورت یوسف میں سیدنا یعقوب علیہ السلام کے سامنے برادران یوسف کا قول بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے اپنے والد محترم سے عرض کی:

﴿وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ﴾ [یوسف: ۱۷]

''اور آپ ہماری بات کی تصدیق کرنے والے نہیں ہیں اگرچہ ہم سچے ہی کیوں نہ ہوں۔''

اس آیت طیبہ اور حدیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ ''ایمان'' کا لغوی معنی تصدیق، اعتماد، یقین، اور امن و سکون ہے اور شرعی اصطلاح میں رسول اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو احکام، اصول اور ارکان لے کر تشریف لائے ان سب پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقین واعتماد کرنے اور اُن کی تصدیق وتائید کرنے کا نام ''ایمان'' ہے۔ ایمان کی بنیادی شرائط نیک اعمال ہیں لہٰذا ہر مومن کیلئے لازم ہے کہ رسول محترم ﷺ کی تعلیمات وارشادات اور احکام وارکان پر یقین واعتماد کرتے ہوئے اسلامی عقائد وارکان کا زبان سے اقرار کرے، دل سے تصدیق کرے اور اُن کے مطابق اعضاء وجوارح سے اعمال وافعال بھی سرانجام دے۔ اگر کوئی شخص صرف زبانی اقرار کرے مگر دل سے تصدیق وتائید نہ کرے تو ایسا شخص مومن کہلانے کا حقدار نہیں ہے اور اگر کوئی دل سے تو تصدیق تائید کرے مگر زبان سے اظہار واقرار کرے نہ کرے تو ایسا شخص بھی اہلِ ایمان میں شمار نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی دل سے تصدیق بھی کرے اور زبان سے اقرار بھی کرے مگر احکام اسلام پر عمل نہ کرے تو ایسے شخص کو بھی مومن کامل نہیں کہا جائے گا یعنی اُخروی نجات، جہنم سے آزادی اور دخولِ جنت کیلئے یہ تینوں چیزیں لازم ہیں اور جمہور علماء کے ہاں ان تینوں اُمور کے مجموعے کا نام ''ایمان'' ہے۔

(۱) اقرار باللسان۔

(۲) تصدیق بالجنان۔

(۳) عمل بالارکان۔

اس تشریح وتفصیل سے یہ امر واضح ہوگیا کہ قبولِ ایمان اور انکارِ ایمان کے حوالے سے انسان تین گروہوں میں منقسم ہوتے ہیں۔

(۱) ایسے خوش نصیب لوگ جو اسلامی اعتقادات پر دل وجان سے اعتماد ویقین کرتے ہوئے زبان سے اقرار کریں اور احکامِ اسلام پر پوری طرح عمل پیرا ہوں انہیں ''مومن'' کہا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) وہ بدنصیب اشخاص جو اسلامی نظریات و اعتقادات کے سراسر منکر اور باغی ہوں اُنہیں شرعی اصطلاح میں ''کافرین'' کہا جاتا ہے۔

(۳) ایسے بدفطرت اور مفاد پرست عناصر جو زبانی طور پر اسلامی عقائد و افکار کو قبول کرنے کا اظہار و اعلان کریں مگر دلی طور پر وہ اسلامی اعتقادات کو تصدیق و تائید نہ کریں ایسے بدطینت لوگوں کو ''منافقین'' کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے۔

قرآن حکیم کی متعدد آیات مبارکہ میں اِن تینوں گروہوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

مومنین اور صادقین:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی آخری مقدّس، معظّم اور متبرّک کتاب قرآن مجید فرقان حمید کی سینکڑوں آیات طیبات میں اہلِ ایمان کے اوصاف و خصوصیات، امتیازات و اعزازت اُن پر ہونے والی نوازشات و عنایات اور اُن کے اعمال و اعتقادات اور نظریات و تصورات کا ذکر فرمایا ہے۔ ہم طوالت کے خوف سے صرف تین آیات مبارکات پر اکتفا کرتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّيْنَ وَآتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّائِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوْا وَالصَّابِرِيْنَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِيْنَ الْبَأْسِ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾ [البقرہ:۱۷۷]

''اور لیکن نیکی اُس شخص کی (قبول) ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور آخرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دن پر یقین کرے اور فرشتوں، کتابوں اور نبیوں کو برحق تسلیم کرے اور مال کی محبت کے باوجود اُسے قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوال کرنے والوں کو دے اور (اپنا مال) گردنوں کو چھڑانے میں (خرچ کرے) اور نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے اور (اہل ایمان وہ ہیں) جو اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہیں جب وہ وعدہ کرلیں اور وہ تنگدستی وتکلیف میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے سچ کہا اور یہی لوگ پرہیز گار ہیں''۔

اس آیت طیبہ میں اعتقادات اور صالح اعمال کا اکٹھا ذکر کرنے سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ ایمان وعمل کا چولی دامن کا ساتھ ہے لہٰذا محض عقائد اسلام پر اظہارِ اعتماد کرکے کامیابی کا حصول ناممکن ہے بلکہ ایمانیات کے ساتھ اعمال صالحہ کی انجام دہی بھی ضروری اور لازمی ہے۔ اس آیت میں جن بنیادی ارکان کی نشاندہی فرمائی گئی ہے وہ یہ ہیں:

① اللہ تعالیٰ پر ایمان۔

② آخرت پر ایمان۔

③ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان۔

④ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں پر ایمان۔

⑤ اللہ تعالیٰ کے نبیوں پر ایمان۔

ایمان کے اِن ارکان کی تشریح تو ہم ان شاء اللہ العزیز بعد میں کریں گے۔ فی الحال صرف یہ حقیقت معلوم کرلیں کہ ایمان کے ان بنیادی ارکان کے ساتھ نیک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعمال کو بھی شامل کیا گیا ہے مثلاً فرمایا کہ نیک وصالح شخص وہ ہے جو

(۱) اپنا مال (ضرورت) محبت کے باوجود قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں محتاجوں، مسافروں، سائلوں اور لوگوں کو غلامی سے نجات دلانے میں خرچ کرتا ہے۔

(۲) نماز باقاعدگی اور پابندی سے قائم کرتا ہے یعنی بروقت اور سنت نبوی کے مطابق پڑھتا ہے۔

(۳) اپنے مال کی سال بعد پورا حساب کر کے زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔

(۴) جب کسی سے عہد و پیمان کرتا ہے تو اپنے وعدے کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔

(۵) اگر خدانخواستہ زندگی کے کسی موڑ پر تنگ دستی اور تکلیف آجائے، جہاد فی سبیل اللہ کے مراحل میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑ جائے تو وہ مصائب و آلام پر صبر کرتا ہے۔

یہ ہیں وہ عقائد و اعمال جنہیں اس آیات طیبہ کی زینت بنایا گیا ہے ہم کمیں سے ہر شخص کو اپنے عقائد و اعمال کا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا ہم ان احکام پر پوری طرح عمل پیرا ہیں۔ اگر ہیں تو اللہ رب العزت کا شکر ادا کرنا چاہیے جس نے ہمیں اپنا فرماں بردار بندہ بننے کی سعادت نصیب فرمائی اور اگر نظریات و اعتقادات اور اعمال و افعال میں کچھ کمزوریاں ہے............ میرا خیال ہے کہ ہم میں سے اکثر لوگوں میں بہت زیادہ کمزوریاں ہیں............ تو اُنہیں دور کرنے کی کوشش اور فکر کرنی چاہیے اور بارگاہ الٰہی میں دُعا کرنی چاہیے کہ وہ ہم سب کو اپنا حقیقی فرماں بردار بننے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

کتاب الٰہی کے چھبیسوں پارے میں ارشاد ہوتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أُولٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾ [الحجرات:١٥]

''یقیناً حقیقی مومن تو وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (جناب محمد مصطفیٰ ﷺ) پر ایمان لائے۔ پھر وہ شک میں مبتلا نہیں ہوئے اور انہوں نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہی لوگ سچے مومن ہیں۔''

قرآن کریم کے پہلے پارے میں کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے مومنین، متقین، اور مفلحین وصالحین کے عقائد واعمال کے ذکرِ خیر کرتے ہو فرمایا:

﴿الٓمٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ ○ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ○ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ○ أُولٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○﴾ [البقرہ:١تا٥]

''الٓمٓ۔ یہ کتاب ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے (یہ کتاب) اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لئے ہدایت ہے وہ لوگ جو غیب (اَن دیکھی) چیزوں پر ایمان لائے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے اُنکو دیا اُس میں سے کچھ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اُس پر جو آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے اور جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا ہے اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے نیک راہ پر ہیں اور یہی لوگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلاح پانے والے ہیں۔"

آپ نے غور فرمایا کہ کتاب اللہ کے اِن تینوں مقامات پر اسلامی اعتقادات ونظریات اور نیک اعمال کو یکجا کر کے بیان کیا گیا ہے لھٰذا اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں ہونا چاہیے کہ دنیوی کامرانی، قبر کے آرام وسکون، حشر کی سرخروئی، جہنم سے آزادی، جنت کے دخول وحصول اور آخرت کی کامیابی کے لئے عقائد کی دوستی کے ساتھ اعمال صالحہ کا ہونا بھی اشد ضروری ہے کیونکہ

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
کہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

کافرین ومنکرین:

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ جو بدنصیب وبدبخت انسان اسلام کے بنیادی عقائد وارکان کا سرے سے انکار کر دیں۔ اسلامی نظریات وافکار کو تسلیم نہ کریں اور توحید ورسالت پر ایمان لانے کے لیے تیار نہ ہوں۔ ایسے باغیوں، سرکشوں اور اسلام کے دشمنوں کو "کافرین ومنکرین" کہا جاتا ہے۔ ایسے لوگ ابدی دوزخی، دائمی جہنمی اور ہمیشہ کے لئے عذابِ الٰہی میں مبتلا رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا﴾ [الفتح:١٣]

"اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول (محمد ﷺ) پر ایمان نہ لایا تو بلاشبہ ہم نے ایسے کافروں کے لئے بڑھکتی ہوئی آگ تیار کی ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم کے چھٹے پارے میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول مکرم ﷺ کی رسالت پر ایمان نہ لانے والوں کو ''اصلی کافر'' کہا گیا ہے فرمانِ ربانی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيْدُوْنَ أَنْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًاo أُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًاo﴾[النساء:۱۵۰تا۱۵۱]

''بیشک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول کے ساتھ کفر کرتے (یعنی اُن کا انکار کرتے) ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسولوں کے درمیان (ایمان لانے کے اعتبار سے) تفریق کرنا چاہتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم بعض کے ساتھ ایمان لائے اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور اس کے درمیان کوئی راہ اختیار کرنا چاہتے ہیں یہی لوگ اصلی کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کا انکار کرنے والوں اور رسالت محمدی پر ایمان نہ لانے والوں کو نہ صرف کافر قرار دیا ہے بلکہ قرآنی آیات میں ایسے لوگوں کو ملعون یعنی لعنتی قرار دیا ہے۔ دوسرے پارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَo خَالِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَo﴾[البقرہ:۱۶۱تا۱۶۲]

''بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور وہ کفر کی حالت میں مر گئے تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے وہ اس (لعنت اور عذاب) میں ہمیشہ رہیں گے اُن سے عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اُنہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہلت دی جائے گی۔''

یہ آیت کریمہ دُنیا بھر کے کافروں، منکروں اور دینِ اسلام کے باغیوں کو دعوت دیتی ہے کہ آؤ! اسلام کے دامنِ عفو سے وابستہ ہوکر، اقرارِ توحید کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جاؤ، اپنے سابقہ گناہوں، خطاؤں اور لغزشوں کی معافی مانگ لو اور آئندہ زندگی میں اپنے عقائد واعمال کی اصلاح کرلو تو تمھاری نجات وفلاح ہوسکتی ہے بصورت دیگر اگر تمہیں کفروانکار کی حالت پر ہی موت آگئی تو پھر تمھیں اللہ تعالیٰ کی لعنت، اُسکے دردناک عذاب اور ذلت ورسوائی سے کوئی نہیں بچا سکتا، پھر جہنم تمہارا ٹھکانہ، آگ تمہارا مستقر اور لعنت تمہارا مقدر ہوگا۔

منافقین ومخالفین:

اسلامی عقائد کو قبول وتسلیم کرنے اور نہ کرنے کے اعتبار سے تیسری قسم ''منافقین'' کی ہے۔ایسے بدباطن وبدطینت لوگ جو اپنے دنیوی مفادات کی خاطر قبولِ اسلام کا لبادہ اوڑھ لیں اور ظاہری طور پر اسلام کے عقائد ونظریات اور افکار و اعتقادات کی تصدیق وتائید کا زبانی اعلان واظہار کریں اور بوقت ضرورت اسلامی احکام پر بظاہر عمل بھی کریں مگر قلبی، باطنی اور دلی طور پر اسلام کی حقانیت اور صداقت کی تصدیق وتائید نہ کریں بلکہ اُن کی ہمدردیاں اور تعاون دشمنانِ دین اور مخالفینِ اسلام کے ساتھ ہو۔اُنہیں ''منافقین'' کہا جاتا ہے۔اس قسم کے لوگ کھلے عام مخالفت کرنے والوں، اسلام کا انکار کرنے والوں اور واضح دشمنی کرنے والوں سے زیادہ خطرناک، نقصان دِہ اور پریشانی کا باعث ہوتے ہیں اس لئے اس قماش کے لوگوں کو ''مارِ آستیں'' کہا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن عزیز کی سینکڑوں آیات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بینات میں ''منافقین'' کی اسلام دشمنی، عیاری، مکاری اور مفاد پرستی کو بیان کر کے اُن کی مذمت فرمائی اور منافقت کا راستہ اختیار کرنے والوں کو جہنمی اور دوزخی بلکہ جہنم کے سب سے نیچے والے گڑھے کا مستحق قرار دیا ہے۔ آیئے! چند قرآنی آیات کا مطالعہ کرتے ہیں اور منافقین کی حرکاتِ قبیحہ سے آگاہی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کتابِ الٰہی کے اٹھائیسوں پارے کی ایک سورت کا نام ''منافقون'' ہے۔ اس کی ابتدائی آیات یہ ہیں:

﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ o اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ o ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ o وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ o﴾ [المنافقون: ۱تا۴]

''جب منافقین آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ''ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں'' اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بلاشبہ آپ اُس کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ یہ بھی گواہی دیتا ہے کہ یقیناً منافقین جھوٹے ہیں (کیونکہ وہ آپ کے رسول ہونے کی شہادت صرف زبانی دیتے ہیں جبکہ اُن کے دل اس کی تصدیق وتائید نہیں کرتے) اُنہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنایا ہوا ہے (کہ وہ جھوٹی قسموں کے ذریعے مسلمانوں کو اپنے ایمان کا یقین دلا کر اپنا مال وجان محفوظ کر لیتے ہیں) اس طرح وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں بلاشبہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بُرا کام ہے جو وہ کرتے ہیں۔ یہ اسلئے ہے کہ وہ (زبانی) ایمان لائے پھر اُنہوں نے (دل سے) کفر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مہر لگا دی۔ اب وہ نہیں سمجھتے اور جب آپ اُنہیں دیکھتے ہیں تو آپ کو اُن کے جسم اچھے لگتے ہیں اور اگر وہ کوئی بات کریں تو آپ سنتے ہی رہ جائیں گویا کہ دیواروں کے ساتھ لگائی ہوئی لکڑیاں ہیں وہ (بزدل ایسے ہیں کہ) ہر بلند آواز کو اپنے ہی خلاف گمان کرتے ہیں وہ (تمھارے پورے) دشمن ہیں لھذا اُن سے ہوشیار (چوکنا) رہیں، اللہ تعالیٰ اُن کو ہلاک کرے وہ کہاں بہکائے جاتے ہیں۔''

قرآن کریم کے اٹھارھویں پارے میں منافقین کے زبانی اظہارِ ایمان اور قلبی انکار کی حقیقت کو ان الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے:

﴿وَيَقُوْلُوْنَ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِنْهُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَمَا أُولٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ٥﴾ [النور:۴۷]

''اور وہ (منافق) کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور (اُسکے) رسول پر ایمان لائے پھر اُن میں ایک فریق نے (ایمان و اطاعت سے) منہ پھیر لیا اور یہ لوگ ایماندار نہیں ہیں۔''

اللہ رب العالمین نے قرآن مجید، فرقانِ حمید میں منافقین کی جو خامیاں، غلطیاں اور برائیاں بیان فرمائی ہیں ہم یہاں اُنکی ایک فہرست پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں تا کہ گفتگو طویل بھی نہ ہو اور موضوع کا کوئی پہلو تشنہ بھی نہ رہے۔ قرآن عزیز فرماتا ہے کہ منافقین:

(۱) قرآن وسنت سے روگردانی کرنے والے ہوتے ہیں۔ (النساء:۶۱)

(۲) منافقین دھوکہ باز ہوتے ہیں۔ (النساء:۱۴۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) منافقین جھوٹے، دروغ گواہ اور کذاب ہوتے ہیں۔ (المنافقون:۱)

(۴) وہ جہاد سے بھاگنے والے ہوتے ہیں۔ (الاحزاب:۱۳)

(۵) منافقین برائی کا حکم دینے والے۔

(۶) نیکی سے روکنے والے۔

(۷) کنجوس اور بخیل۔

(۸) اللہ تعالیٰ کو فراموش کرنے والے نافرمان ہیں۔ (التوبہ:۶۷)

(۹) اہلِ نفاق جھوٹی قسمیں کھانے والے ہیں۔ (التوبہ:۷۴)

(۱۰) وہ تیز زبان اور مال کے حریص ہوتے ہیں۔ (الاحزاب:۱۹)

(۱۱) بے سمجھ، نادان اور بے وقوف ہوتے ہیں۔ (المنافقون:۱۱،۱۲)

(۱۲) بے علم و بے شعور ہوتے ہیں۔ (المنافقون:۸)

(۱۳) زمین پر فساد برپا کرنے والے مگر اصلاح کے دعویدار ہیں۔ (البقرہ:۱۱،۱۲)

(۱۴) نمازوں میں سست (صرف لوگوں کو اپنے ایمان کا یقین دلانے کے لئے نمازیں پڑھتے ہیں۔

(۱۵) ریاکار (اہلِ ایمان کو دکھلانے کے لئے نیکیاں کرے ہیں۔)

(۱۶) اللہ تعالیٰ کا ذکر برائے نام کرنے والے ہوتے ہیں۔ (النساء:۱۴۲)

قرآنی آیات میں بیان کردہ منافقین کی ان سولہ ۱۶ خامیوں کے علاوہ رسولِ محترم ﷺ نے بھی منافقین کی بعض علامات ونشانیاں بیان فرمائی ہیں۔ مثلاً

(۱۷) منافق وعدہ خلاف۔

(۱۸) خائن و بددیانت۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۹) بدعہد اور غدار۔

(۲۰) گالی گلوچ کرنے والے ہوتے ہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب خصال المنافق)

ان آیات طیبات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہوگیا ہے کہ زبان سے اظہارِ ایمان کرنے والے مگر دل سے اس کی تصدیق نہ کرنے والا (اگرچہ بظاہر عمل بھی کرتا ہو) وہ مومن وصاحب ایمان نہیں ہوسکتا اور ایسے شخص کو اہلِ ایمان میں شمار نہیں کیا جا سکتا بلکہ وہ قرآنی اصطلاح میں منافق ہے اور منافق کا انجام جہنم ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ۝﴾[النساء:۱۴۵]

''بلاشبہ منافقین جہنم کے سب سے نیچے والے طبقے (حصے) میں ہوں گے اور تم ہرگز اُن کا کوئی مددگار نہیں پاؤ گے۔''

قرآنِ کریم میں کافروں اور منافقوں کا انجام ایک ہی بتایا گیا ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ۝﴾

[النساء:۱۴۰]

''یقیناً اللہ تعالیٰ سب منافقوں اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے''

کتابِ الٰہی کا دسواں پارہ اعلان فرما رہا ہے کہ:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيمٌ ۝﴾[التوبہ:۶۸]

''اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں پر جہنم کی آگ کا وعدہ فرما چکا ہے۔ یہ اُس عذاب میں ہمیشہ رہیں گے وہ عذاب ہی اُن کے لئے کافی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اُن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اُن کے لئے دائمی عذاب ہے۔"

یہ قرآنی آیات طیبات واشگاف الفاظ میں اعلان فرما رہی ہیں کہ ایمان واسلام کا صرف زبانی دعویٰ اس وقت تک انسان کی کامیابی کا ضامن نہیں ہوسکتا جب تک اسے دلی، قلبی اور باطنی طور پر تصدیق وتائید حاصل نہ ہو اور صرف اظہارِ تصدیق بھی نجات وفلاح کا ذریعہ نہیں بن سکتی جب تک اعمالِ صالحہ کی دولت اور نیک اعمال کا ذخیرہ موجود نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

ایمان اور اسلام:

شرعی امور پر گفتگو کرتے ہوئے عام طور پر "ایمان اور اسلام" کے الفاظ بکثرت استعمال کئے جاتے ہیں اس لئے اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ ان الفاظ کے معانی ومفاہیم کی وضاحت کردی جائے تاکہ عام لوگ کسی الجھن کا شکار نہ ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ "ایمان" تصدیق کا نام ہے جس کا تعلق دل کے ساتھ اور زبان دل کی ترجمان ہے یعنی کسی چیز کی تصدیق وتائید ہمیشہ پہلے دل سے ہوتی ہے اور پھر زبان سے اظہار واقرار اور اعتراف کیا جاتا ہے اور "اسلام" کا معنی اطاعت وفرماں برداری کرنا ہے اور فرماں برداری واطاعت اعضائے جسمانی اور جوارح سے ہوتی ہے۔ لہٰذا اسلام کے بنیادی عقائد ونظریات کو دل کی گہرائیوں سے قبول کرنے، قلبی تصدیق کرنے اور زبان سے اس کے اظہار واقرار کو "ایمان" کہا جاتا ہے اور اُن عقائد وافکار اور نظریات کے مطابق ظاہری اعمال وافعال کا نام "اسلام" ہے۔

اسلام اور ایمان کے الفاظ کے درمیان اس فرق وامتیاز کی تائید سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی اُس حدیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے جسے محدثین عظام کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں ''حدیث جبرئیل'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِيْمَانِ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَا الْمَسْؤُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنْ أَمَارَاتِهَا قَالَ أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا عُمَرُ أَتَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهُ جِبْرِيْلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ))

[صحیح مسلم: کتاب الایمان]

''ہم رسول محترم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص سامنے سے آیا جس کا لباس سفید اور بال انتہائی سیاہ تھے اُس پر سفر کے کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اثرات دکھائی نہیں دیتے اور ہم میں سے کوئی شخص اُسے پہچان بھی نہ سکا۔ وہ آتے ہی نبی اکرم ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ گھٹنے ملا کر اور اپنے ہاتھ کو آپ ﷺ کی رانوں پر رکھ کر بیٹھ گیا اور آپ ﷺ سے استفسار کرتے ہوئے کہنے لگا اے محمد ﷺ مجھے اسلام کے بارے میں آگاہ فرمائیں کہ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اسلام یہ ہے کہ تم شہادت دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان مبارک کے روزے رکھو اور اگر استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو'' اس سائل نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے۔ ہمیں تعجب ہو کہ یہ سوال بھی کرتا ہے اور (جواب کی) تصدیق بھی کر رہا ہے۔ پھر اُس نے کہا کہ مجھے ایمان کے بارے میں بتلائیں (ایمان کیا ہے؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ''اللہ تعالیٰ، اُس کے فرشتوں، اُسکی کتابوں، اُس کے رسولوں، آخرت کے دن اور اچھی اور بری تقدیر پر یقین اور تصدیق کرو'' اُس نے کہا آپ درست فرما رہے ہیں۔ پھر اُس نے دریافت کیا کہ احسان کی حقیقت کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ''کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اُسے دیکھ نہیں سکتے تو وہ تمہیں یقیناً دیکھ رہا ہے۔ پھر اُس نے سوال کیا کہ مجھے قیامت کے بارے میں خبر دیں (کہ وہ کب آئے گی؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس سے قیامت کے بارے میں سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے سے زیادہ نہیں جانتا۔ پھر اُس نے کہ مجھے اُس کی نشانیوں سے آگاہ فرمائیے تو آپ ﷺ نے فرمایا (۱) جب لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی (۲) تم دیکھو گے ننگے پاؤں، برہنہ جسم، نہایت غریب، بکریوں کے چرواہے بڑے بڑے محلات پر فخر کریں گے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر وہ شخص چلا گیا تو میں کچھ دیر ٹھہرا رہا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عمر! کیا تمہیں علم ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ سائل کون تھا؟ میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ارشاد ہوا! یہ جبرئیل۔تھے جو تمہیں تمھارا دین سکھلانے کے لئے آئے تھے۔''

اس حدیث مبارکہ میں ''اسلام''اور''ایمان'' کی حقیقت کو واضح کر دیا گیا ہے۔ایمان کا تعلق دل کے افعال سے ہے اور اسلام ظاہری اعمال کا نام ہے۔اس امر کی تائید قرآنی آیات مبارکات سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ چھبیسویں پارے میں بیان فرمایا گیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں بعض دیہاتی لوگ حاظر ہوئے جو زبان سے اقرارِ توحید و رسالت کرتے اور ظاہر اعتبار سے ارکانِ اسلام پر عمل بھی کرتے تھے۔اُنہوں نے دربارِ رسالت میں عرض کی ہے کہ''ہم ایمان لائے ہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ابھی ایمان لانے کا دعوٰی نہ کرو کیونکہ ایمان تمہارے دلوں میں پوری طرح راسخ نہیں ہوا بلکہ تم یوں کہو کہ''ہم اسلام لائے''ہیں۔قرآنی آیت اور ترجمہ پیشِ خدمت ہے:

﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَإِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ لَا يَلِتْكُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ ۝﴾[الحجرات:١٦]

''دیہاتیوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے،آپ فرمایئے کہ تم ایمان نہیں لائے اور لیکن تم کہو کہ ہم اسلام لائے اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں (پوری طرح) داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو تو وہ تمہارے اعمال (کی اجزاء) میں کمی نہیں کرے گا،بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا،از حد مہربان ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم معنی الفاظ:

اسلام اور ایمان کے مابین اس لغوی اور اصطلاحی فرق و امتیاز کے باوجود بسا اوقات یہ دونوں الفاظ مترادف اور ہم معنی بھی استعمال کیے جاتے ہیں اور کئی مرتبہ لفظِ اسلام بول کر اس سے مراد ایمان اور ایمان کا لفظ بول کر اس سے مراد اسلام بھی لیا جا سکتا ہے ان دونوں الفاظ کو ایک ہی معنی میں استعمال کرنے کی مثال قرآن حکیم کے ستائیسوں پارے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم پر آنے والے عذاب اور اس عذاب سے محفوظ رہنے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

﴿فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ ۝﴾ [الذاریات: ۳۵، ۳۶]

''پس جتنے اہلِ ایمان وہاں تھے اُنہیں ہم نے نکال لیا پس ہم نے وہاں مسلمانوں کا صرف ایک ہی گھر پایا۔''

یہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر سیدنا لوط علیہ السلام کا گھر تھا جس میں اُن کی دو بیٹیاں اور اُن پر ایمان لانے والے لوگ تھے۔ اہلِ تفسیر کا بیان ہے کہ ان اہلِ ایمان کی کل تعداد ۱۳ تیرہ تھی اور اُن میں جناب لوط علیہ السلام کی بیوی شامل نہیں تھی بلکہ وہ اپنی قوم کے ساتھ ہلاک والوں میں سے تھی کیونکہ وہ جناب لوط علیہ السلام پر ایمان نہیں لائی تھی۔

معروف مفسر اور محقق جناب مولانا حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اسلام کے معنی ہیں اطاعت وانقیاد۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر سرِ اطاعت خم کر دینے والا مسلم ہے اس اعتبار سے ہر مومن، مسلمان ہے۔ اس لئے پہلے اُن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے مومن کا لفظ استعمال کیا اور پھر اُنہیں کیلئے مسلم کا لفظ بولا گیا ہے اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ ان کے مصداق میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض لوگ مومن اور مسلم کے درمیان کرتے ہیں، قرآن نے جو کہیں مومن اور کہیں مسلم کا لفظ استعمال کیا ہے تو وہ ان معانی کے اعتبار سے ہے جو عربی لغت کی رو سے اُن کے درمیان ہے اسلئے لغوی استعمال کے مقابلے میں حقیقتِ شرعیہ کا اعتبار زیادہ ضروری ہے اور حقیقتِ شرعیہ کے اعتبار سے اُن کے درمیان وہی فرق ہے جو حدیثِ جبرئیل سے ثابت ہے۔ الیٰ آخرہٖ"

[تفسیر احسن البیان الذاریات: ۳۵،۳۶]

لفظ اسلام اور ایمان مترادف اور ایک ہی معنی میں استعمال کرنے کی دوسری مثال کتابِ الٰہی کے گیارھویں پارے میں ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کا ذکر فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل، فرعون کی طرف سے ڈھائے جانے والے ظلم وستم کے باعث از حد پریشان تھے تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے موسیٰ! جس طرح تیرے آنے سے پہلے ہم فرعون اور اُس کی قوم کی طرف سے تکالیف ومصائب کا شکار تھے۔ تیرے آنے کے بعد بھی ہمارا وہی حال ہے اور ہماری پریشانیوں میں کوئی کمی نہیں آئی ہے جس کے جواب میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا لیکن اُس کے لئے ضروری ہے کہ اگر تمہارا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے تو تم اُسی پر توکل کرو اور اگر تم واقعی مسلمان ہو تو تمہیں صرف اُسی پر بھروسا کرنا چاہیے۔"

قرآن کریم سیدنا موسیٰ کے الفاظ بیان فرماتا ہے کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ قَالَ مُوسٰى يٰقَوۡمِ اِنۡ كُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰهِ فَعَلَيۡهِ تَوَكَّلُوۡۤا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّسۡلِمِيۡنَ۝﴾ [یونس:۸۴]

''اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم! اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو تو اُس پر توکل کرو، اگر تم مسلمان ہو۔''

اس آیات طیبہ میں بھی ایمان واسلام کو ہم معنی اور مومن ومسلمان کو مترادف الفاظ کے طور پر استعمال فرمایا گیا ہے۔

احادیث مبارکات کے مطالعہ سے یہ حقیقت بھی عیاں ہوتی ہے کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات ''ایمان'' کا لفظ استعمال کر کے اس سے اسلام یعنی ظاہری اعمال مراد لیتے ہیں اور لفظ اسلام کو بمعنی ایمان بھی استعمال فرماتے تھے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ۔

''عبدالقیس کا وفد دربارِ رسالت میں حاظر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ کونسی قوم کے لوگ ہیں یا پوچھا کہ یہ وفد کہاں سے آیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ یہ ربیعہ خاندان کے لوگ ہیں (اور آپکی زیارت وملاقات کے لئے حاظر ہوئے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس وفد (یا اس قوم) کو میں خوش آمدید کہتا ہوں، ان کا آنا مبارک ہو یہ لوگ شرمندہ اور ذلیل ہونے والے نہیں ہیں (بلکہ قابلِ احترام اور لائق تکریم ہیں) وفد عبدالقیس کے لوگوں نے عرض کی! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے اور آپ کے درمیان کفار کا قبیلہ مضر آباد ہے (جن سے ہمیں خطرہ ہے) اس لئے ہم حرمت والے مہینوں میں ہی آپ کے پاس حاظر ہوسکتے ہیں (کیونکہ ان مہینوں کا وہ بھی احترام کرتے ہیں اور ہماری راہ میں رکاوٹ نہیں بنتے) لہٰذا آپ ہمیں کوئی قطعی بات بتادیں جس سے ہم اپنے پچھلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو بھی آگاہ کرسکیں اور اس پر عمل کر کے جنت میں داخل ہو جائیں۔ اُنہوں نے آپ ﷺ سے اپنے برتنوں کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے اُنہیں چار چیزوں کا حکم دیا اور چار قسم کے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا۔ رسول اکرم ﷺ نے اُنہیں دیا کہ ''ایک اللہ پر ایمان لاؤ'' پھر خود ہی اُن سے سوال کی کہ ''اَتَدْرُوْنَ مَا الاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وِحْدَہٗ؟ کیا تم جانتے ہو کہ ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے؟ اُنہوں نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (ایمان یہ ہے) شَھَادَۃُ أَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ، وَإِقَامُ الصَّلَاۃِ ، وَإِیْتَاءُ الزَّکَاۃِ ، وَصِیَامُ رَمَضَانَ ، وَأَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ۔ گواہی دینا اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا اور مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصہ (بیت المال میں) دینا.....الی آخرہٖ''

[صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب اداء الخمس من الایمان]

یہ فرمانِ رسول اس امر پر شاہدِ عدل ہے کہ رسول محترم ﷺ نے ایمان کا لفظ بول کر ارکانِ اسلام یعنی ظاہری اعمال مراد لئے ہیں اور اس حدیث مبارکہ میں حج کا تذکرہ اسلئے نہیں آیا کہ جب یہ وفد مدینہ منورہ آیا تھا اُس وقت ابھی حج فرض نہیں ہوا تھا۔

ایمان اور اسلام کے بارے میں اب تک کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱) اسلامی عقائد پر دل وجان سے اعتماد ویقین کرنے اور زبان سے اُن کا اقرار واظہار کرنے کا نام ''ایمان'' اور عمل اس کا لازمی جزو ہے۔

(۲) ارکان خمسہ پر عمل کرنے کو لفظ ''اسلام'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) بسا اوقات یہ دونوں لفظ مترادف اور ہم معنیٰ بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔

(۴) کئی مرتبہ ایمان کا لفظ بول کر مُراد اسلام اور اسلام کا لفظ بول کر ایمان مراد لیا جاتا ہے۔

چھ مفاہیم:

اگر اللہ تعالیٰ کی آخری بابرکت کتاب قرآن مجید، فرقانِ حمید کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ رب السماوات والارض نے لفظ ''ایمان'' کو چھ مفاہیم میں استعمال کیا ہے۔ آیئے! قرآنی آیات سے ان معانی کو سمجھنے اور ایمان کی حقیقت کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۱) زبانی اقرار:

مدینہ طیبہ کے منافقین اسلامی اعتقادات کا زبانی اقرار و اعلان کیا کرتے تھے مگر اُن کی دلی ہمدردیاں مشرکین، یہود اور کفار کے ساتھ تھیں۔ قرآن کریم میں اُن کے زبانی اقرار کو بھی ''ایمان'' کے لفظ سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ﴾ [المنافقون: ۳]

''یہ اس لئے ہوا کہ وہ (منافقین) ایمان لائے (یعنی اُنہوں نے زبانی ایمان کا اظہار کیا) پھر کافر ہو گئے (یعنی دل سے کفر کیا) تو اُن کے (نفاق کی وجہ سے اُن کے) دلوں پر مہر لگا دی گئی اب وہ کچھ نہیں سمجھتے۔''

(۲) دل و زبان سے تصدیق:

اسلامی اعتقادات پر دلی طور پر ایمان لانے اور زبان سے اقرار و اظہار کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے بھی ایمان کا لفظ استعمال فرمایا گیا ہے۔اللہ کریم ورحیم کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ○ جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ○﴾ [البینۃ:۷،۸]

''اور جو ایمان لائے (یعنی دل وزبان سے تصدیق وتائید کی) اور نیک اعمال کیے، یہی لوگ بہترین مخلوق ہیں اُن کے رب کے ہاں اُن کی جزا ہمیشہ کی جنتیں ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے۔اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔ یہ سب کچھ اُس کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے۔''

(۳) کلمہ توحید :

قرآن مجید کی آیاتِ مبارکات میں ایمان کا ایک معنی ''کلمہ توحید'' بھی بیان فرمایا گیا ہے۔اللہ رب العزت کا فرمانِ ذی شان ہے:

﴿وَمَن يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ○﴾ [المائدہ:۵]

''اور جو شخص ایمان (یعنی کلمہ توحید) سے انکار کرے گا تو یقیناً اُس کے اعمال برباد ہو گئے اور وہ آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔''

(۴) توحید اور شرک کی ملاوٹ:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک ایسے مذہبی طبقے کا بھی ذکر فرمایا ہے جو توحید الٰہی کا اقرار و اعتراف کرنے کے باوجود شرک بھی کرتا رہتے ہیں اور اس سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراد ایسے لوگ ہیں جو یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ ساری کائنات کا خالق، مالک، رازق اور مدبر تو اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن وہ عبادت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک ٹھہرا لیتے ہیں یعنی ایسے لوگ جو ''توحیدِ ربوبیت'' کے تو قائل ہیں مگر ''توحید اُلوہیت'' کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے بلکہ مختلف افراد، اشخاص ہستیوں اور ذاتوں کو خدائی اختیارات کا مالک جان کر اُن کو مافوق الاسباب مدد کے لئے پکارتے ہیں اور عبادت کے کئی مراسم اُن کے لئے بجالاتے ہیں ایسے ہی مشرکانہ ذہنیت کے حامل لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

﴿وَ مَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَ هُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ [یوسف:۱۰۶]

''اور اُن میں سے اکثر ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان نہیں لاتے مگر اس حال میں کہ وہ مشرک ہی ہوتے ہیں۔''

مختصر یہ کہ اس آیت مبارکہ میں ''ایمان'' کا لفظ ایسے ایسے لوگوں پر بھی بولا گیا ہے جو توحید میں شرک کی ملاوٹ کرتے اور دعوٰی ایمان کے باوجود شرک کا ارتکاب کرتے ہیں جیسا کہ ہمارے معاشرے میں ایسے لوگ بکثرت پائے جاتے ہیں جو کلمہ گو ہونے کے باوجود کھلم کھلا شرک کرتے اور اللہ تعالیٰ کی صفات و اختیارات میں دوسروں کو حصہ دار بناتے اور اُنہیں مدد کے لئے پکارتے ہیں۔

(۵) نماز:

کتاب الٰہی میں لفظ ''ایمان'' کا ایک مفہوم ''نماز'' بھی بیان گیا گیا ہے جیسا کہ صحیح بخاری [کتاب التفسیر، سورت بقرة، باب سیقول السفهاء] میں سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کے مدینہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طیبہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھیں لیکن آپ ﷺ چاہتے تھے کہ آپ ﷺ کا قبلہ بیت اللہ کو بنا دیا جائے۔ آخر ایک دن اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ﷺ نے عصر کی نماز بیت اللہ کی طرف رخ کر کے پڑھی اور آپ ﷺ کی اقتداء میں سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی .... پھر مستقل طور پر مسلمانوں کی نمازوں کے لئے بیت اللہ ہی کو قبلہ مقرر فرما دیا گیا .... اس کے بعد بعض لوگوں نے اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نمازوں کے بارے میں گفتگو کی جو تحویلِ قبلہ یعنی قبلہ کی تبدیلی سے پہلے فوت ہو گئے تھے کہ..... مَا نَقُوْلُ فِيهِمْ ؟ اُن کے متعلق ہم کیا کہیں؟ (کیا اُن کی نمازیں قبول ہوئیں یا نہیں؟) تو اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے یہ کلمات نازل فرمائے:

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ [البقرۃ:۱۴۳]

"اور اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان (یعنی نمازوں) کو ضائع نہیں کرے گا، بلا شبہ اللہ تعالیٰ تو لوگوں کو حق میں بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے"

آپ نے غور فرمایا کہ ان قرآنی آیات میں "ایمان" بمعنی "صلاۃ" ذکر کیا گیا ہے یعنی نماز کے لے "ایمان" کا لفظ بولا گیا ہے اس سے معلوم ہوا ایمان اور نماز لازم وملزوم ہیں نماز کے بغیر ایمان مکمل نہیں اور ایمان کے بغیر نماز دربارِ الٰہی میں قبول ومنظور نہیں۔

(۶) دعا:

کتاب الٰہی کے گیارھویں پارے میں سیدنا یونس علیہ السلام اور ان کی قوم کا تذکرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے ''ایمان'' کا لفظ بمعنی دعاء بھی استعمال کیا گیا ہے۔ جناب یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قریباً ۸۰۰ سال قبل مسیح میں دریائے دجلہ کے کنارے پر آباد بڑے بارونق شہر ''نینویٰ'' کی طرف مبعوث فرمایا۔ اس شہر کی آبادی ایک لاکھ نفوس سے زائد تھی۔ جناب یونس علیہ السلام نے ایک مدت تک توحید کی تبلیغ کی اور اپنی قوم تک اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچائے مگر قوم شرک سے تائب ہونے اور سیدنا یونس علیہ السلام کی دعوت کو قبول وتسلیم کرنے پر تیار نہ ہوئی۔ آپ نے قوم کی نافرمانی اور سرکشی سے تنگ آکر اُن کے لئے بددعا کی اور اہلِ شہر کو تین دن (یا چالیس دن) بعد عذاب کے آجانے کی دھمکی دے کر شہر سے نکل کھڑے ہوئے اور ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ کشتی طوفانی موجوں میں گھر گئی تو بعد از قرعہ اندازی جناب یونس علیہ السلام نے اپنے آپ کو سمندر کی لہروں کی نذر کرتے ہوئی کشتی سے چھلانگ لگا دی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت سے ایک بڑی مچھلی نے آپ کو نگل لیا، اب آپ کو احساس ہوا کہ مجھے وحی الٰہی کا انتظار کرنا چاہیے تھا اور جلد بازی کر کے شہر سے نہیں نکلنا چاہیے تھا۔ چنانچہ قرآن حکیم فرماتا ہے کہ اُنہوں نے مچھلی کے پیٹ میں (ایک دن، تین دن، سات دن یا چالیس دن) آیت کریمہ:

﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [الانبیاء:۸۷]

کا وظیفہ پڑھا تو رب العالمین نے اُنہیں مچھلی کے پیٹ کی قید سے رہائی اور نجات عطاء فرمادی۔

جناب یونس علیہ السلام کی قوم نے آپ کے تشریف لے جانے کے بعد آپ کے فرمائے ہوئے معینہ وقت سے قبل جب عذابِ الٰہی کے آثار ونشانات دیکھے کہ ہر طرف سیاہ بادل چھا گئے، تاریک دھواں اُن کے گھروں کی طرف بڑھنے لگا اور دہکتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی آگ نظر آئی تو اُنہوں نے سیدنا یونس علیہ السلام کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ جب بہت تلاش کے بعد بھی وہ نہ ملے تو لوگوں نے عذاب سے محفوظ رہنے کیلئے اجتماعی توبہ، استغفار اور دعاء کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ شہر کے تمام مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے، جوان، بیمار، تندرست حتیٰ کہ جانور اور حیوان بھی ایک وسیع وعریض چٹیل میدان میں جمع ہو گئے اور سب نے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی، شرک سے توبہ کی اور ایسی عاجزی، انکسار، تواضع، خشوع اور خضوع سے دربارِ الٰہی میں دعاء کی کہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر واقع ہونے والے عذاب سے اُنہیں نجات عطاء فرما دی اور سامنے نظر آنے والا عذاب اُن سے ہٹا دیا گیا۔ قرآن حکیم فرماتا ہے:

﴿فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ۝﴾ [یونس:۹۸]

''پھر کیا یونس علیہ السلام کی قوم کے سوا کوئی ایسی مثال ہے کہ کوئی (عذاب دیکھ کر) ایمان لائے تو اُس کا ایمان اُسے فائدہ دے۔ جب وہ ایمان لائے (یعنی عاجزانہ دعاء کی) تو ہم نے دنیا کی زندگی میں اُن سے رسوائی کا عذاب دور کر دیا اور ہم نے ایک مدت تک اُنہیں فائدہ دیا۔''

اس آیت طیبہ میں ''لَمَّا آمَنُوْا'' کا مفہوم دعاء اور التجاء کرنا ہے یعنی قومِ یونس علیہ السلام نے ایمان قبول کر کے الحاح وزاری سے ربِ کائنات کا بابِ رحمت کھٹکھٹایا اور رو رو کر عذاب سے محفوظ و مامون رہنے کی دعائیں کیں تو رحمتِ الٰہی جوش میں آئی۔ خالق کائنات کو اُن کی دعاء کا انداز، طریقہ اور سلیقہ ایسا پسند آیا کہ رب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السماوات والارض نے آیا ہوا عذاب ٹال دیا اور سیدنا یونس علیہ السلام کی قوم کو دعاء کی برکت سے دھو دیں، آگ، کڑک، گرج، چمک اور سیاہ بادلوں کے عذاب سے محفوظ و مامون فرمالیا۔ سبحان اللہ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور توبہ استغفار کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

ایمان میں کمی بیشی:

سورت عصر کی تیسری آیت مبارکہ کے ابتدائی الفاظ "اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" کی تشریح وتوضیح کے ضمن "ایمان" کی حقیقت اس کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم، ایمان اور اسلام کے درمیان فرق و امتیاز، کفر و اسلام کے حوالے سے انسانون کی اقسام وانواع اور قرآن عزیز میں ایمان کا لفظ کن کن معانی میں استعمال ہوا ہے۔ یہ تمام تفصیلات آپ جان چکے ہیں......

گفتگو کو اختتام کی طرف لے جانے سے پہلے ضروری ہے کہ ایمان کے بارے میں ایک اور اہم نکتہ کی بھی وضاحت کر دی جائے اور وہ مسئلہ ہے "ایمان کے بڑھنے اور کم ہونے کا"

جمہور اہلِ علم اور محدثین کے خیال میں انسان کے "ایمان" میں کمی بیشی ممکن ہے کیونکہ کوئی انسان جتنا زیادہ نیک، عبادت گزار، اور اطاعت شعار ہوگا اُس کے ایمان وتقویٰ میں اتنا ہی اضافہ ہوگا اور اگر کوئی شخص نافرمان، بے نماز، بدعمل، اور بُرا ہوگا تو اس کے ایمان اور تقویٰ میں کمی اور نقصان واقع ہوگا۔ علماء، صلحاء، اتقیاء، ازکیاء، شرفاء، اور زعماء میں مجلس میں بیٹھنے والا جب ان بزرگوں سے قرآن مجید،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث رسول، صحابہ کرام اور بزرگانِ دین کے ایمان افروز واقعات سنے گا تو اُس کے دل میں رِقّت، اور خشیت پیدا ہوگی، نیکیاں کرنے کا جذبہ بڑھے گا، گناہوں سے نفرت ہوگی، اور اُس کے ایمان وعمل اور خلوص میں اضافہ ہوگا۔ اس کے برعکس برے لوگوں کی محفل اختیار کرنے والا، نافرمان کے پاس بیٹھنے والا اور بدعملوں کی صحبت میں بیٹھنے والا نیکیوں سے دور اور گناہوں کے قریب ہوگا جس سے اس کے ایمان و ایقان اور صالحیت و پرہیزگاری میں کمی واقع ہوگی گویا اُس کے ایمان میں نقص واقع ہو جائے گا۔ اس لئے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ صالحین اور ابرار کی صحبت اختیار کرے اور برے انسانون کی محفل سے دور رہنے کی کوشش کرے۔ فارسی کا مشہور شعر ہے:

صحبتِ صالح تُرا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

شاید اسی کا پنجابی ترجمہ ہے:

چنگیاں دے لڑ لگیاں میری جھولی وِچ پُھل پئے
بُریاں دے لڑ لگیاں میرے اگلے وی ڈھل گئے

حالات وواقعات، اعمال وافعال، اور کردار واطوار کے مطابق انسان کے ایمان میں کمی وبیشی کا مسئلہ متعدد قرآنی آیات میں بھی فرمایا گیا ہے۔ اللہ رب العزت اپنی آخری اور مقدس کتاب کے نوویں پارے، سورت انفال میں ارشاد فرماتا ہے کہ

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ﴾ [الانفال:۲تا۴]

''مومن تو وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اُن پر اُس کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ ان کا ایمان بڑھا دیتی ہیں اور وہ صرف اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں۔ وہ لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور جو رزق ہم نے اُنہیں دیا ہے اُس میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں یہی لوگ سچے مومن ہیں۔ اُن کے لئے اُن کے رب کے ہاں درجات ہیں اور بخشش و باعزت رزق ہے۔''

قرآن مجید فرقان حمید کی یہ آیات اس امر پر شاہد عدل ہیں کہ کسی انسان کا ایمان ایک ہی حالت پر نہیں رہتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری، اطاعت گزاری اور تلاوتِ قرآن مجید سے اُس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی، دینِ حق سے روگردانی اور بداعمالیوں کی وجہ سے اس میں کمی واقع ہوتی رہتی ہے۔ یہ آیات بینات اس امر کی بھی نشاندہی فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''سچے مومن'' وہ ہیں جن میں یہ پانچ اوصاف و خصائص اور علامات و نشانات ہیں۔

(۱) اُن کے دل اللہ تعالیٰ کا ذکر یا حکم سن کر دہل جاتے ہیں اور اُس کی نافرمانی سے کانپ اُٹھتے ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی آیات سُن کر اُن کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے

(۳) وہ کاموں کی انجام دہی کیلئے ظاہری اسباب و ذرائع اختیار و استعمال کرنے کے باوجود بھروسہ اور توکل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر ہی کرتے ہیں۔

(۴) وہ نمازوں کو پورے حقوق و آداب کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

(۵) وہ مال و دولت کو اللہ تعالیٰ کی عطاء سمجھتے ہوئے اُس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان پانچ خصوصیات کے حامل اہل ایمان کو رب العالمین کی طرف سے سندِ امتیاز دی جارہی ہے کہ "أُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا" یہی لوگ سچے مومن ہیں اور دربارالٰہی سے بشارت سنائی جارہی ہے کہ "لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ" ایسے خوش نصیبوں کے لئے اُن کے پروردگار کے ہاں بڑے بلند درجات ہیں۔ وَمَغْفِرَةٌ اور اُن سعادت مندوں کے لئے مغفرت اور بخشش کا اعلان ہے۔ وَرِزْقٌ كَرِيْمٌ دراللہ تعالیٰ نے جنت کے باعزت اور بے مثال کھانے انہیں کے لئے تیار فرمار کھے ہیں۔ سبحانہ اللہ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے کامل مومن بننے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

دیگر قرآنی آیات:

کتاب الٰہی کے چھبیسویں پارے میں صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکون، اطمینان اور راحت کے نزول کو اُن کے ایمان میں اضافے کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾ [الفتح:۴]

"وہ اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں تسکین نازل فرمائی تا کہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ، ایمان میں اور زیادہ ہوں اور آسمانوں اور زمین کے لشکر صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔"

اس آیت کریمہ میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی کے سبب صحابہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرام رضی اللہ عنہم کے ایمانوں میں اضافے کی حقیقت بیان فرمائی گئی ہے۔

قرآن مجید، فرقانِ حمید کے گیارھویں پارے میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کے ایک طنزیہ سوال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نئی سورت نازل ہوتی تو وہ اہلِ ایمان کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ اس سورت کے نزول سے تمہارے ایمان میں کتنا اضافہ ہوا ہے؟ دشمنانِ دین کے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہاں! جن لوگوں کے دلوں میں پہلے سے ہی ایمان موجود ہے تو قرآن حکیم کی ہر سورت کا نزول اُن کے ایمان میں اضافے، اعتقاد میں مضبوطی اور اعمال میں مزید ذوق وشوق کا سبب بنتا ہے اور جو لوگ نفاق جیسی روحانی بیماری کا شکار ہیں یہ قرآن عزیز اُن کے نفاق اوا اسلام دشمنی میں اضافے کا باعث بنتا ہے اور وہ قرآنی آیات کو سن کر مزید کڑھتے، دانت پیستے اور کفِ افسوس ملتے ہیں۔ قرآنی آیات اور ترجمہ سماعت فرمایئے:

﴿وَ اِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖۤ اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ٥ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ٥﴾ [التوبہ: ۱۲۴، ۱۲۵]

''اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو اُن (منافقوں) میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جو (بطورِ استہزاء) کہتے ہیں کہ ''اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ کیا ہے'' (حقیقت یہ ہے کہ) جو لوگ ایمان لائے ہیں تو اس سورت نے واقعتاً ان کے ایمان میں اضافہ کیا ہے اور وہ (قرآنی سورتوں کے نزول پر) خوش ہوتے ہیں اور لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے تو اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورت نے اُن کی (پہلی) ناپا کی پر مزید ناپا کی کا اضافہ کر دیا اور اُنہیں اس حال میں موت آئی کہ وہ کافر تھے۔"

قرآن حکیم کی جن دیگر چند آیات میں ایمان میں اضافے کا موضوع بیان فرمایا گیا ہے۔ آخر میں اُن کی فہرست پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

① سورت کہف آیت ۱۳۔ ② سورت مریم آیت ۷۶۔

③ سورت احزاب آیت ۲۲۔ ④ سورت آل عمران آیت ۱۷۳۔

⑤ سورت محمد آیت ۱۷۔ ⑥ سورت مدثر آیت ۳۱۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو سچا ایمان نصیب فرمائے، ہمیں ایسے اعمال کرنے کو توفیق مرحمت عطاء فرمائے جن سے ہمارے ایمانوں میں اضافہ، زیادتی اور ترقی ہو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو اپنے عقائد واعمال کی اصلاح کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

سورت عصر اعلان فرما رہی ہے کہ خسارے، نقصان اور گھاٹے سے وہی لوگ محفوظ رہیں گے جو صاحبِ ایمان ہوں گے، نیک اعمال کریں گے، حق کی تبلیغ اور صبر کی تلقین کریں گے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ o

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر ٦

ایمان کے ارکان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ اَمَّا بَعْدُ
فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o
﴿وَالْعَصْرِ o إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ o إِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ o﴾

”زمانے کی قسم! بے شک انسان گھاٹے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔“

ہر قسم کی تعریف و تسبیح خالقِ کائنات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لائق ہے۔ جو رب العالمین، احسن الخالقین اور ارحم الراحمین ہے۔ سارا جہاں اسی کا محتاج ہے مگر وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ وہی سب کا رازق، حاکم اور مالک ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہے گا۔ اس کی کوئی ابتداء اور انتہاء نہیں ہے۔ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ o ہے۔ وہ کسی کی اولاد نہیں اور اس کی بھی کوئی اولاد نہیں ہے۔ وہ شریکِ حیات سے مبرا اور ہر قسم کی شرکت سے منزہ ہے۔ وہی وحدہٗ لاشریک اور عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہے۔

اللہ ہم سب کی طرف سے لاتعداد و بے شمار درود و سلام اور برکات نازل فرمائے اس نبی معظم، رسولِ مکرم، رحمتِ مجسم، امام الانبیاء، سید الاتقیاء، قدوۃ الصلحاء، خاتم الانبیاء، شافع روزِ جزا جناب محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ کی ذات گرامی پر جنہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بے پناہ مصائب ومشکلات برداشت کر کے بھٹکی ہوئی انسانیت کو رب العالمین کی توحید کا پیغام سنایا۔ جادۂ حق سمجھایا اور جنت کی راہ پر گامزن فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

تمہیدی کلمات:

سورت عصر کی تشریحات وتعبیرات کے ضمن میں گزشتہ خطبہ جمعہ میں لفظِ ایمان کے لغوی واصطلاحی مفہوم، قبول ایمان وعدمِ قبول کے حوالے سے انسانوں کی اقسام، ایمان اور اسلام میں فرق وامتیاز، قرآنی آیات میں اس لفظ کے مختلف مفاہیم اور ایمان میں کمی بیشی کے مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے عرض کیا گیا تھا کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق چھ چیزوں پر دل وجان سے یقین واعتماد کرنے اور زبان سے اقرار واظہار کرنے کا نام ایمان ہے اور اس تصدیق وتائید کے مطابق عمل کرنا ایمان کا لازمی حصہ اور جزو لاینفک ہے۔ ایمان کے وہ چھ اجزاء وارکان درج ذیل ہیں۔

① اللہ تعالیٰ پر ایمان

② فرشتوں پر ایمان

③ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں پر ایمان

④ اللہ تعالیٰ کے رسولوں اور نبیوں پر ایمان

⑤ آخرت کے دن پر ایمان

⑥ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ایمان

آج کے خطبہ جمعہ کی ان مقدس گھڑیوں اور بابرکت لمحات میں ان شاء اللہ العزیز ایمان کے ان چھ ارکان واجزاء کی تفصیل وتشریح اور وضاحت کرنے کی کوشش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جائے گی۔ کیونکہ ''ایمانیات'' کا موضوع قرآن وسنت کی روشنی میں بڑی اہمیت کا حامل ہے اور اس کی قدر و منزلت بھی بہت زیادہ ہے بلکہ ہر مسلمان کی دنیوی اور اُخروی کامیابی کا دار و مدار اور انحصار انہیں عقائد و نظریات پر ہے۔ گویا ان اعتقادات کو ''اصل الاصول'' کی حیثیت حاصل ہے مگر افسوس کہ آج کلمہ گو انسانوں کی اکثریت ان بنیادی امور سے بے خبر اور عقائدِ اسلام کے بارے میں غفلت کا شکار ہے، اس لیے اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ قرآن و حدیث کے مطابق اسلام کے بنیادی عقائد کا تعارف حاصل کیا جائے کیونکہ نیک اعمال کی قبولیت کا دار و مدار اور آخرت کی نجات کا انحصار انہیں نظریات و اعتقادات پر ہے۔ اسی لیے سورت عصر میں کامیابی و کامرانی کے حصول کی اولین کلید اور خسارے و نقصان سے محفوظ رہنے کا پہلا اصول ''ایمان'' ہی بیان فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنے عقائد اور اعمال درست کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝﴾ [العصر]

''زمانے کی قسم! بے شک انسان گھاٹے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔''

اللہ تعالیٰ پر ایمان:

ایمان کے ارکانِ ستہ میں سے پہلا رکن بلکہ رکنِ اعظم ''اللہ تعالیٰ پر ایمان'' ہے جس کا مختصر مفہوم یہ ہے کہ ہر مسلمان اس امر پر کامل یقین رکھے کہ ذاتِ الٰہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے اور وہ اپنی ذات، صفات، اختیارات اور عبادات میں اکیلا، تنہا اور وحدہٗ لا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اسی یقین واعتماد کا نام ''عقیدہ توحید'' ہے۔

اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات میں ایک ماننے کا مطلب یہ ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ اُس ذاتِ کبریاء کی بیوی ہے نہ اولاد، ماں ہے نہ باپ، اس کا کوئی بھائی ہے نہ بہن، وہ کسی کی ذات کا جزء اور حصہ نہیں اور کوئی دوسرا بھی اس کی ذات کا حصہ اور جزء نہیں ہے۔ قرآن مجید کی سورت اخلاص اسی بات کا اعلان کرتی ہے کہ:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ○ اللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ○﴾ [سورت اخلاص]

''اے رسول (ﷺ) آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اللہ تعالیٰ سب سے بے نیاز ہے (یعنی سب اُس کے محتاج مگر وہ کسی کا محتاج نہیں ہے) اس کی کوئی اولاد نہیں ہے اور وہ کسی کی اولاد نہیں ہے اور کوئی اُس کا ہمسر بھی نہیں ہے۔''

قرآنِ عزیز کے دسویں پارے میں فرمایا گیا ہے کہ یہودی سیدنا عزیر علیہ السلام کو اور عیسائی جناب عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا گردانتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اولاد کی محتاجی سے پاک اور بلند و بالا ہیں۔ فرمان ربانی ہے:

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ ○﴾ [التوبہ:۳۰]

''اور یہودیوں نے کہا کہ عزیر اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح، اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے، یہ تو صرف اُن کے منہ کی بات ہے (حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا نہیں ہے) وہ اپنے سے پہلے کافروں کے قول کی نقل کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُنہیں ہلاک کرے وہ کہاں بہکائے جا رہے ہیں۔''

مشرکینِ عرب میں سے بعض لوگ جنات کو اللہ تعالیٰ کا شریک اور فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں خیال کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے ساتویں پارے میں یہودیوں، عیسائیوں، اور مشرکوں کے باطل نظریات اور غلط اعتقادات کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ خَلَقَهُمْ وَ خَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَ بَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ٥ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ وَ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ٥﴾ [الانعام: ۱۰۰، ۱۰۱]

''اور لوگوں نے جنات کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اُن (جنات) کو پیدا فرمایا ہے اور اُنہوں نے بغیر علم کے اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ لئے وہ (اللہ تعالیٰ) پاک اور بلند ہے اُن (باتوں) سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔ وہی آسمانوں اور زمین کو ایجاد کرنے والا ہے اُسکی اولاد کیسے ہوسکتی ہے جبکہ اُس کی کوئی بیوی ہی نہیں ہے اور اُسی نے ہی ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہی ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

جس طرح اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد ثابت کرنا صریحاً شرک ہے اسی طرح کسی برگزیدہ ہستی کو اللہ رب العزت کا جزء یا حصہ قرار دینا بھی ''شرک فی الذات'' ہے۔ ایسے بدعقیدہ لوگوں کی مذمت اور تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ٥﴾ [الزخرف: ۱۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اوران لوگوں نے اُس (اللہ تعالیٰ) کے لئے اُس کے بعض بندوں کو جزء بناڈالا یقیناً انسان صریح ناشکرا ہے۔''

قران مجید، فرقانِ حمید کی ان آیات مبارکات سے واضح ہوا کہ

☆ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں اکیلا اور لاشریک ہے اور ہر چیز کا خالق وموجد صرف وہی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا اور بیٹی نہیں ہے اور وہ بیوی کی ضرورت وحاجت سے بھی پاک وبلند ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کا کوئی نبی، پیغمبر اور رسول اُس کی ذات یا نور کا حصہ نہیں ہے بلکہ سارا جہان اُس کا محتاج مگر وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔

☆ ذاتِ الٰہی میں شرک کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے تباہی، بربادی اور ہلاکت ہے، ایسے لوگ گمراہ اور بدنصیب ہیں۔

صفاتِ الٰہی:

اللہ تعالیٰ کو اُس کی صفات میں ایک اور بے مثال ولاشریک ماننے کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمان یہ پختہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے قرانِ حکیم کی آیات میں اور رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے فرمودات میں ذاتِ الٰہی کے جو اسماءِ مبارکات اور صفاتِ علیہ بیان فرمائی ہیں اُن میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک اور حصہ دار نہیں ہے۔ جس طرح اُس کی ذات جیسی کوئی ذات نہیں ہے اسی طرح اُس کی صفات جیسی کسی کی صفات نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ عزیز کے اٹھائیسویں پارے میں اپنی چند صفاتِ جلیلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرَّحِيمُ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○﴾ [الحشر:۲۲،۲۴]

''اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں ہے (وہ) غیب اور حاظر کا جاننے والا ہے وہ رحمان (اور) رحیم ہے۔ وہی اللہ تعالیٰ ہے جس کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں ہے، نہایت پاک، سلامتی والا، امن دینے والا، نگہبان، نہایت غالب، زبردست، بڑائی والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن چیزوں سے پاک ہے جنہیں وہ (لوگ) شریک ٹھہراتے ہیں۔ وہی اللہ تعالیٰ خالق، موجد، صورت گر ہے، اُسی کے لئے اسماءِ حسنیٰ (اچھے نام) ہیں۔ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اُس کی تسبیح بیان کرتی ہے وہ غالب اور حکمت والا ہے۔''

آپ نے غور فرمایا کہ سورت حشر کی ان آیات میں اللہ وسبحانہ وتعالیٰ نے اپنی بیس صفاتِ جلیلہ بیان فرمائی ہیں اس کے علاوہ میں آیاتِ قرآنی میں ذاتِ الٰہی کی کئی صفات ذکر کی گئی ہیں۔ مثلاً

اَلْحَیُّ	ہمیشہ زندہ	اَلْقَيُّوْمُ	قائم رہنے والا
عَلِيْمٌ	جاننے والا	لَطِيْفٌ	پوشیدہ باتوں کو جاننے والا
خَبِيْرٌ	ہر چیز سے باخبر	قَدِيْرٌ	قدرت والا
سَمِيْعٌ	ہر ایک کی سننے والا	بَصِيْرٌ	ہر کسی کو دیکھنے والا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَكُوْرٌ	قدر کرنے والا	اَلْغَفَّارُ	بہت بخشنے والا
اَلْقَهَّارُ	دباؤ ڈالنے والا	اَلرَّزَّاقُ	رزق دینے والا
اَلْوَهَّابُ	عطا فرمانے والا	اَلْفَتَّاحُ	کھولنے والا
اَلْغَفُوْرُ	بخشنے والا	اَلْعَلِيُّ	بلندی والا
اَلْكَبِيْرُ	بڑائی والا	اَلْمُتَعَالُ	عالی شان
اَلْحَفِيْظُ	حفاظت فرمانے والا	اَلْكَرِيْمُ	عزت والا
اَلْوَكِيْلُ	کام بنانے والا	اَلصَّمَدُ	بے نیاز
اَلْاَحَدُ	اکیلا	اَلْقَادِرُ	قدرت والا
اَلْاَوَّلُ	سب سے پہلے	اَلْآخِرُ	سب سے پیچھے
اَلظَّاهِرُ	ظاہر ہونے والا	اَلْبَاطِنُ	پوشیدہ
اَلْغَنِيُّ	بے پروا	اَلْحَمِيْدُ	تعریف کیا ہوا

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظیم صفات اتنی کثیر اور زیادہ ہیں کہ اُن کا شمار ممکن ہی نہیں ہے۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

﴿قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا﴾ [الکہف:۱۰۹]

"(اے نبی ﷺ) آپ فرمایئے کہ اگر میرے رب کے کلمات (صفات) لکھنے کے لئے سمندر روشنائی بن جائیں تو وہ سمندر ختم ہو جائیں گے لیکن تیرے رب کے کلمات (اوصاف) ختم نہیں ہوں گے بلکہ اگر ہم اتنی ہی روشنائی اور لے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئیں تو (اللہ تعالیٰ کی صفات لکھنے کے لئے) وہ بھی کفایت نہیں کریں گے۔''

سورت لقمان میں صفات وکلمات الٰہی کی کثرت کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

﴿وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۝﴾

[لقمان: ۲۷]

''اور اگر روئے زمین کے تمام درخت قلم اور سمندر روشنائی بن جائیں جسے مزید سات سمندر روشنائی مہیا کریں تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کے کلمات (اوصاف) ختم نہیں ہوں گی اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔''

پنجابی شاعر نے اللہ تعالیٰ کی صفاتِ جلیلہ کا تذکرہ بڑے خوب صورت الفاظ میں کیا ہے کہ

سب صفتاں رب خالق تائیں جس نے خَلق بنائی
سوہنا روپ جوانی بخشی پر پیسہ لیا نہ کائی!
سب دا خالق ، سب دا والی پالنہار جہاناں
باجھ حسابوں روزی دیوے جناں تے انساناں
دل دے بھید پوشیدہ جانے وارث غیب خزانہ
لکھ پردے وچ عیب کرے کوئی ویکھے رب یگانہ
مستقبل دیاں خبراں جانے گزریا حال زمانہ
دین دنیاں دیاں سب مراداں رب تو منگ نا دانا

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کو ماننے کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی تمام اعلیٰ صفات پر اُسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح ایمان لایا جائے جس طرح وہ قرآن مجید اور احادیث رسول میں بیان کی گئی ہیں۔ صفاتِ الٰہی کی نہ کوئی مثال پیش کی جاسکتی ہے اور نہ کسی کے ساتھ تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ کیونکہ:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ [الشوریٰ:۱۱]

''اُس جیسی کوئی چیز نہیں ہے اور وہ ہر ایک کی سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے۔''

صفات میں شرک:

اللہ تعالیٰ کی صفاتِ جلیلہ میں سے کسی صفت کو کسی اور میں ماننے کا نام ''صفات میں شرک'' ہے۔ مثلاً ہر چیز کا ہر وقت جاننا، اپنے علم اور قدرت کے لحاظ سے ہر وقت، ہر جگہ موجود ہونا، دور ونزدیک سے برابر سننا، ظاہر اور پوشیدہ اشیاء کا علم رکھنا، دلوں کے رازوں کو جاننا، آسمانوں کے اوپر، زمینوں کے نیچے، پہاڑوں کی چوٹیوں اور سمندروں کی تہوں میں رہنے والی مخلوقات اور اشیاء کے بارے میں مکمل معلومات رکھنا وغیرہ۔ صرف اور صرف رب العالمین کا خاصہ ہے۔ وہ حاکم، عالم الغیب، علاّم الغیوب، خالق، مالک، رازق، سمیع، مجیب، غفار، رحیم، کریم، علیم، رحمان، کبیر، خبیر، قدیر، حسیب، رقیب، حمید، اول، آخر اور ظاہر و باطن، اللہ رب العزت کے سوا کسی اور کو ان یا دوسری صفاتِ الٰہیہ میں سے کسی ایک صفت میں حصہ دار سمجھنے کو ''شرک فی الصفات'' کہا جاتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمانِ ذی شان ہے:

﴿وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَ هُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ وَ يَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝﴾ [الانعام:٥٩،٦٠]

''اور غیب کی چابیاں صرف اُسی (اللہ تعالیٰ) کے پاس ہیں اُنہیں اُس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا، وہ خشکی اور تری کی ہر چیز کو جانتا ہے اور کوئی پتا تک نہیں گرتا مگر وہ اُسے جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز مگر (سب کچھ) واضح کتاب میں موجود ہے اور وہی (اللہ تعالیٰ) تو ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اُسے جانتا ہے اور اُس (دن) میں تمہیں (نیند سے) اُٹھاتا ہے تاکہ (موت کا) مقررہ وقت پورا کیا جائے پھر اُسی کی طرف تمہارا لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دے گا''

ان قرآنی الفاظ میں یہ بات وضاحت اور صراحت سے بیان فرمادی گئی ہے کہ زمینوں، آسمانوں اور خشکی اور تری کے غیب کو جاننے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ سورت حشر کی آخری آیات (جو پچھلے صفحات میں باترجمہ تحریر کی گئی) میں واضح طور پر اللہ رحیم و کریم کو ''عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ'' فرمایا گیا ہے۔ یعنی جو اشیاء انسانی نگاہوں سے اوجھل اور مخفی ہیں اُنہیں اور جو کچھ انسانی نظروں میں ہے اُن تمام چیزوں کو جاننے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اب اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی صفتِ ''علم غیب'' میں کسی اور کو حصہ دار بنائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی صفت میں شرک کا مرتکب ہوگا۔ بعض لوگ غلو عقیدت میں بعض زندہ اور فوت شدہ بزرگوں کو علم غیب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مالک اور صفات الٰہی کا حامل گردانتے ہیں جبکہ قرآن عزیز واشگاف الفاظ میں اعلان کر رہا ہے بلکہ مخلوقات میں سب سے افضل، اعلیٰ، اشرف اور عظیم تر ذات نبی محترم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبانِ حق ترجمان سے اعلان کروا رہا ہے کہ:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ۝﴾ [النمل:٦٥]

"(اے رسول ﷺ) آپ فرما دیجیے کہ آسمانوں اور زمین میں غیب کی باتوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا اور (جنہیں لوگ غیب دان سمجھتے ہیں) وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ (قبروں سے) کب اُٹھائے جائیں گے۔"

عقیدے کی اصلاح اور نظریات کی درستی کے لئے یہ بات ذہن نشین فرمالیں کہ قرآن مجید میں صفات الٰہی میں سے چند صفاتی الفاظ انسانوں کیلئے بھی استعمال کیے گئے ہیں۔ مثلاً قرآنی الفاظ میں انسان کو سَمِيعٌ (سننے والا) بَصِيرٌ (دیکھنے والا) حَفِيظٌ (حفاظت کرنے والا) عَلِيمٌ (علم والا) رَؤُوفٌ (شفقت کرنیوالا) رَحِيمٌ (رحم کرنے والا) وغیرہ کہا گیا ہے۔ یہ محض لفظی اشتراک ہے ورنہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفات عظیمہ کے سامنے انسانی اوصاف کی کوئی حیثیت نہیں ہے جیسے سَمِيعٌ (سننے والا) میں انسان کا سننا ایک حد تک ہی ممکن ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے سننے کی کوئی حد نہیں ہے بلکہ اس کے سننے کی صفت لامحدود ہے۔ وہ ہر ایک کی، ہر جگہ، ہر وقت اور ہر زبان میں دعا، سرگوشی، فریاد اور تسبیح وتقدیس میں سنتا ہے۔ اور اپنی حکمت ومصلحت کے مطابق ہر ایک کے متعلق الگ الگ فیصلے بھی صادر فرماتا ہے۔ اس طرح باقی صفات الٰہی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی عبادت:

اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ ہر قسم کی عبادت کو صرف اللہ رب العالمین ہی کیلئے خاص کیا جائے اور کسی دوسرے کو اس کی عبادت میں شریک و سہیم نہ بنایا جائے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ [الذاریات:۵۶]

''اور میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے''

سورت البقرۃ میں اعلانِ خداوندی ہے:

﴿وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾

[البقرۃ:۱۶۳]

''اور تمہارا معبود تو صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے۔ وہ بڑا مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔''

عبادت کا لغوی معنی عاجزی، پستی، خضوع، خوف اور تعظیم و اطاعت ہے۔ شرعی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی انتہائی تعظیم بجالاتے ہوئے اس کے سامنے اپنی بندگی، عاجزی، انکساری، اور عبودیت کا نذرانہ پیش کرنے اور اُس کے احکام کو اس کے رسولوں کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق بجالانے کا نام ''عبادت'' ہے۔ عبادت میں عابد کے اندر نہایت درجے کی تواضع اور معبود میں اعلیٰ درجے کی عزت و تعظیم کا پایا جانا ضروری ہے۔ قرآن حکیم میں تمام انسانوں کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمانِ ربانی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝﴾[البقرة:۲۱،۲۲]

''اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو، جس نے تمہیں اور تمہارے آباء اوجداد کو پیدا فرمایا تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ، اُسی نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی نازل فرمایا، اُسی نے تمہارے کھانے کیلئے پھل نکالے لہٰذا تم اللہ تعالیٰ کے لئے شریک نہ ٹھہراؤ اور تم جانتے ہو (کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔)''

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ہر قسم کی زبانی، فعلی، مالی اور قلبی عبادات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے بجالائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخر رسول ﷺ کو حکم فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۝﴾[الانعام:۱۶۲،۱۶۳]

''بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور جینا اور میرا مرنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں ہے اور مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔''

عبادتِ الٰہی کے اسی مفہوم کو مولانا الطاف حسین حالی رحمہ اللہ نے بڑے خوب صورت الفاظ میں سمجھانے کی کوشش فرمائی ہے کہ۔

ہے ذاتِ واحد عبادت کے لائق
زباں اور دل کی شہادت کے لائق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُسی کے ہیں فرماں، اطاعت کے لائق
اسی کی ہے سرکار، خدمت کے لائق
لگاؤ تو لو اُس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اُس کے آگے جھکاؤ
اُسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم
اُسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اُسی کے غضب سے ڈرو گر، ڈرو تم
اُسی کی طلب میں مرو گر، مرو تم
مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اُس کے آگے کسی کی بڑائی

اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی دوسرے کو حصہ دار بنانے کا نام ''شرک فی العبادات'' ہے۔ مثلاً ہاتھ باندھ کر باادب کھڑے ہونا، رکوع اور سجدہ کرنا، دعاء اور اعتکاف کرنا، روزہ رکھنا، قربانی اور نذر ونیاز دینا وغیرہ اُمورصرف اورصرف اللہ رب العزت ہی کے لئے خاص ہیں۔ اگر کوئی شخص ان میں سے یا اُن جیسے دیگر اعمال میں سے کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لئے کرتا تو وہ ''شرک فی العبادۃ'' کا مرتکب ہوتا ہے۔ بیت اللہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ کا طواف کرنا، حجراسود کے سوا کسی اور چیز کو برکت اور تقرب کے لئے بوسہ دینا، آب زمزم کے سوا کسی پانی کو متبرک جاننا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی طرح کسی دوسرے کے احکام کی پیروی کرنا بھی ''عبادت میں شرک'' ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ ذٰلِکَ الدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ۝﴾ [یوسف:۴۰]

''اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا حکم نہیں ہے، اُس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت مت کرو، یہی سیدھا دین ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

تصرف واختیارات:

ہر صاحب ایمان کے لئے اس امر پر یقین کرنا بھی ضروری کہ اللہ تعالیٰ اپنے اختیارات، تصرفات، اور افعال میں بھی یک وتنہا اور اکیلا ہے، وہی ساری کائنات کا خالق و مالک ومتصرف و مدبر ہے، زندگی اور موت کا مالک، حکم چلانے والا، بیماری اور شفاء دینے والا، مرادیں پوری کرنے والا، اولاد عطاء فرمانے والا، حاجت روا، مشکل کشاء، رزق دینے والا، اور اُس میں وسعت وتنگی کرنے والا، بارش برسانے والا، ہواؤں کو چلانے والا، سورج اور چاند کو طلوع وغروب کرنے والا، بگڑی بنانے والا، دستگیری کرنے والا، خزانے بخشنے والا، اور مختار کل وغیرہ صرف اور صرف اللہ رب العالمین ہے۔ان معاملات میں اُس کا کوئی شریک وسہیم بلکہ مشیر ومعاون بھی کوئی نہیں ہے وہ اکیلا ہی تمام اختیارات کا مالک اور مقتدر وحاکم ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے:

﴿ قُلۡ اِنَّ الۡاَمۡرَ کُلَّهٗ لِلّٰهِ۝﴾ [آل عمران:۱۵۴]

''(اے نبی ﷺ) آپ فرمادیجیے کہ تمام اختیارات تو صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں''

سورت بروج میں ارشادالٰہی ہے:

﴿اِنَّهٗ هُوَ یُبۡدِئُ وَ یُعِیۡدُ۝وَ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الۡوَدُوۡدُ۝ذُو الۡعَرۡشِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَجِيْدُ۝ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ۝﴾[البروج:۱۳تا۱۶]

''بے شک وہی (اللہ تعالیٰ) پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا اور وہی بخشنے والا، بہت محبت کرنے والا، وہی عرش کا مالک، بڑی شان والا ہے، وہ جو ارادہ کرے اُسے کرگزرنے والا ہے۔''

قرآن کریم کے تیرھویں پارے سورت الرعد کے دوسرے رکوع میں اللہ تعالیٰ کے اختیارات وتصرفات اور احکام میں یکتا ہونے کی بڑے عام فہم اور خوب صورت دلائل بیان فرمائے گئے ہیں۔ آیئے! قرآنی آیات اور ترجمے پر غور فرمائیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَ مَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُ وَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ۝ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَ مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَ سَارِبٌ بِالنَّهَارِ ۝ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَ اِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ۝ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ يُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ۝ وَ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ وَ يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَ هُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ وَ هُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ۝ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَ مَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَ مَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ۝ وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ○ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ لَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَ الْبَصِیْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَیْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ○﴾[الرعد:۸تا۱۶]

''اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ جو کچھ ہر ایک مادہ (پیٹ میں) اٹھاتی ہے اور (وہی جانتا ہے) جو کچھ رِحم کم اور زیادہ کرتے ہیں اور اُسکے ہاں ہر چیز کی ایک مقدار مقرر ہے۔ وہ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے، بہت بڑا، نہایت بلند ہے۔ اُس کے لئے برابر ہے کہ تم میں سے جو کوئی بات کو آہستہ کہے اور جو بلند آواز سے کہے اسی طرح جو کوئی چھپنے والا ہو رات (کی تاریکی) میں یا چلنے والا ہے، دن (کی روشنی) میں۔ اُس کے لئے دونوں برابر ہیں۔ ہر انسان کے آگے اور پیچھے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ باری باری آنے والے فرشتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حفاظت کرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی (اچھی) حالت کو (بری حالت میں) تبدیل نہیں فرماتا۔ یہاں تک کہ وہ خود اس کو بدل لیں جو اُن کے دلوں میں ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ عذاب کا ارادہ کرتا ہے تو پھر اُسے کوئی ٹال نہیں سکتا اور اُن لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کارساز بھی نہیں ہوسکتا اور وہ (اللہ تعالیٰ) ہی تو ہے جو تمہیں ڈرانے کے لئے اور اُمید دلانے کیلئے (آسمانی) بجلی دکھاتا ہے اور وہی بھاری بادلوں کا پیدا کرنے والا (یا اٹھانے والا) ہے اور گرج اُسکی حمد کے ساتھ اور فرشتے اُسکے خوف سے اُس کی تسبیح کرتے ہیں اور وہی کڑکتی ہوئی بجلیاں بھیجتا ہے۔ صرف جو اُسی پر گرتی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس پر وہ چاہتا ہے اور وہ (کافر) اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں اور وہ تو شدید قوت والا ہے۔ اُسی کو پکارنا برحق ہے اور جنہیں وہ (مشرک) اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں وہ اُنہیں کچھ بھی جواب نہیں دیتے اُنہیں پکارنا تو ایسے ہے جیسے کوئی شخص پانی کی طرف اپنے ہاتھ اس لئے پھیلائے کہ پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے، حالانکہ پانی کبھی اُس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا اور کافروں کی پکار تو گمراہی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے اور آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں خوشی اور ناخوشی سے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہیں اور ا(اسی طرح) اُن کے سائے بھی صبح وشام (اُس کے حضور) سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ (اے رسول ﷺ) آپ اُن سے پوچھیے کہ آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ آپ خود ہی فرمایئے کہ ''اللہ تعالیٰ ہی ہے؟ آپ فرمایئے (اے مشرکو!) کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے سوا ایسے حمایتی (کارساز) بنالیے ہیں جو اپنی ذات کے نفع اور نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے، آپ غور فرمایئے! کہ کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہو سکتے ہیں، یا کیا اندھیرے اور روشنی ایک جیسے ہو سکتے ہیں، جنہیں ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا ہوا ہے۔ کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی طرح کوئی مخلوق پیدا کی ہے جو اُن پر مشتبہ ہوگئی ہے؟ آپ فرمادیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہ اکیلا، نہایت غالب ہے۔''

آپ ان قرآنی آیاتِ مبارکات کے الفاظ اور ترجمے پر جتنا زیادہ غور اور توجہ فرمائیں گے تو آپ پر حقائق منکشف ہوتے جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے دلائلِ واضحہ اور براہین قاطعہ سے شرک کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اختیارات وتصرفات میں دوسروں کو حصہ دار سمجھتے ہیں اُن کی مذمت اور تردید کی اخیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دی ہے۔ یہ آیات بینات واشگاف اعلان فرما رہی کہ اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں کوئی شریک ہے نہ اُس کے افعال میں کوئی مشیر، اس کے احکام کو کوئی بدل سکتا ہے نہ ٹال سکتا ہے، وہی ہر قسم کے اختیارات وتصرفات کا مالک ہے، کائنات کی ہر چیز اور تمام برگزیدہ ہستیاں اپنا وجود قائم رکھنے کے لئے اُس کی محتاج ہیں مگر وہ کسی کا محتاج نہیں ہے، باقی ہر چیز فانی مگر وہ ہمیشہ باقی ہے، اُس کا کوئی مددگار، معاون اور وزیر نہیں ہے، وہ جس طرح اپنی ذات وصفات میں واحد واحد اور یک وتنہا ہے اسی طرح اپنے اختیارات وافعال میں بھی وحدہ لاشریک ہے۔

رسولوں پر ایمان:

اسلام کے بنیادی عقائد میں دوسرا عقیدہ ''عقیدہ رسالت'' یعنی اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان لانے کا مختصر مفہوم یہ ہے کہ ہر مسلمان اس امر پر یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رشد وراہنمائی اور ہدایت واصلاح کے لئے انسانوں میں سے ہی برگزیدہ ہستیوں کا انتخاب فرمایا اور اُنہیں منصبِ رسالت اور کلاہ نبوت سے سرفراز فرمایا۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام بشر اور انسان تھے اور اکثر بشری عوارض اُنہیں لاحق ہوئے تھے مثلاً وہ کھاتے، پیتے، بیمار و تندرست ہوتے، رفع حاجت کرتے، انسانی حوائج سے دوچار ہوتے، غم زدہ اور خوش ہوتے، مسکراتے اور روتے، چلتے اور پھرتے، اٹھتے اور بیٹھتے، سوتے اور جاگتے، زندہ رہتے اور وفات پاتے، مگر اللہ تعالیٰ نے اُنہیں علی الاطلاق باقی انسانوں سے افضل، بہتر اور برتر بنایا ہے اُن کی شان وعظمت بلند اور مرتبہ ومقام اعلیٰ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کا لغوی معنیٰ ''خبر دینے والا'' اور رسول کا معنیٰ قاصد اور پیام بر ہے۔ چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی خبر دیتے اور اُنہیں ذاتِ الٰہی کے پیغامات سناتے ہیں اس لئے اُنہیں ''نبی ورسول'' کہا جاتا ہے۔ مگر نبی اور رسول میں فرق یہ ہے کہ رسول صاحبِ کتاب وشریعت ہوتا ہے جبکہ نبی کے لئے صاحبِ شریعت ہونا ضروری نہیں بلکہ وہ کسی رسول کا تابع اور اُسی کی شریعت کا پابند ہوتا اور بذریعہ وحی اُنہیں احکام کی تبلیغ کرتا ہے۔

ہمارے لئے تمام انبیاء ورسل پر ایمان لانا لازم ہے یعنی ہمارا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جن عظیم ہستیوں کو رسالت ونبوت کا منصبِ رفیع عطاء فرمایا گیا وہ سب اللہ تعالیٰ کے سچے نبی اور رسول ہیں۔

﴿لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ﴾ [البقرۃ:۲۸۵]

''ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کرتے۔''

بلکہ تمام انبیاء ورسل کی رسالت ونبوت کو برحق مانتے، اُن پر ایمان لاتے اور دل وجان سے تسلیم کرتے ہیں۔ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر امام الانبیاء جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث فرمائے گئے انبیاء کرام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار اور اُن میں سے رسولوں کی تعداد تین سو تیرہ یا تین سو پندرہ ہے، جیسا کہ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ

((أَنَّهُمْ مِائَةُ أَلْفٍ وَأَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ أَلْفًا الرُّسُلُ مِنْهُمْ ثَلَاثُمِائَةٍ وَثَلَاثَةَ عَشَرَ)) [فتح الباری: کتاب احادیث الانبیاء]

''انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور اُن میں تین سو تیرہ رسول ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسند امام احمد کی ایک روایت میں رسولوں کی تعداد تین سو پندرہ ذکر کی گئی ہے جیسا کہ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کرام کی تعداد دریافت فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مِائَةُ أَلْفٍ وَّأَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُونَ أَلْفاً اَلرُّسُلُ مِنْ ذٰلِكَ مِائَةٍ وَّخَمْسَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيرًا))

[بلوغ الامانی فی اسرار الفتح الربانی: کتاب احادیث الانبیاء]

''اللہ تعالیٰ کے نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اور اُن میں تین سو پندرہ رسول ہیں جو بہت بڑی تعداد ہے۔''

ان تین سو تیرہ رسولوں میں اولوالعزم، عظیم المرتبت اور اعلیٰ مقام ومرتبہ کے حامل رسول پانچ ہیں۔جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

۱) سیدنا نوح علیہ السلام ۲) سیدنا ابراہیم علیہ السلام

۳) سیدنا موسیٰ علیہ السلام ۴) سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

۵) امام المرسلین جناب محمد رسول اللہ علیہ السلام

یہ ترتیب زمانہ بعثت کے اعتبار سے ہے ورنہ عظمت وشان کے لحاظ سے پہلا نام جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور قرآن حکیم میں ان پانچوں رسولوں کے تذکرے والی آیت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان کے باعث سب سے پہلے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ذکر فرمایا گیا ہے۔ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًاo﴾[الاحزاب:۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جب ہم نے انبیاء سے اُن کا عہد لیا اور (اے نبی ﷺ) آپ سے اور نوح علیہ السلام سے اور ابراہیم علیہ السلام سے اور موسیٰ علیہ السلام سے اور عیسیٰ علیہ السلام سے اور ہم نے اُن سے بڑا پختہ عہد لیا۔''

اولوالعزم رسولوں کے اسماء مبارکات کی یہ ترتیب اس امر کا اعلان واظہار کررہی ہے کہ محسنِ انسانیت، رہبر کامل، سرورِ عالم۔ سیدالکونین، رسول الثقلین، جناب محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ کا مقام ومرتبہ تمام نبیوں، رسولوں، اور پیغمبروں سے اعلیٰ وافضل ہے۔ کیونکہ نبی رحمت ﷺ ہی وہ ذات ستودہ صفات ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ٥ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ٥ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَکَ ٥ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ٥﴾ [الانشراح: ۱تا۴]

''(اے رسول ﷺ) کیا ہم نے آپ کے لئے آپ کا سینہ کھول نہیں دیا؟ (یعنی ہم نے آپ کا سینہ مبارکہ فراخ فرمادیا ہے) اور ہم نے آپ کا بوجھ اُتار دیا ہے، وہ بوجھ جس نے آپ کی کمر توڑ دی تھی اور ہم نے آپ کے لئے آپ کا ذکر بلند فرمادیا۔''

حقیقت یہ ہے کہ خالقِ ارض وسماء نے آپ ﷺ کے ''ذکرِ خیر'' کو اتنا بلندو بالا ہے کردیا ہے کہ:

☆ ہواؤں میں آپ ﷺ کا ذکر ☆ فضاؤں میں آپ ﷺ کا ذکر

☆ عرب وعجم میں ☆ مغرب ومشرق میں

☆ شمال وجنوب میں ☆ زمین وآسمان میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆اور عالمِ ارواح میں ☆ابرہیم علیہ السلام کی دعاؤں میں

☆موسیٰ علیہ السلام کی تورات میں ☆عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل میں

☆داؤد علیہ السلام کی زبور میں ☆آمنہ کی خوابوں میں

☆مسجد حرام میں ☆مسجد اقصیٰ میں

☆مسجد نبوی میں ☆قرآن کی آیات میں

☆حدیثی ارشادات میں ☆صحابہ کے فرمودات میں

☆ اہلِ ایمان کے خیالات میں ☆فرشتوں کے احساسات میں

☆انسانوں کے تصورات میں ☆میدان حشر میں

☆جنت کے دروازے پر ☆پل صراط پر

ہر جگہ ذکر خدا ہو رہا ہے اور ذکر مصطفیٰ ہو رہا ہے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ o

زمانے کی نگاہوں نے بشر ایسا کہاں دیکھا
ملک کو جس نے ایوانِ شرف کا پاسباں دیکھا
ہے درس علم و تہذیب و ادب ،سیرت محمد کی
روا داری کی ہر منزل میں اُن کو ضوفشاں دیکھا
کسی کو سرفراز ایسا نہ پایا عرشِ رفعت نے
رسولوں میں یہاں دیکھا ،فرشتوں میں وہاں دیکھا
بہت آئے نظر لیکن سہیلؔ اس شان کا بندہ
نہ بالائے فلک پایا، نہ زیرِ آسماں دیکھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالتِ محمدی پر ایمان:

ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام انبیاء و رسل پر ایمان لانے کے علاوہ بالخصوص نبی محترم، رسولِ معظم، سرور عالم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لائے کہ آپ ﷺ

☆ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ، پسندیدہ اور محبوب بندے اور رسول ہیں۔

☆ آپ ﷺ کی بعثت و نبوت قیامت تک تمام انسانوں کے لئے ہے۔

☆ آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر سلسلہ نبوت ختم ہو گیا ہے یعنی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول اور خاتم النبیین ہے۔

☆ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عظیم الشان اور بے مثال معجزات عطاء فرمائے ہیں۔

☆ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ تمام انبیاء و رسل پر فضیلت و عظمت نصیب فرمائی ہے۔

☆ آپ ﷺ کی محبت ایمان کا لازمی حصہ بلکہ عینِ ایمان ہے۔

☆ ہر مسلمان کے لئے آپ ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری اور اتباع لازم ہے۔

☆ آپ ﷺ کی امت پہلی عام امتوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔

☆ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خاص امتیازات، اعزازت، اور خصوصیات سے نوازا ہے۔

☆ آپ ﷺ رحمۃ العالمین، خاتم المرسلین، سید الاولین، والآخرین اور شفیع المذنبین ہیں۔

☆ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص عطیہ ''حوض کوثر'' عطاء فرمایا جائے گا۔

☆ مقام محمود کا شرفِ عظیم بھی آپ ﷺ کو حاصل ہے۔

☆ شفاعتِ کبریٰ اور شفاعتِ صغریٰ بھی صرف آپ ﷺ کے حصہ میں آئے گی۔

.........................اور.........................

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ جنت کا دروازہ بھی آپ ﷺ کی اجازت اور حکم سے کھولا جائے گا۔

قرآن حکیم کی سینکڑوں آیات میں آپ ﷺ کے امتیازات و خصوصیات بیان فرمائی گئی ہیں مگر ہم اختصار کی وجہ سے صرف تین مقامات کی تلاوت پر اکتفا کرتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝﴾ [الاحزاب:۴۵،۴۶]

''اے نبی ﷺ! بلاشبہ ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُسی کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔''

کتاب الٰہی کے نویں پارے میں آپ ﷺ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾ [الاعراف:۱۵۷]

''وہ لوگ جو اتباع کرتے ہیں اُس رسول کی (جو) نبی اُمّی ہے، وہ جو اُسے اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ اُنہیں اچھے کاموں کا حکم دیتا اور برے کاموں سے روکتا ہے اور وہ اُن کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا اور ناپاک چیزیں حرام ٹھہراتا ہے اور وہ اُن پر پڑے ہوئے اُن کے بوجھ (اور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طوق اتارتا ہے پس وہ لوگ جو اُس پر ایمان لائے اور اُس کی تعظیم و مدد کی اور اُس نور (قرآن مجید) کی پیروی کی جو اُس کے ساتھ نازل کیا گیا ہے یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

چوتھے پارے میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ [آل عمران:۱۶۴]

"البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان پر احسان و انعام فرمایا جب اُس نے اُن میں ایک رسول اُنہیں میں سے بھیجا وہ اُن پر اُس کی آیات تلاوت کرتا ہے اور اُنہیں پاک کرتا ہے اور اُنہیں کتاب و حکمت (سنت) سکھلاتا ہے اور بلاشبہ وہ اس سے قبل ظاہر گمراہی میں تھے۔"

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جن خصائص، خصائل، محامد، محاسن، فضائل، اعزازات و امتیازات سے نوازا ہے اُن سب پر ایمان لانا، یقین کرنا اور آپ ﷺ کی اتباع، اطاعت اور فرماں برداری کرنا ہر مسلمان کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔

آسمانی کتابوں پر ایمان:

ہر مسلمان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تمام کتابوں اور صحیفوں پر ایمان رکھے کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو دین اور شریعت کی حیثیت سے نازل فرمایا گیا ہے اُن آسمانی کتابوں کی تصدیق و تائید قرآن مجید،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرقان حمید کی آیات طیبات اور رسول مکرم ﷺ کے فرمودات سے بھی ہوتی ہے۔

چار مشہور آسمانی اور الہامی کتابوں کا مختصر تعارف یہ ہے کہ:

۱) تورات:

یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر چالیس روزہ اعتکاف کے بعد تختیوں کی صورت میں عطاء فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کا تعارف یوں کرواتا ہے کہ:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ﴾ [المائدہ:۴۴]

''بلاشبہ ہم نے تورات کو نازل فرمایا اُس میں ہدایت اور روشنی ہے۔''

﴿وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ الْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۝﴾ [البقرۃ:۵۳]

''اور جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب اور معجزہ عطاء فرمایا تا کہ تم ہدایت حاصل کرو۔''

۲) زبور:

یہ آسمانی کتاب سیدنا داوٗد علیہ السلام پر نازل فرمائی گئی ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَ لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا۝﴾

[بنی اسرائیل:۵۵]

''اور تحقیق ہم نے بعض انبیاء کرام کو فضیلت عطاء فرمائی اور ہم نے داوٗد علیہ السلام کو ''زبور'' عنایت فرمائی۔''

۳) انجیل:

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو عطاء فرمائی جانے والی کتاب ہدایت کا نام ''انجیل'' ہے۔

اللہ تعالیٰ جناب نوح علیہ السلام اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں انبیاء کی بعثت وتشریف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آوری کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰى آثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ﴾[الحدید:۲۷]

''پھر ہم نے اُن کے نقشِ قدم پر لگا تار اپنے رسول بھیجے اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو پیچھے بھیجا اور ہم نے اُن کو''انجیل'' عطاء فرمائی۔''

۴) قرآن مجید:

یہ وہ عظیم الشان کتابِ ہدایت ہے جو رب العالمین نے جناب رحمۃ للعالمین ﷺ کی ذاتِ گرامی پر تقریباً تیئس سال کے عرصہ میں بتدریج سید الملائکہ جناب جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے نازل فرمائی۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ O فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ﴾[البروج:۲۱،۲۲]

''بلکہ وہ اونچی شان والا قرآن ہے۔ لوح محفوظ میں (لکھا ہوا) ہے۔''

﴿تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعٰلَمِينَ نَذِيرًا O﴾[الفرقان:۱]

''بڑی بابرکت وہ ذات جس نے فرقان (یعنی قرآن مجید) اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل فرمایا تاکہ وہ جہانوں کو ڈرانے والا ہو جائے۔''

﴿وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعٰلَمِينَ O نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ O عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ O بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ O وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ O﴾[الشعراء:۱۹۲تا۱۹۶]

''اور بلاشبہ وہ (قرآن مجید) رب العالمین کی نازل کردہ ہے اسے روح الامین (جبرئیل علیہ السلام) نے آپ ﷺ کے دل پر نازل کیا ہے تاکہ آپ ڈرانے والے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(یعنی انبیاء) میں سے ہو جائیں (یہ قرآن مجید) واضح عربی زبان میں ہے اور بلاشبہ یہ پہلی کتابوں میں بھی (مذکور) ہے۔''

قرآن مجید سے پہلے نازل شدہ تمام کتابوں اور صحیفے آج اپنی اصلی حالت میں دنیا کے کسی خطے اور حصے میں موجود نہیں ہیں اُن کیبارے میں یہ ایمان رکھا جائے کہ وہ کتابیں نازل تو اللہ تعالیٰ نے ہی فرمائی تھیں۔ مگر بعد میں اُن کتابوں کے اندر بڑی تبدیلیاں، ترامیم اور اضافے کر لئے گئے اور جن اُمتوں کو وہ کتابیں عنایت فرمائی گئیں۔ وہ اُن کی حفاظت نہ کر سکے۔ ہم صرف اُن احکام و آیات کی تصدیق کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے۔

قرآن مجید پہلی تمام کتابوں کی تصدیق کرنے والا اور اُن کے احکام کا ناسخ ہے۔ نزول قرآن کے بعد پہلی شریعتیں منسوخ اور کتابیں کالعدم ہو چکی ہیں۔ اب قیامت تک صرف قرآنی احکام اور رسول اکرم ﷺ کے فرمودات پر عمل کیا جائے گا۔ یہ کتاب قیامت تک محفوظ، احکام کی جامع، مکمل ضابطہء حیات، تضادات سے پاک اور سب سے زیادہ پڑھی جانے والی آخری الہامی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو قرآن و حدیث پر عمل کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

فرشتوں پر ایمان:

ایمان کے چھ ارکان میں سے چوتھا رکن ''فرشتوں پر ایمان'' ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان یہ عقیدہ رکھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہیں جنہیں خالقِ کائنات نے نور یعنی روشنی سے تخلیق فرمایا اور اُن کے ذمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختلف کام لگائے ہوئے ہیں ۔فرشتوں کو عربی میں ''ملائکہ'' کہا جاتا ہے ۔وہ کسی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اُس کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے بلکہ تمام فرشتے احکامِ الٰہی کے پابند اور ہر وقت اُس کی تقدیس وتسبیح اور تکبیر وتہلیل میں مصروف رہتے ہیں۔

﴿لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ٥﴾ [التحریم:٦]

''وہ (فرشتے) اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا وہ حکم دیے جاتے ہیں۔''

یہ عقیدہ رکھنا بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں قطعاً اُس کے حصہ دار نہیں ہیں۔نہ ہی اللہ تعالیٰ کے معاون اور مددگار ہیں۔نہ اللہ تعالیٰ اُن کا محتاج ہے اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کے رشتہ دار ہیں۔نہ اُنہیں تقرب الٰہی کا وسیلہ بنا کر اُن کی خوشامد اور پرستش کرنے کی ضرورت ہے۔وہ صرف اللہ تعالیٰ کے احکام بجالاتے ، اُسکے تفویض کردہ فرائض سرانجام دیتے اور کبھی بھی احکامِ الٰہی سے سرمو انحراف نہیں کرتے۔

فرشتوں کی کثرتِ تعداد کا اندازہ لگانا انسانی بساط سے ماورا اور ہمارے اختیار سے باہر ہے۔صحیح بخاری میں سیدنا مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ''حدیثِ معراج''میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،ساتویں آسمان پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زیارت وملاقات اور سلام وجواب کے بعد..................

((فَرُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ فَسَأَلْتُ جِبْرِيْلَ فَقَالَ هٰذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ يُصَلِّيْ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ إِذَا خَرَجُوْا لَمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَعُوْدُوْا إِلَيْهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ)) [صحیح بخاری: کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکہ]

''پھر مجھے بیت المعمور دکھلایا گیا تو میں نے جبرئیل علیہ السلام سے اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بتلایا کہ یہ ''بیت المعمور'' ہے اس میں ستر ہزار فرشتے روزانہ نماز پڑھتے ہیں اور جو ایک مرتبہ نماز پڑھ کر باہر نکل جاتا ہے وہ (قیامت) تک دوبارہ داخل نہیں ہوگا۔''

رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ فرشتوں کی کثرتِ تعداد پر دلالت کرتے ہیں اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَطَّتِ السَّمَاءُ، وَحُقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ مَا فِيهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ سَاجِدًا لِلَّهِ))

[جامع ترمذی، ابواب الزهد باب فی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلاً]

''آسمان بھرا ہوا ہے اور اسے بھرا ہی ہونا چاہیے کیونکہ اُس میں چار انگلیوں کے برابر بھی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں کوئی فرشتہ اپنا سر رکھے اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہ کر رہا ہو۔''

اللہ تعالیٰ کے ان لاتعداد اور بے شمار فرشتوں میں چار فرشتے زیادہ مشہور ہیں۔

۱) جنابِ جبرائیل علیہ السلام ۲) جنابِ میکائیل علیہ السلام

۳) جنابِ اسرافیل علیہ السلام ۴) جنابِ عزرائیل علیہ السلام

متعدد قرآنی آیات اور احادیث مبارکات میں فرشتوں کی اقسام اور ان کے فرائض بیان فرمائے گئے ہیں۔ اختصار کے باعث ہم صرف ایک فہرست پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں

۱) کراماً کاتبین: ہر انسان کے اعمال وافعال کا اندراج کرنے والے فرشتے [الانفطار:۹]

۲) حاملین عرش: اللہ تعالیٰ کے عرشِ عظیم کو اٹھانے والے فرشتے [غافر:۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳) انسانوں کی حفاظت کرنے والے فرشتے۔[الرعد:۱۱]

۴) دوزخ اور جہنم کے داروغے۔[المدثر:۳۰] جہنم کے ان انیس فرشتوں کے سردار کا نام "مالک" ہے۔[الزخرف:۷۷]

۵) جنت اور اہلِ جنت کے خدام فرشتے۔[الرعد:۲۳]

۶) اہلِ ایمان کے لئے دعا کرنے والے فرشتے۔[صحیح مسلم: کتاب الذکر]

۷) زمین پر گشت کرنے والے فرشتے جو اہلِ ایمان کا درود وسلام دربارِ رسالت میں پیش کرتے ہیں۔[سنن نسائی: کتاب السہو]

۸) انسانی ارواح کو قبض کرنے والے فرشتے۔[السجدہ:۱۱]

۹) انسانی ارواح کو آسمان کی طرف لے جانے والے فرشتے۔[صحیح مسلم: کتاب الجنۃ]

۱۰) پہاڑوں کی نگرانی پر مامور فرشتے۔[صحیح مسلم: کتاب الجہاد]

۱۱) ہر انسان کی تقدیر یعنی اس کا مقدر لکھنے والے فرشتے۔[صحیح مسلم: کتاب القدر]

۱۲) منکر ونکیر: عالم برزخ یعنی قبر میں ہر انسان سے اس کے رب، دین اور نبی کے بارے میں سوال کرنے والے فرشتے[جامع ترمذی: ابواب الجنائز]

اللہ کے فرشتوں کا انکار سراسر جہالت، بے علمی، اور ضلالت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴾[النساء:۱۳۶]

"اور جو کوئی اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اُس کی کتابوں، اُس کے رسولوں اور آخرت کے دن کا انکار کرے تو تحقیق وہ دور کی گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک بات مزید یاد رکھیں کہ انسان کی عظمت وفضیلت اور مرتبہ ومقام فرشتوں سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ کیونکہ

فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

آخرت پر ایمان:

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک اہم عقیدہ ''آخرت پر ایمان'' ہے یعنی ہر مسلمان یہ یقین رکھتا ہے کہ یہ دنیا عارضی، فانی اور ختم ہو جانے والی ہے۔ ہر ذی روح کے لئے موت کا ذائقہ چکھنا لازمی اور ضروری ہے اور ایک دن آئے گا جب تک ساری دنیا فنا ہو جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ وقت پر تمام انسانوں کی ارواح کو اُن کے اجسام میں منتقل کر کے اُنہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور تمام انسان دربارِ الٰہی میں حاظر ہو کر اپنے اعمال وافعال کا حساب دیں گے، ہر شخص اپنے صحیفہ اعمال میں اپنی ساری دنیوی زندگی کا ریکارڈ دیکھے گا۔ صالحین وابرار کو اعمال نامے دائیں ہاتھ میں اور فاسقین وفجار کو بائیں ہاتھ میں پکڑائے جائیں گے۔ میزانِ عدل قائم ہو گی، پل صراط سے گذرنا ہوگا، نبی کریم ﷺ اپنے فرماں برداروں کو ''حوض کوثر'' سے سیراب کریں گے، آپ ﷺ ''شفاعت کبریٰ'' کے منصب پر فائز کیے جائیں گے، آپ ﷺ کو ''شفاعت صغریٰ'' کے اعزاز سے بھی نوازا جائے گا جن خوش نصیبوں کے عقائد درست اور نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوا انہیں ایسی جگہ عنایت فرمائی جائے گی جو ہر قسم کی نعمتوں سے بھرپور ہو گی۔ جسے قرآنی آیات میں ''جنت'' کہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے اور جو بدنصیب اسلامی عقائد کا منکر اور اعمال صالحہ سے خالی ہاتھ ہوگا اُسے انتہائی اذیت ناک مقام پر پھینک دیا جائے گا جسے ''جہنم'' کہا جاتا ہے۔

کافر، مشرک اور منافق مستقل اور ہمیشہ کے لئے جہنم کے عذاب میں مبتلا رہیں گے جبکہ گناہگار اہلِ ایمان میں سے بعض رحمتِ الٰہی کے باعث اور بعض اللہ تعالیٰ کے اجازت اور حکم سے کی جانے والی شفاعتوں کے سبب بخش دیے جائیں گے اور بعض کو اُن کے برے اعمال کی سزا دینے کے بعد آخرکار ایمان وعقیدہ کی بنیاد پر جنت میں داخل فرما دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دنیا کی بے ثباتی، موت کی حقیقت، قبر کے ثواب وعذاب، قیامت وحشر کی تمام تفصیلات متعدد قرآنی آیات اور احادیث مبارکات میں بیان فرمائی گئی ہیں مگر ہم اُن سے صرف نظر کرتے ہوئے آپ کی توجہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے چھٹے اور آخری عقیدے ''تقدیر پر ایمان'' کی طرف مبذول کروانا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام اسلامی عقائد اپنانے اور نیک اعمال بجا لانے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

تقدیر پر ایمان:

''تقدیر'' کا لغوی معنی اندازہ لگانا، تدبیر کرنا، تقسیم کرنا اور فیصلہ کرنا ہے۔ اصطلاحِ شریعت میں تقدیر پر ایمان کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر چیز کو ایک خاص اندازے اور مقدار کے ساتھ پیدا فرمایا اور تمام اشیاء کے لئے ایک خاص پیمانہ اور مدت مقرر فرمائی ہے۔ لہٰذا ہر چیز اللہ تعالیٰ کی اس تدبیر، تقسیم اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ مطابق ظہور پذیر ہوتی اور اُسی کے اندازے کے مطابق ختم اور فنا ہوتی ہے۔ یہ ایسے فیصلے ہیں جو ٹل نہیں سکتے اور ان کی مخالفت بھی ممکن نہیں ہے۔ گزشتہ خطبہ جمعہ میں جو ''حدیث جبرئیل'' بیان کی گئی تھی اس میں اچھی اور بری تقدیر پر یقین و اعتماد کرنے کو ایمان کا چھٹا رکن قرار دیا گیا ہے۔ رسول محترم ﷺ نے جناب جبرئیل علیہ السلام کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

((وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ)) [صحیح مسلم: کتاب الایمان]

''اور تم تقدیر کے خیر و شر پر ایمان لاؤ۔''

قرآن حکیم کی متعدد آیات مبارکات میں ''مسئلہ تقدیر'' کی وضاحت کی گئی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ﴾ [الحجر: ۲۱]

''اور ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے موجود ہیں اور ہم اُسے ایک معلوم اندازے کے مطابق ہی اتارتے ہیں۔''

تیرہویں پارے میں فرمان خداوندی ہے:

﴿وَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ﴾ [الرعد: ۸]

''اور اُس (اللہ تعالیٰ) کے پاس ہر چیز ایک مقدار کے مطابق ہے۔''

اٹھائیسویں پارے میں رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾ [الطلاق: ۳]

''تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لئے ایک اندازہ مقرر فرمایا ہے''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقدیر کے مراتب:

اہل علم نے "تقدیر الٰہی" کے چار مراتب بیان فرمائے ہیں:

۱) علم الٰہی:

اس امر پر ایمان ویقین کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے بارے میں جو ہو چکا جو ہوگا اور جس طرح ہوگا جب کچھ اپنے ذاتی، غیر محدود اور ازلی وابدی علم کے ذریعے جانتا ہے۔ اس کے اس علم کی کوئی ابتداء اور انتہا نہیں ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ﴾[الحج:۷۰]

"کیا تم نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔"

۲) کتابتِ الٰہی:

اس چیز پر ایمان کہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ نے اُسے لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے۔ فرمایا:

﴿لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ○ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ وَ عِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ○﴾[الرعد:۳۸، ۳۹]

"ہر مقررہ وعدے کا وقت لکھا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور اصل کتاب (لوح محفوظ) اُسی کے پاس ہے۔"

۳) مشیت الٰہی:

ہر مسلمان یہ یقین رکھے کہ آسمان وزمین میں جو کچھ ہے سب اللہ تعالیٰ کی مشیت کا تقاضا ہے کوئی چیز اُس کی مشیت کے بغیر نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہی ہوتا ہے جو وہ نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔فرمانِ الٰہی ہے

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴾[الحج:١٤]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ وہی کرتا جو وہ چاہتا ہے۔''

۴) تخلیق الٰہی:

ہر مسلمان اس بات پر ایمان لائے کہ ہر چیز کا خالق و مالک اور نگران و محافظ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی چابیاں صرف اُسی کے پاس ہیں۔ارشاد ربانی ہے:

﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ٥لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ٥﴾[الزمر:٦٢ تا ٦٣]

''ہر چیز کا خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور وہ ہر شے پر نگران ہے آسمانوں اور زمین کی چابیاں صرف اُسی کے پاس ہیں۔''

عقیدے کی یہ بات بھی ذہن نشین فرمالیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو نہ تو مختارِ مطلق پیدا کیا ہے اور نہ مجبور محض .... بلکہ معاملہ ان دونوں کے درمیان ہے بعض معاملات میں انسان بااختیار اور بعض کاموں میں بالکل بے اختیار ہے۔جیسے انسانی جسم کے مختلف اعضاء میں سے بعض انسانی اختیار کے بغیر کام کر رہے ہیں دل، جگر اور پھیپھڑے وغیرہ اور بعض اعضاء کو انسان اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر سکتا ہے جیسے ہاتھ، پاؤں، اور آنکھ وغیرہ۔اس لحاظ سے تقدیر کی دو اقسام ہیں:

نمبرا تقدیرِ مبرم: ایسی تقدیر جسے بدلا نہ جا سکے۔

نمبر۲ تقدیرِ معلق: ایسی تقدیر جسے اسباب سے ٹالا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ)) [صحیح بخاری: کتاب الادب، باب من بسط لہ فی الرزق لصلۃ الرحم]

''جسے یہ پسند ہو کہ اس کے رزق میں اضافہ اور اُس موت میں تاخیر ہو تو وہ صلہ رحمی کرے۔''

تقدیر اور گناہ:

ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ خیر و شر اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ہے جو اس کے علم اور ارادہ سے وقوع پذیر ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو اچھا یا برا کام کرنے کا اختیار بھی دیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا﴾ [الدھر:۳]

''بے شک ہم نے اس (انسان) کو راستے کی راہنمائی کر دی خواہ وہ شکر کرنے والا بن جائے اور خواہ وہ کفر (ناشکری) کرنے والا بنے۔''

احکامِ الٰہی پر عمل کرنا، رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا، واجبات ادا کرنا اور محرمات سے اجتناب کرنا انسان کا فرض ہے۔ لہٰذا کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ ارتکابِ گناہ کے بعد یوں کہے کہ ''تقدیر میں ایسا ہی لکھا تھا'' کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو اسی لئے مبعوث فرمایا کہ وہ توحید کی تبلیغ کریں۔ نیکیوں کی دعوت دیں برے اعمال سے روکیں، سعادت مندی کی راہ دکھائیں اور بدبختی کا راستہ واضح کریں۔ چنانچہ جب انسان شرک کرتا ہے، نماز ترک کرتا ہے، شراب نوشی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا یا کوئی بھی نافرمانی کرتا ہے تو وہ احکامِ الٰہی کی مخالفت، کے باعث عذاب وسزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اسلئے اُسے چاہیے کہ وہ توبہ استغفار کرے، اپنے گناہوں پر ندامت وشرمندگی کا اظہار کرے اور اللہ تعالیٰ سے خلوص دل کے ساتھ معافی طلب کرے کیونکہ تقدیر کے لکھے کا بہانہ بنا کر وہ گناہوں کی سزا سے چھٹکارا حاصل نہیں کرسکتا۔

﴿وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا﴾[لقمان:۳۴]

''اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا۔''

تقدیرِ الٰہی اور مشیت الٰہی کا بہانہ بنا کر نافرمانی اور حدودِ الٰہی سے تجاوز کرنا کافرین ومشرکین کا شیوہ اور نافرمان قوموں کا وطیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب گواہی دے رہی ہے کہ:

﴿سَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا لَوْشَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَکْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَ لَا حَرَّمْنَا مِنْ شَیْءٍ کَذٰلِکَ کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰی ذَاقُوْا بَاْسَنَا قُلْ هَلْ عِنْدَکُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ٥﴾[الانعام:۱۴۸]

''عنقریب شرک کرنے والے لوگ کہیں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم اور ہمارے آباؤ اجداد شرک نہ کرتے اور ہم کسی چیز کو حرام بھی نہ ٹھہراتے۔ اسی طرح اُن سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھ لیا (اے نبی ﷺ) آپ فرمائیے کہ کیا تمہارے پاس کچھ علم ہے تو اسے ہمارے لئے نکالو۔ تم تو صرف گمان کی پیروی کررہے ہو اور محض اٹکل پچو لگا رہے ہو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور حاضر کے نام ور محقق اور مفسر مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''انسان کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنی کوتاہی اور قصور کا اعتراف کر لینے کی بجائے کسی دوسرے کے سر تھوپنے اور خود بری الذمہ ہونے کی کوشش کرتا ہے یا اس کی کوئی اور ایسی وجہ تلاش کرتا ہے جس سے اُس کے ذمہ کوئی الزام نہ آئے ....اور اس غرض کے لئے سب سے عمدہ بہانہ مشیت الٰہی کا ہوتا ہے حالانکہ مشیت الٰہی کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہوسکتا۔ ممکن ہے کہ مشیت الٰہی میں یہ بات ہو کہ یہ مشرکین اسی طرح شرک میں پھنس کر اور اپنے آباؤ اجداد کی تقلید کر کے دنیا میں بھی عذاب کے مستحق قرار پائیں اور آخرت میں بھی۔ مشیت الٰہی کو اپنے بچاؤ کے لئے ڈھال بنانے والے عموماً یہ بات بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اللہ کی رضا میں بہت فرق ہے۔ مثلاً اللہ کی رضا اس بات میں ہے کہ سب لوگ اس کے فرماں بردار بن جائیں اور کوئی شخص کفر و شرک یا ظلم و زیادتی کی راہ اختیار نہ کرے مگر اس کی مشیت یہ ہے کہ اس دنیا میں لوگوں کا امتحان لیا جائے۔ اس لئے اللہ نے انسان کو قوتِ تمیز اور قوت ارادہ و اختیار عطاء کی پھر اُسے اسلام و رکفر و شرک اور نیکی و بدی کی راہیں الگ الگ سمجھا دیں۔ پھر جو شخص اپنے ارادہ و اختیار سے اللہ کا فرماں بردار ہوا سے اس کا اچھا بدلہ ملے اور جو کفر و شرک کی راہ اختیار کرے اسے اس کی سزا ملے پھر ان دونوں گروہوں میں حق و باطل کا معرکہ بھی مشیت الٰہی ہے کسی کا ہدایت قبول کرنا مشیت الٰہی بھی ہے اور رضائے الٰہی بھی۔ اور کفر و شرک اختیار کرنا مشیت الٰہی تو ہے مگر رضائے الٰہی ہرگز نہیں ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ انسان کو مشیت الٰہی کی بات اس وقت یاد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتی ہے جب وہ اللہ کے حقوق پامال کر رہا ہو۔لیکن جب اُس کے اپنے حقوق تلف ہورہے ہوں تو وہ کبھی مشیت الٰہی کے عذر کو قبول نہیں کرتا مثلاً کسی کے گھر چوری یا ڈاکہ پڑے تو وہ یہ کبھی نہ کہے گا کہ ''چونکہ مشیت الٰہی ہی یہ تھی اس لئے چور یا ڈاکو کا کیا قصور ہے؟'' لہٰذا اسے کچھ نہ کہنا چاہیے اسے اس وقت وہ اختیار یاد آجاتا ہے جو مجرم نے جرم کرتے وقت استعمال کیا لہٰذا اسے مجرم اور خود اپنے آپ کو مظلوم سمجھتا ہے۔حالانکہ مشیت الٰہی کے اسی ضابطہ کے مطابق اسے اپنے آپ کو مظلوم بھی نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ مشیت الٰہی ہی ایسی تھی۔

مشیت الٰہی کو بہانہ بنانے کی مثال اس واقعہ سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا ''کیا تم تہجد کی نماز کے لئے اٹھتے ہو؟'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یا رسول اللہ! ہماری روحیں تو اللہ کے قبضہ میں ہوتی ہیں اگر وہ واپس بھیج دے تو ہم نماز پڑھ لیں گے۔اس جواب پر رسول اللہ ﷺ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے آپ ﷺ اپنی رانوں پر ہاتھ مارتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے۔

﴿وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ [الکہف:۵۴]

''یعنی انسان اپنی اکثر باتوں میں جھگڑالو واقع ہوا ہے۔''

[صحیح بخاری، کتاب التفسیر]

غور فرمایئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مشیت الٰہی کا سہارا لیا تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول کو غلط قرار نہیں دیا بلکہ آپ کو افسوس اس بات پر ہوا کہ عمل کرنے کا اختیار انسان کو دیا گیا ہے اُسے وہ کیوں بھول گئے۔''

[تیسیر القرآن: جلد اول سورت الانعام آیت ۱۴۸]

''ایمان'' کے ارکان ستہ یعنی چھ ارکان کی تشریح وتوضیح میں گفتگو خاصی طویل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گئی ہے مگر بحمد اللہ تعالیٰ ''ایمان'' کے بارے میں قرآن وحدیث کے اکثر دلائل کا تقریباً احاطہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایمان کے ان حقائق ومعارف کو سمجھ کر اس کے مطابق عقیدہ بنانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

اللہ رحیم وکریم نے سورت عصر میں فرمایا:

﴿وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ○ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○﴾

''زمانے کی قسم! بے شک انسان خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تبلیغ اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔''

اللہ رب العالمین ہم سب کو عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر ۷

علاماتِ ایمان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ
فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo
﴿وَالْعَصْرِo إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍo إِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِo﴾

''زمانے کی قسم! بے شک انسان خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تبلیغ اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔''

ہر قسم کی حمد و ثناء، خالق ارض و سماء اللہ جَلّ وعُلا کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا مالک اور حاکم ہے، وہی رزق عطاء فرمانے والا اور شفاء بخشنے والا ہے وہی زندگی اور موت کا مالک اور قادر مطلق و مختار کل ہے۔ وہی عالم الغیب اور عَالِمِ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ ہے۔ وہی رب السماوات والارض اور نظام کائنات کا مدبر و متصرف ہے، وہ اپنی ذات، صفات، اختیارات، کمالات اور عبادات میں وحدہٗ لاشریک اور عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر ہے، ساری کائنات اُسی کی محتاج مگر وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔

اللہ احکم الحاکمین لاتعداد بے شمار اور ان گنت و بے حساب درود و سلام اور برکات نازل فرمائے محسن انسانیت، رحمتِ دو جہاں، امامِ رسولاں، خاتم النبیین جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر، جنہیں رب العالمین نے اپنی تمام مخلوقات میں سے افضل و اعلیٰ تخلیق فرمایا اور ختم نبوت کا اعزازِ عظیم عطاء فرمایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

تمہیدی کلمات:

قرآن کریم کی ایک مختصر سورتِ مبارکہ یعنی سورۃ عصر کی تیسری آیتِ طیبہ کے ابتدائی الفاظ کی تشریحات وتوضیحات کے ضمن میں ایمان کا مفہوم، قبول ایمان اور انکارِ ایمان کی مناسبت سے انسانوں کی اقسام، اسلام اور ایمان میں فرق، لفظ ایمان کے مختلف مفاہیم، ایمان میں اضافہ اور کمی، اور ایمان کے چھ ارکان یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان، اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان، الہامی اور آسمانی کتابوں پر ایمان، اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان، آخرت کے دن پر ایمان اور تقدیر الٰہی پر ایمان کی تفصیلات آپ گزشتہ دو خطبات میں سماعت فرما چکے ہیں۔ اللہ رب العالمین اپنی مقدس ومتبرک کتاب قرآنِ حکیم کے ساتھ ہماری محبت کو مقبول ومنظور فرمائے اور ہم سب کو قرآنی احکام اور رسولِ اکرم ﷺ کے ارشادات پر پوری طرح عمل کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

آج کے خطبہ جمعہ کی اس مقدس گھڑیوں اور بابرکت لمحات میں اسی آیت مبارکہ کے ابتدائی الفاظ "الا الذین آمنوا" کی تشریح وتفسیر کرتے ہوئے ایمان کی علامات، خصوصیات، نشانیاں اور ایمان کے تقاضے عرض کرنے کا ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث کے مطابق شرح صدر کے ساتھ بیان کرنے، آپ کو توجہ سے سماعت فرمانے اور پھر ہم سب کو عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

ایمان کی علامات، نشانیوں اور تقاضوں سے مراد وہ اعمال وافعال ہیں جن کے کرنے سے پتہ چلتا اور معلوم ہوتا ہے کہ اس سیرت وکردار کا حامل شخص حقیقی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معنوں میں صاحبِ ایمان ہے اور اسکے مومن کامل ہونے میں قطعاً کوئی شک اور شبہ نہیں ہے۔ خود رسولِ مقبول ﷺ نے اپنی زبان مقدس سے ایمان کی ساٹھ یا ستر سے زائد شاخوں، علامات اور نشانیوں کا ذکر فرمایا ہے جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلإِیْمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّوْنَ شُعْبَةً وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِیْمَانِ))

[صحیح بخاری: کتاب الایمان، باب امور الایمان]

''ایمان کی ساٹھ سے زائد شاخیں (اقسام) ہیں اور حیاء (شرم) بھی ایمان کی ایک شاخ (علامت وقسم) ہے۔''

ایک حدیث طیبہ میں ایمان کی ستر سے زائد شاخوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ فرمان رسول ﷺ ہے:

((اَلإِیْـمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّوْنَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَـهَ إِلَّا الـلّٰهُ وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِیْمَانِ)) [صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الایمان]

''ایمان کی اقسام ستر سے زائد ہیں اُن میں سب سے افضل ''لا إلٰہ إلا اللہ'' کہنا یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار ہے اور ایمان کی ادنیٰ قسم اذیت دینے والی چیز کو راستہ سے ہٹا دینا ہے اور شرم وحیاء بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔''

چوتھی صدی ہجری کے نامور محدث امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ ...... جن کے حفظ وضبط، امانت ودیانت، ثقاہت وعدالت، تقویٰ وطہارت، عبادت وریاضت اور علم وفضل پر ارباب سیر کا اتفاق ہے...... نے ایمان کی ان تمام شاخوں، اقسام، علامات اور نشانیوں کو ایک مستقل کتاب ''الجامع الشعب الایمان'' میں جمع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ہے جسے اہلعلم کے ہاں شہرت دوام حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق اور فضل وکرم کی بدولت ایمان کی ان علامات اور نشانیوں میں سے چند نشانیاں بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی۔اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہِ جلیلہ میں ہماری کاوش وکوشش کومقبول ومنظور فرمائے۔آمین۔

کلمہ توحید:

حدیث کی معتبر اور مستند کتاب صحیح مسلم شریف سے جو حدیثِ مبارکہ ابھی آپ نے سماعت فرمائی ہے اس میں رسول اکرم ﷺ نے ایمان کی سب سے افضل و اعلیٰ نشانی ''کلمہ توحید''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ '' کوقرار دیا ہے۔درحقیقت یہ کلمہ توحید ہی ایمان کی اساس ، بنیاد اور اصل الاصول ہے۔اس کلمہ مبارکہ میں اس امر کا اعلان کیا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی معبود، مسجود، حاجت روا، مشکل کشا، خالق، مالک، رازق، حاکم، مدبر اور متصرف نہیں ہے،اس لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اقرار و اعتراف کرنے والا یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ

☆ کوئی نوری اور ناری معبود نہیں ہے۔ ☆ کوئی آبی اور خاکی معبود نہیں ہے۔

☆ کوئی جن اور انسان معبود نہیں ہے۔ ☆ کوئی حجر اور شجر معبود نہیں ہے۔

☆ کوئی ملک او بشر معبود نہیں ہے۔ ☆ کوئی ابر اور قبر معبود نہیں ہے۔

☆ کوئی اعلیٰ اور ادنیٰ معبود نہیں ہے۔ ☆ کوئی فاضل اور مفضول معبود نہیں ہے۔

☆ کوئی عالم اور جاہل معبود نہیں ہے۔ ☆ کوئی گورا اور کالا معبود نہیں ہے۔

☆ کوئی سرخ اور سفید معبود نہیں ہے۔ ☆ کوئی پیر اور فقیر معبود نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ کوئی مولوی اور مفتی معبود نہیں ہے۔ ☆ کوئی حافظ اور قاری معبود نہیں ہے۔

☆ کوئی نبی اور ولی معبود نہیں ہے۔ ☆ کوئی زندہ اور مردہ معبود نہیں ہے۔

☆ کوئی بت اور مجسمہ معبود نہیں ہے۔ ☆ کوئی سورج اور چاند معبود نہیں ہے۔

☆ کوئی ستارہ اور سیارہ معبود نہیں ہے۔ ☆ آگ اور پانی معبود نہیں ہے۔

☆ کوئی مجذوب اور مجنون معبود نہیں ہے۔ ☆ کوئی لات ومنات معبود نہیں ہے۔

☆ کئی عُزّٰی اور ھبل معبود نہیں ہے۔ ☆ کوئی بزرگ اور برگزیدہ معبود نہیں ہے۔

الغرض کائنات ہست وبود میں معبود حقیقی صرف اور صرف رب العالمین ہے، احسن الخالقین ہے اور ارحم الراحمین ہے۔ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

ایمان کی سب سے افضل نشانی یہی وہ ''کلمہ توحید'' ہے کہ ساری کائنات، ساری اشیاء، آسمان وزمین کی تمام وسعتیں، دریاؤں اور سمندروں کی اتھاہ گہرائیاں، فلک بوس پہاڑ اور بلند و بالا درخت، روشنیاں بکھیرنے والا سورج اور ضیاء بخشنے والا چاند، نعمتوں بھری جنت اور رحمتوں والی بہشت، لاتعداد فرشتے اور ان گنت انسان، سارا جہان اور کل کائنات مل کر بھی اس کلمہ توحید کی عظمت وشان اور رفعت ومقام کا مقابلہ نہیں کر سکتے...... ایک طرف ساتوں آسمان، ساتوں زمینیں، اور ان میں موجود تمام اشیاء ہوں اور دوسری طرف ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' ہو تو اس کلمہ توحید کی شان و عظمت زیادہ ہوگی اور اس کے مقابلے میں کل کائنات کی حیثیت کم بلکہ کم تر ہوگی۔

یاد رکھیے!

یہ کوئی مبالغہ آرائی اور خطیبانہ کاروائی نہیں ہے بلکہ سو فیصد حقیقت اور سچی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات ہے۔ جسے اصدق الصادقین، خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی زبان اقدس سے بیان فرمایا ہے، چنانچہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا:

''ایک دفعہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے دربارِ الٰہی میں درخواست کی ! اے میرے پروردگار مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیجئے کہ اس کے ذریعے میں آپ کا ذکر کروں، آپ کو یاد کروں اور اُن کلمات کے ساتھ آپ سے دعا کیا کروں۔ رب العزت نے جواباً فرمایا اے موسیٰ ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ'' پڑھا کرو۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی، الٰہی! یہ کلمہ تو تیرے تمام بندے پڑھتے ہیں اور اس کا وظیفہ کرتے ہیں۔ میں تو کوئی خاص چیز، مخصوص وظیفہ اور خصوصی ذکر پوچھنا چاہتا ہوں۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا، اے موسیٰ علیہ السلام

((لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَالْأَرَضِيْنَ السَّبْعِ فِيْ كِفَّةٍ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ فِيْ كِفَّةٍ مَالَتْ بِهِمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ))

''اگر ساتوں آسمان اور ساتویں زمینیں اور اُن میں بسنے والی تمام مخلوقات ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور دوسرے میں ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کو رکھ دیا جائے تو کلمہ توحید والا پلڑا جھک جائے گا یعنی توحید کا وزن ساتوں زمینوں، ساتوں آسمانوں اور اُن میں موجود تمام اشیاء سے بھاری ہوگا۔'' سبحانہ اللہ

[رواہ النسائی وابن حبان فی صحیحہ والحاکم وقال الحاکم صحیح الاسناد، الترغیب والترھیب للمنذری کتاب الذکر والدعاء: الترغیب فی قول لا الہ الا اللہ]

اسی کلمہ توحید کی بدولت گناہ معاف ہوتے، درجات بلند ہوتے ہیں اور جنت واجب ہو جاتی ہے۔ رحمتِ کونین ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

[صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنۃ]

''جسے اس یقین کی حالت میں موت آئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال رحمہ اللہ نے اسی کلمہ توحید کے فضائل اور اثرات کا تذکرہ کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے:

خودی کا سرنہاں لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ خودی ہے تیغ فساں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے صنم کدہ ہے جہاں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا فریب سود وزیاں لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ

یہ مال ودولت دنیا، یہ رشتہء پیوند بتان وہم گماں لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ

یہ نغمہ فصلِ گل ولالہ کا نہیں پابند بہار ہو کہ خزاں لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ

یہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ایمان کی افضل ترین شاخ اور سب سے بڑی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کلمہ توحید کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

محبت الٰہی:

ایمان کی نشانیوں میں سے ایک اہم نشانی یہ ہے کہ ایماندار شخص کائنات ہست وبود اور سارے جہان میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے اُلفت ومحبت ہر صاحب ایمان پر فرض اور لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن عزیز میں معبودانِ باطلہ کے ساتھ محبت کی مذمت اور محبت الٰہی کی فرضیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾[البقرة:١٦٥]

''اور بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا غیروں کو اس کا شریک بناتے ہیں وہ اُن شریکوں سے اس طرح محبت کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ سے محبت کرنی چاہیے اور جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے میں زیادہ سخت ہیں۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ سب سے بڑھ کر محبت کرنے کا تقاضہ یہ ہے کہ عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی جائے اور اس کی ذات وصفات اور اختیارات و تفرقات میں کسی کو شریک اور حصہ دار نہ بنایا جائے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ٥﴾[الذاريات:٥٦]

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کی تو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اُس کی رحمت کی اُمید رکھی جائے اور اُس کے عذاب سے خوف کھایا جائے۔ اہلِ ایمان کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ يَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ﴾[بنی اسرائیل:٥٧]

''اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی اُمید رکھتے ہیں اور اُس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔''

غیر اللہ سے خوف نہ کھا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَ خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ٥﴾[آل عمران:١٧٥]

''پس تم اُن سے نہ ڈرو اور اگر تم مومن ہو تو صرف مجھ ہی سے ڈرو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام قسم کے اسباب و وسائل استعمال میں لانے کے باوجود توکل، بھروسہ اور اعتماد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا ذات بابرکات پر کیا جائے۔ فرمانِ خداوندی ہے:

﴿وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ [ابراہیم:۱۱]

''اور اہلِ ایمان کو تو صرف اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔''

صرف ذاتِ الٰہی پر توکل کرنے کا حکم دیتے ہوئے رب العزت نے فرمایا:

﴿وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝﴾ [المائدہ:۲۳]

''اگر تم مومن ہو تو پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل کرو۔''

اللہ تعالیٰ کی ان گنت اور بے حساب نعمتوں پر اُس کا شکر ادا کیا جائے اور اپنی زبان کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رکھا جائے، اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو حکم دیتا ہے کہ:

﴿فَاذْكُرُوْنِيْۤ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ۝﴾ [البقرۃ:۱۵۲]

''پس تم میرا ذکر کرو تو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور تم میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔''

اور حکمِ الٰہی ہے کہ اگر تم میرے انعامات واحسانات پر میرا شکر ادا کرو گے تو میں اپنی نوازشات میں مزید اضافہ فرمادوں گا اور اگر تم نے ناشکری کا وطیرہ اپنایا تو میرا سخت عذاب تمہارا انتظار کر رہا ہے۔

﴿وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ۝﴾ [ابراہیم:۷]

''اور جب تمہارے رب نے (تمہیں) آگاہ فرمادیا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقیناً تمہیں اور زیادہ دوں گا اور البتہ اگر تم ناشکری کرو گے تو بلاشبہ میرا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔''

محبِّ صادق کون؟

نامور محدث امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اُس کے تقاضوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا محبِّ صادق وہ ہوتا ہے۔

((اِنْ نَطَقَ نَطَقَ لِلّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَاِنْ سَكَتَ سَكَتَ لِلّٰهِ وَاِنْ تَحَرَّكَ فَبِاَمْرِ اللّٰهِ وَاِنْ سَكَنَ فَسُكُوْنُهٗ اِسْتِعَانَةٌ عَلٰى مَرْضَاةِ اللّٰهِ فَحُبُّهٗ لِلّٰهِ وَبِاللّٰهِ مَعَ اللّٰهِ)) [نضرۃ النعیم فی مکارم اخلاق الرسول الکریم: ص۳۳۵۵ جلد۸]

''اگر وہ بولتا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے بولتا ہے اور اگر خاموشی اختیار کرے تو اُس کا خاموش رہنا بھی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے اور اگر حرکت کرے تو وہ بھی حکمِ الٰہی کے مطابق کرتا ہے اور اُس کا حرکت نہ کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی رضامندی پر مددگار ہوتا ہے پس اُس کی محبت اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی محبت ایمان کا ایسا جزو لاینفک ہے کہ رسول اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ سے اُس کی محبت کی دعا فرمایا کرتے اور اُس سے اس کی محبت کا سوال کیا کرتے تھے۔ چنانچہ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ مکرم ﷺ نے سیدنا داوٗد علیہ السلام کی عبادت و ریاضت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اُس کی محبت کا سوال ان الفاظ میں کیا کرتے تھے۔

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ)) [جامع ترمذی: کتاب الدعوات]

''اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت، تجھ سے محبت کرنے والوں کی محبت اور ایسے عمل کا سوال کرتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے میرے اللہ! تو اپنی محبت کو میرے لئے میری جان، میرے اہل وعیال اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔''

حضرات! آج ہمارا حال کیا ہے؟ ہم ہر وقت اور ہر روز اللہ تعالیٰ سے مال، دولت، کاروبار، اولاد، دنیاوی مفادات اور نہ جانے کیا کیا دعائیں مانگتے اور سوالات کرتے ہیں مگر غور کیجئے کہ اللہ کے رسول ﷺ اللہ تعالیٰ سے کیا مانگتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی محبت، اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کی محبت اور اللہ تعالیٰ کی محبت تک پہنچانے والے اعمال کی محبت۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی محبت نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

ویسے تو ''محبتِ الٰہی'' تقریر وخطاب کا ایک مستقل موضوع ہے مگر ہم اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف دو احادیث طیبات بیان کر کے ''ایمان کی دوسری علامات'' شروع کرتے ہیں۔ خادم رسول سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ایمانی حلاوت یعنی ایمان کی مٹھاس اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا تعلق واضح کرتے ہوئے فرمایا:

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلّٰهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ)) [صحیح بخاری: کتاب الایمان، باب حلاوۃ الایمان]

"تین اوصاف ایسے ہیں جس میں یہ موجود ہوں گے وہ ایمان کی مٹھاس، حلاوت اور شیرینی کو پالے گا (۱) اس کے دل میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت سب سے زیادہ ہو (۲) وہ ہر شخص سے صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے محبت کرے (۳) کفر (وشرک) کو ایسے ناپسند کرے جیسے آگ میں جلنے کو ناپسند کرتا ہے۔"

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور دست بستہ دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنی سچی محبت عطاء فرمائے۔ آمین۔

ایمان کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ سے محبت اور رب العزت سے محبت کرنے والوں سے محبت انتہائی ضروری ہے بلکہ مومنِ کامل کی زندگی کا ہر عمل اللہ رحیم وکریم کی رضا مندی اور اُسی کی محبت کے حصول کی خاطر ہونا چاہیے۔ جناب انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے تکمیلِ ایمان کی شرائط کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

((مَنْ أَعْطَى لِلّٰهِ، وَمَنَعَ لِلّٰهِ وَأَحَبَّ لِلّٰهِ وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ وَأَنْكَحَ لِلّٰهِ فَقَدْ اسْتَكْمَلَ إِيْمَانَهُ)) [جامع ترمذی: کتاب صفۃ القیامۃ، باب]

"جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے دیا اور اللہ تعالیٰ ہی کی خاطر روکا اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے محبت کی اور اللہ تعالیٰ ہی کی وجہ سے دشمنی کی اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کے لئے نکاح کی تو اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔"

محبت رسول ﷺ:

ایمان کی نشانیوں میں سے ایک بڑی ہی اہم نشانی نبی اکرم، رسول معظم،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمتِ مجسم جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی محبت، الفت اور عقیدت ہے۔ حُبِّ رسول کے بغیر ایمان کا دعویٰ جھوٹا، باطل اور لغو ہے۔ یہ عقیدے اور عقیدت کی بنیادی بات ہے:

محمد کی جس دل میں الفت نہ ہو گی
سمجھ لو کہ قسمت میں جنت نہ ہو گی
بھٹکتا رہا ہے بھٹکتا رہے گا
محمد سے جس کو عقیدت نہ ہو گی

اور

کرے جو اطاعت محمد کی دل سے
اُسے پیرو مرشد کی حاجت نہ ہو گی

رسول کریم ﷺ کے خادمِ خاص سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے ''محبت رسول'' کو ایمان کا لازمہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) [صحیح بخاری: کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان]

''تم میں سے کوئی شخص ایمان دار نہیں ہوسکتا جب تک میں اُسے اُسکے والد اُسکی والدہ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

حقیقت یہ ہے کہ محسن انسانیت جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت والفت ایمان کا لازمی حصہ، دین کا اہم جزو اور اسلام کی بنیادی شرط ہے۔ جس دل میں محبت رسول کی لگن، عقیدت مصطفیٰ کی تڑپ اور الفت نبی کا جذبہ نہیں ہے ایسے دل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والا انسان فاسق، منافق، فاجر بلکہ کافر تو ہوسکتا ہے مگر حقیقی معنوں میں مومن اور مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ایمان اور محبتِ رسول ایک دوسرے کا لازمہ اور حصہ ہیں۔ ہر مسلمان کو نبی مکرم ﷺ کے ساتھ صرف محبت نہیں بلکہ ''سب سے زیادہ'' محبت ہونی چاہیے۔ سید الرسل ﷺ کی محبت کے مقابلے میں کسی فرد، چیز اور ذات کی محبت کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ آپ ﷺ کی محبت والفت پر ماں اور باپ، بیوی اور بچے، بہن اور بھائی، قوم اور قبیلہ، دوست اور احباب، مال ومتاع، دولت وشہرت، عزت وآبرو، مکانات ومحلات، باغات وفصلات، کارخانے اور دکانات بلکہ کل جہان اور ساری کائنات قربان کی جاسکتی ہے مگر آپ ﷺ کی عقیدت ومحبت سے سر مو انحراف نہیں کیا جاسکتا۔

ایک اور بات ذہن نشین فرمالیں کہ محبت خدا اور محبت مصطفیٰ کی حیثیت برابر ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی محبت ایمان کا حصہ ہے اس طرح رسول اکرم ﷺ کی محبت ایمان کا لازمی جزو ہے اور یہ دونوں محبتیں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں ان دونوں محبتوں کا اکٹھا ذکر فرمایا ہے اور ہر مومن کے لئے ان دونوں محبتوں کو لازمی قرار دیا ہے۔ کتاب الٰہی کے دسویں پارے میں اعلان ہوتا ہے:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْفٰسِقِيْنَ﴾[التوبہ:۲۴]

''(اے نبی ﷺ) آپ (اہلِ ایمان کو) کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے (ماں) باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے (بہن) بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ کاروبار جس کے مندے کا اندیشہ کرتے ہو اور تمہارے وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو تمہیں ''اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ'' اور اُس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو اللہ تعالیٰ کے آنے والے حکم (عذاب) کا انتظار کرو اور اللہ تعالیٰ نافرمان قوم کو ہدایت نصیب نہیں فرماتا۔''

احادیث مبارکات میں بھی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت کو ایک ساتھ بیان کرکے ایک جیسے فوائد واثرات اور نتائج وثمرات کا ذکر کیا گیا ہے۔ خادم رسول سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

((أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَى السَّاعَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ مَا أَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيْرِ صَلَاةٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّيْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ))[صحیح بخاری، کتاب الادب، باب علامۃ الحب فی اللہ...]

''ایک شخص نے نبی مکرم ﷺ سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے اُس سے فرمایا تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ جو قیامت کے وقت کا سوال کر رہے ہو تو اُس نے جواباً عرض کی کہ میں قیامت کی تیاری کے لئے نہ تو زیادہ (نفل) نمازیں پڑھتا ہوں، نہ زیادہ (نفلی) روزے رکھتا ہوں اور نہ ہی زیادہ (نفلی) صدقہ وخیرات کرتا ہوں یعنی صرف فرائض کا پابند ہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن ایک تیاری مکمل ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول (جناب محمد ﷺ) سے ازحد محبت کرتا ہوں آپ نے (اُسکے جذبات محبت کی قدر کرتے ہوئے) فرمایا کہ تم قیامت کے دن اپنے محبوب کے ساتھ ہی ہوگے۔''

ان احادیث وآیات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی ہے کہ ''محبت رسول'' ایمان کی اہم علامت اور نشانی ہے اور جب ''حُبِّ مصطفیٰ'' کے بغیر دین وایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ اردو شاعر نے بڑی خوب صورت بات کہی ہے:

تکمیلِ معرفت ہے محبت رسول کی
ہے بندگی خدا کی اطاعت رسول کی

ہے مرتبہ حضور کا بالائے فہم وعقل
خدا ہی کو معلوم ہے عزت رسول کی

تسکین دل ہے سرورکون مکاں کی یاد
سرمایۂ حیات ہے اُلفت رسول کی

فرمانِ ربِّ پاک ہے فرمانِ مصطفیٰ
احکامِ ایزادی ہیں ہدایت رسول کی

اتنی ہی آرزو ہے بس اے ربِ جہاں
دل میں رہے سحرؔ کے محبت رسول کی

اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو رسولِ مقبول ﷺ کی حقیقی محبت نصیب فرمائے۔ آمین۔

احترام رسول ﷺ:

محبت رسول کا فطری تقاضا ہے کہ محبوبِ مکرم ﷺ کا انتہائی ادب واحترام اور ازحد تعظیم وتکریم کی جائے اور کسی صورت اور کسی حال میں بھی آپ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی وبے ادبی کا تصور بھی نہ کیا جائے۔ ادبِ رسالت اوراحترام نبوی کا حکم دیتے ہوئے اللہ رحیم وکریم نے فرمایا:

﴿اِنَّـآ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا ۝ لِتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُعَزِّرُوۡهُ وَتُوَقِّرُوۡهُ وَتُسَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا ۝﴾ [الفتح: ۸، ۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''(اے نبی ﷺ) بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تا کہ (اے لوگو) تم اللہ تعالیٰ پر اور اُس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور اُن کی مدد کرو اور اُن کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو۔''

کتابِ الٰہی کے نویں پارے میں آپ ﷺ پر ایمان لا کر یعنی آپ کی نبوت ورسالت کی تصدیق وتائید کے بعد آپ ﷺ کی امداد وحمایت کرنے والوں، آپ کا ادب واحترام کرنے والوں اور آپ ﷺ پر نازل ہونے والے ''نور'' قرآن مجید کی اتباع کرنے والوں کو دنیا اور آخرت کی کامیابی کا مژدہ جاں فزا سنایا گیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝﴾ [الاعراف:۱۵۷]

''پس جو لوگ اس (نبی ﷺ) پر ایمان لائے اور اُن کی نصرت وحمایت کی اور اُن کی مدد کرتے رہے اور اس نور کی اتباع کی جو اُن کے ساتھ نازل کیا گیا ہے یہی لوگ فلاح وکامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔''

لہٰذا ہر صاحب ایمان کے لئے رسول مکرم ﷺ کی ذات، بات، اور نام کا ادب واحترام کرنا لازمی اور ضروری ہے اور ادب رسالت ایمان کا حصہ، قرآن مجید کا حکم اور آپ ﷺ کا استحقاق ہے۔

(آدابِ رسالت کے موضوع کو ہم نے اپنی کتاب خطبات سورت نور میں تفصیل سے بیان کیا ہے)

مکتبہ دار العلوم المحمدیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتباع رسول ﷺ:

ایمان کی علامات میں سے بہت ہی اہم علامت ''اتباع رسول'' ہے۔ اتباع کا معنی کسی کے پیچھے لگنا اور اُس کے نقشِ قدم پر چلنا ہے۔ اتباعِ رسول کا مفہوم ہے زندگی میں پیش آور حالات و واقعات اور معاملات و معمولات میں نبی مکرم، رسول محترم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنا آپ کا طریقہ اختیار کرنا اور آپ ﷺ کے احکام و فرمودات پر عمل کرنا، آپ ﷺ کی اتباع و اقتدا، ایمان کی نشانی، قرآن مجید کا حکم اور مسلمانی کی علامت ہے۔ صحابی رسول سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ))

[رواہ فی شرح السنۃ، مشکاۃ المصابیح، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الثانی]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک اُس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائیں۔''

شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ رحمانی رحمہ اللہ اس حدیث مبارکہ کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

هٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلٰى نَفْيِ اَصْلِ الْإِيْمَانِ اَیْ حَتّٰى يَكُوْنَ تَابِعًا مُقْتَدِيًا لِمَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الدِّيْنِ وَالشَّرْعِ عَنِ الْاِعْتِقَادِ لَا عَنِ الْاِكْرَاهِ وَخَوْفِ السَّيْفِ كَالْمُنَافِقِيْنَ))

[مرعاۃ المفاتیح: جلد اول، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ]

''اس فرمانِ رسول ﷺ سے مراد اصل ایمان ہی کی نفی ہے یعنی کوئی شخص اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت تک مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ میری لائی ہوئی شریعت اور دین کی کامل اتباع اور اقتداء نہ کرے اور یہ اتباع مجبوراً یا منافقوں کی طرح تلوار کے خوف کی وجہ سے نہ ہو بلکہ دل کی خوشی اور صحیح اعتقاد کے ساتھ ہو۔"

اللہ رب العزت نے قرآن مجید فرقان حمید میں آپ ﷺ کی اتباع و اطاعت کی اہمیت، فضیلت اور افادیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝﴾ [آل عمران:۳۱]

"(اے رسول ﷺ) آپ فرما دیجیے کہ (لوگو) اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ رب العزت تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بخشنے والا از حد مہربان ہے۔"

یہ آیتِ مبارکہ واشگاف الفاظ میں اعلان فرما رہی ہے کہ اے دنیا بھر کے انسانو! اگر تم:

- ☆ دنیا کی اصلاح
- ☆ آخرت کی فلاح
- ☆ دنیوی کامیابی
- ☆ اُخروی کامرانی
- ☆ دنیا میں عزت
- ☆ آخرت میں اطمینان
- ☆ دنیا میں آبرو
- ☆ آخرت میں نجات
- ☆ دنیوی وقار
- ☆ قبر میں توسیع
- ☆ عذاب قبر سے حفاظت
- ☆ حوض کوثر کا جام
- ☆ عرش الٰہی کا سایہ
- ☆ دنیا کی سلطانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ اپنی حکمرانی
☆ جنت کا حصول
☆ جہنم سے آزادی
☆ بہشت کا حصول
☆ دوزخ سے چھٹکارا
☆ نبی محترم کی شفاعت
☆ رب اکبر کی رحمت
☆ گناہوں کی معافی
☆ اَجرِ وافی وکافی
☆ لواء الحمد تلے جگہ

......اور......

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہتے ہوتو اُس کا ایک ہی طریقہ، ایک ہی رستہ اور ایک ہی سلیقہ ہے کہ امام الانبیاء، شافع روز جزا جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی اتباع اور فرماں برداری کرو اسی میں دنیا کا بھلا اور اسی میں آخرت کی کامیابی ہے کہ

اگر جنت میں جانے کا ارادہ ہو تمامی کا
گلے میں پہن لو کرتا محمد کی غلامی کا

حُبِّ صحابہ رضی اللہ عنہم

جس خوش نصیب وسعادت مند انسان نے قبولِ ایمان کا اِعزاز حاصل کر کے رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ ملاقات کی ہو اور حالتِ ایمان پر ہی اُسے موت آئی ہو اُسے ''صحابی'' کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جنت واجب اور جہنم حرام قرار دی گئی ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد چشمِ کائنات نے رفقاءِ رسول اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی کوئی جماعت نہیں دیکھی۔ اُس جماعت حقہ کا ہر فرد اپنی خدمات، قربانیوں، حب رسول، اطاعت مصطفیٰ اور جذبہ ایمان میں بے مثال وبے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثل اور نادر روزگار ہے۔ ساری کائنات کے اولیاء، اتقیاء، زعماء، شرفاء، صلحاء، علماء، ازکیاء، اور محدثین و مفسرین جمع ہو کر کسی ایک صحابی کی عظمت و شان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جنہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست اکتسابِ فیض کیا اور قربتِ رسول و صحبتِ رسول سے فیض یاب و مشرف ہوئے ہیں:

صحابہ وہ صحابہ جن کو ہر صبح عید حاصل تھی
خدا کا قرب حاصل تھا، نبی کی دید حاصل تھی

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی سینکڑوں آیات مبارکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب اور محامد و محاسن بیان فرمائے ہیں۔ چھبیسویں پارے کی آیت کریمہ ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا۝﴾
[الفتح:٢٩]

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) وہ کافروں پر بڑے سخت اور آپس میں نہایت مہربان ہیں۔ تم اُنہیں رکوع و سجود کرتے ہوئے ہی دیکھو گے وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُس کی رضا مندی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلاش کرتے ہیں۔اُن کی علامت یہ ہے کہ اُن کے چہروں پر سجدوں کا نشان ہو گا،اُن کی یہی صفت تورات میں بیان ہوئی ہے اور اُن کا یہی وصف انجیل میں بھی ہے جیسے ایک کھیتی ہو جس نے کونپل نکالی پھر اُسے مضبوط کیا پھر وہ موٹی ہوئی اور اپنے تنے پر کھڑی ہوگئی۔خوش کرتی ہے کاشتکاروں کو (اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے یہ اوصاف اس لئے بیان کئے) تاکہ کافروں کو غصہ دلائے ،ان میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اُن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور بہت بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت ، اُلفت اور عقیدت ہمارے ایمان کی علامت ،اسلام کی نشانی اور ہمارے دین کی شناخت ہے۔خادم رسول سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((آيَةُ الْإِيمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ))

[صحیح بخاری: کتاب الانصار، باب حب الانصار من الایمان]

''انصار سے محبت ،ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے بغض و کینہ منافقت کی علامت ہے۔''

''انصار'' ناصر کی جمع ہے اور یہ مدینہ طیبہ کے صحابہ کرام کا لقب ہے جس کے معنی ''مددگار'' ہے۔اہلِ مدینہ کو یہ لقب مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی امداد و اعانت اور خدمت کی وجہ سے دیا گیا اور یہ قرآن عزیز کا لفظ ہے۔اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں ''مہاجرین وانصار'' کا اکٹھا ذکر فرمایا ہے اور اُن کے لئے مغفرت ،بخشش اور بلندی درجات کا اعلان فرمایا ہے۔ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴾[التوبہ:۱۰۰]

''اور مہاجرین وانصار میں سے (قبولِ اسلام میں) سب سے پہلے سبقت کرنے والے اور وہ لوگ جنہوں نے احسان کے ساتھ ان کی اتباع کی ، اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو گیا ہے اور وہ اُس سے راضی ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے ایسے باغات تیار کئے ہیں کہ اُن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اُن میں ابد تک ہمیشہ رہیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔''

مختصر یہ کہ صحابہ کرام کی عزت و تعظیم ، قدر و منزلت اور اُن کے ساتھ محبت و الفت ہمارے ایمان کا لازمی حصہ ہے بلکہ صحابہ کرام کی محبت و مودت کامیابی کی کلید ، ایمان کی نشانی اور جنت کا حصول کا ذریعہ ہے اور ان پاکیزہ نفوس سے عداوت ، دشمنی اور حسد و بغض ، نفاق کی علامت ، دین سے دوری اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کا سبب ہے۔ اللہ رب العالمین تمام مسلمانوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب و احترام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو تو وہ ہیں جو:

خدا اور نبی کے وفادار بندے
یتیموں ، بیواؤں کے غم خوار بندے
جہالت کی رسمیں مٹا دینے والے
خدا کے لئے گھر لٹا دینے والے

استقامت فی الدین:

اللہ تعالیٰ کی توحید ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت اور دیگر اسلامی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقائد وارکان پر ثابت قدم رہنا، ڈٹ جانا اور ان پر مداومت اور ہمیشگی اختیار کرنے کا نام ''استقامت'' ہے، اور یہ بھی ایمان کی علامتوں میں سے ایک اہم علامت ہے کہ مومن کامل کو دین میں جو مشکلات پیش آئیں اور جن مصائب کا سامنا کرنا پڑے وہ اُنہیں خندہ پیشانی سے برداشت کرتا، صبر واستقامت سے کام لیتا اور اپنے نظریات و اعتقادات پر ڈٹا رہتا ہے۔

صحابی رسول جناب سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

((قُلْ لِیْ فِی الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ قَالَ قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ، ثُمَّ اسْتَقِمْ)) [صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب جامع اوصاف الاسلام]

''مجھے اسلام کے بارے میں کوئی بات فرما دیجئے کہ آپ کے بعد کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم یہ کہو کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا پھر اس پر ڈٹ جاؤ۔''

ایسے مستقیم المزاج، استقلال واستقامت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے والوں کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝﴾ [حم السجدۃ: ۳۰ تا ۳۲]

''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ''ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے'' پھر اس پر ڈٹ گئے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (اور اُن سے کہتے ہیں کہ) تم نہ ڈرو اور نہ غم کرو، اور اُس جنت پر خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا، ہم دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی تمہارے دوست ہیں اور اُس (جنت) میں تمہارے لئے وہ سب کچھ ہے جو تمہارے دل چاہیں گے اور وہاں جو تم مانگو گے تمہیں دیا جائے گا۔''

یہ آیت طیبہ واضح فرما رہی ہے کہ جن لوگوں نے دل و جان سے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار و اعتراف کر لیا اور پھر پوری زندگی اس عہد و پیماں اور قول و قرار کو پوری دیانت داری، مستقل مزاجی اور ایمانداری سے نبھایا اور اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، اختیارات اور عبادات میں کسی کو شریک و سہیم اور حصہ دار نہ ٹھہرایا تو اُن کی موت کے وقت اللہ تعالیٰ کے فرشتے اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر اُنہیں تسلی دیں گے، اطمینان دلائیں گے اور جنت کی خوشخبری سناتے ہوئے عرض کریں گے کہ آپ موت کا خوف نہ کھائیں اور آخرت کی فکر نہ کریں، کیونکہ آپ کے عقائد و اعمال اور استقامت و استقلال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جنت کو واجب کر دیا ہے اور جنت کی نعمتیں شدت سے تمہارا انتظار کر رہی ہیں۔ ادھر تمہیں موت آئے گی اور اُسی وقت تمہیں جنت میں داخل فرما دیا جائے گا، تمہاری قبر کو جنت کا باغیچہ بنا دیا جائے گا اور تمہیں حشر تک آرام و سکون کی نیند سُلا دیا جائے گا۔ سبحان اللہ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں ایمان پر استقامت کی زندہ مثال ہیں کہ اُنہوں نے اپنے عقیدہ و ایمان کی حفاظت کے لئے والدین، بیوی، بچے، عزیز و اقارب، دوست و احباب، مال و منال، جاہ و جلال، اور وطن و دیس کی قربانیاں دیں مگر اپنے ایمان اور عقیدہ پر ڈٹے رہے جس کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اس دنیا میں ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت کی خوشخبریاں سنا دیں۔

مختصر یہ کہ ایمان باللہ پر ڈٹ جانا، اسلامی عقائد پر استقامت اختیار کرنا اور تعلیمات اسلامی پر استقلال کا مظاہرہ کرنا ایمان کی نشانیوں میں سے ایک اہم نشانی ہے۔ اللہ رحیم وکریم ہم سب کو دینِ اسلام پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین۔

رسولِ محترم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالات، استقامت، استقلال اور صبر کا بہترین نمونہ ہیں اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ، سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا یاسر رضی اللہ عنہ سیدنا زنیرہ رضی اللہ عنہا، سیدہ سُمیہ رضی اللہ عنہا، سیدنا حبیب بن زید رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو جندل رضی اللہ عنہ، سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ، اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات استقامت فی الدین کی زندہ وتابندہ مثال ہیں۔

اخوت وہمدردی:

قرآن وحدیث میں تمام اہلِ ایمان کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا ہے اور باہم ہمدردی، ایثار، قربانی اور اخوت کا درس دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسی ''اخوت'' کو اہلِ ایمان کی نشانی اور علامت قرار دیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ [الحجرات:١٠]

''بلا شبہ اہلِ ایمان تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

یعنی مومنوں کے ایمان کا تقاضا اور علامت یہ ہے کہ اُنہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کرنا چاہیے کیونکہ

یہی مقصودِ فطرت ہے یہی رمزِ مسلمانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُخوت کی جہاں گیری ، محبت کی فراوانی

اسلامی اخوت کی بنیاد اور اساس کلمہ شہادت یعنی اقرارِ توحید ورسالت ہے۔ جونہی کوئی شخص "اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پڑھ لیتا ہے تو وہ اسلامی برادری کا معزز رکن اور اہلِ ایمان کا بھائی بن جاتا ہے۔ یہ ایمان کا رشتہ خونی تعلقات اور قریبی رشتہ داروں سے زیادہ مضبوط ہے جس کی بنیاد محبت، اخلاص، ہمدردی اور خیر خواہی پر ہے۔ مولانا ظفر علی خاں رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اخوت اس کو کہتے ہیں، چبھے کانٹا جو کابل میں
تو ہندوستان کا ہر پیر و جواں بے تاب ہوجائے

یہ اخوت و بھائی چارہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت اور فضلِ خداوندی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ ذی شان ہے:

﴿وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ [الانفال: ٦٣]

"اور اُس (اللہ تعالیٰ) نے اُن (اہلِ ایمان) کے دلوں میں اُلفت ڈال دی (اے رسول ﷺ) اگر آپ روئے زمین کا سارا کچھ خرچ کر دیتے تو آپ اُن کے دلوں کے درمیان اُلفت نہیں ڈال سکتے تھے اور لیکن اللہ تعالیٰ ہی نے اُن کے مابین اُلفت پیدا فرما دی، بیشک وہ غالب حکمت والا ہے۔"

اسلامی اخوت اور دینی بھائی چارے کا تقاضا ہے کہ مومن اپنے کسی مومن بھائی سے حسد، بغض، کینہ، عداوت اور دشمنی نہ رکھے۔ اہلِ ایمان کے درمیان اخوت وہمدردی کی تلقین متعدد احادیث میں فرمائی گئی ہے۔ ہم صرف چار احادیثِ طیبات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر اکتفا کرتے ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اہلِ ایمان!

((لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوٰى هَاهُنَا وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ)) [صحیح مسلم: کتاب البر والصلۃ، باب تحریم ظلم المسلم......]

''تم آپس میں حسد نہ کرو اور صرف قیمت بڑھانے کے لئے بولی نہ دو اور آپس میں بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو اور تم میں سے کوئی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ (یاد رکھو) ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے وہ اُس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ اُس کا ساتھ چھوڑتا ہے اور نہ اُسے حقیر سمجھتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارکہ کی طرف تین مرتبہ اشارہ کر کے فرمایا ''تقویٰ یہاں ہے'' کسی آدمی کے بُرا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا خون اور، مال اور عزت دوسرے مسلمان کے لئے حرام ہے۔''

آیئے! ہم میں سے ہر شخص اس فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اپنے کردار کا جائزہ لے کہ کیا وہ ان اصولوں، ضابطوں اور قوانین کا پابند ہے اور دل و جان سے اپنے مومن و مسلمان بھائی کا خیر خواہ اور ہمدرد ہے۔ اگر ہے تو اُسے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ ذاتِ باری تعالیٰ نے اُسے سچا مومن اور حقیقی مسلمان بننے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعادت نصیب فرمائی ہے اور اگر نہیں ہے............اور میرا خیال ہے کہ ہم میں سے اکثر لوگوں کا اس حدیث طیبہ کے احکام پر عمل نہیں ہے.............تو پھر ہمیں فکر کرنی چاہیے اور اپنی سیرت و کردار کو سنوارنے کی کوشش اور دعا کرنی چاہیے۔

ارشاد پیغمبر ﷺ ہے، اے میرے

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ))

[صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لاخیہ.........]

''تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''

ہم میں سے کوئی شخص اپنے لئے ذلت، خجالت، غربت، بدنامی، بے عزتی، رسوائی، الزام تراشی، حقارت، نفرت، بدگمانی، بغض، حسد، عداوت، دھوکہ، فراڈ، بد دیانتی، خیانت، غیبت، بہتان، جھوٹ اور آبرو کی پامالی وغیرہ پسند نہیں کرتا۔ بحیثیت مسلمان ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی ان چیزوں کو ناپسند کریں۔ یہ ہمارے ایماندار ہونے کی نشانی ہے۔ ہم سب اپنے لئے پسند کرتے ہیں عزت، نیک نامی، شہرت، مال داری، محبت، حسن ظنی، امانت و دیانت، صدق سچائی، آبرو کی حفاظت، اور معاشرے میں احترام وغیرہ ۔۔۔۔لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم دوسروں کے لئے بھی انہیں چیزوں کو پسند کریں۔ یہی ہمارے ایمان کا تقاضا اور ہمارے اسلام کا مطالبہ ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے سچے ایماندار اور حقیقی مسلمان کی علامت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ))

[جامع ترمذی، ابواب الایمان، باب جاء فی ان المسلم من سلم..........]

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان باسلامت اور محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنے خونوں (یعنی جانوں) اور مالوں کو مامون سمجھیں۔''

جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا))

[صحیح مسلم: کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظن..........]

''بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے اور کسی کے راز (خفیہ باتیں) معلوم نہ کرو اور کسی کا عیب تلاش نہ کرو اور بولی پر (صرف قیمت بڑھانے کے لئے) بولی نہ لگاؤ، حسد اور بغض نہ کرو اور تعلقات منقطع نہ کرو اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔''

ان احادیث مبارکات میں معاشرتی استحکام اور مسلمانوں کے باہمی حقوق کے حوالے سے بیس (۲۰) سنہری اصول اور مثالی ضابطے بیان فرمائے گئے ہیں۔ جنھیں اپنا کر مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں نکھار، ماحول میں اطمینان اور معاشرے میں امن وسکون لایا جا سکتا ہے اور یہ ایمانداروں کی نشانیاں اور مومنوں کی علامات ہیں۔ آیئے! ان قوانین کو ذہن نشین کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ تمام اہلِ ایمان۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) ایک دوسرے سے حسد نہ کریں۔

(۲) صرف قیمت بڑھانے کے لئے کسی چیز کی بولی نہ لگائیں۔

(۳) ایک دوسرے سے منہ نہ موڑیں۔

(۴) باہم بغض وعداوت سے اجتناب کریں۔

(۵) کسی کے سودے پر سودا نہ کریں۔

(۶) آپس میں بھائی بھائی بن کر زندگی گزاریں۔

(۷) کسی پر ظلم وستم نہ کریں۔

(۸) تقوی اختیار کریں۔

(۹) مصیبت کے وقت کسی کا ساتھ نہ چھوڑیں۔

(۱۰) کسی مومن کو حقیر نہ جانیں۔

(۱۱) کسی کا مال ناحق نہ کھائیں۔

(۱۲) کسی کو ناحق قتل نہ کریں۔

(۱۳) کسی کی آبرو پامال نہ کریں۔

(۱۴) جو اپنے لئے پسند کریں وہی دوسرے کے لئے پسند کریں۔

(۱۵) کسی مسلمان کو اپنی زبان اور ہاتھ سے تکلیف نہ پہنچائیں۔

(۱۶) تمام اہلِ ایمان کے جان ومال کی حفاظت کریں۔

(۱۷) ایک دوسرے کے بارے میں بدگمانی نہ کریں۔

(۱۸) کسی کے راز معلوم کرنے کی کوشش نہ کریں۔

(۱۹) کسی کے عیب تلاش نہ کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۰) آپس کے تعلقات منقطع نہ کریں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمام اہلِ اسلام کو ان سنہری اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

حسنِ اخلاق:

لفظ ''اخلاق'' خُلُق کی جمع ہے جس کا معنی ''عادت، خصلت، طبیعت، ملنساری، خوش مزاجی اور مروت'' ہے۔ سرور کونین ﷺ نے اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کو اپنی بعثت کا مقصد اور ایمان کی نشانی قرار دیا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ۔

((بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم قَالَ بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الْأَخْلَاقِ)) [موطا امام مالک: کتاب الجامع، باب ما جاء فی حسن الخلق]

''مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''میں تو اچھے اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔''

نرم مزاجی، حسنِ اخلاق اور شیریں کلامی کسی انسان کے کامل الایمان ہونے کی علامت ہے۔ جبکہ بد خلقی، ترش کلامی اور بد مزاجی اُسے کے ناقص الایمان ہونے کی دلیل ہے جیسا کہ اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَأَلْطَفُهُمْ بِأَهْلِهِ)) [جامع ترمذی، کتاب الایمان، باب ما جاء فی استکمال الایمان ......]

''مومنوں میں سے کامل ایمان والا شخص وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو اور وہ اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ سب سے زیادہ نرمی اور مہربانی کرنے والا ہو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج ہمارے معاشرے میں اکثر لوگ گفتگو، معاملات اور ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات میں بداخلاقی اور ترش روئی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جن کی وجہ سے معاشرہ ابتری کا شکار ہوتا جا رہا ہے۔ ہمیں اپنی گفتگو میں نرم روی، تعلقات میں خیر خواہی اور ہمدردی اور معاملات میں سلجھاؤ کا انداز اختیار کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اپنے محبوب پیغمبر جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں فرمایا ہے کہ اے میرے رسول ﷺ! آپ پر اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا احسان ہے کہ اس نے آپ کی طبیعت کو نرم مزاج کو بااخلاق بنایا ہے اگر آپ سخت دل اور ترش رو ہوتے تو لوگ آپ کے پاس آنے سے ہی گریز کرتے اور آپکو چند سالوں میں جو کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں وہ حاصل نہ ہوتیں۔ آپ کی دعوت کے پھیلاؤ، لوگوں کے شوق در شوق اسلام میں داخل ہونے اور توحید کی نشر و اشاعت میں آپ کے اخلاق، زبانی کی مٹھاس اور نرم دلی کا بھی بڑا عمل دخل ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ [آل عمران:۱۵۹]

”پس اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے آپ اُن (اہلِ ایمان) کے لئے نرم ہو گئے، اور اگر آپ (خدانخواستہ) سخت مزاج اور سنگ دل ہوتے تو وہ لوگ آپ کے پاس سے ضرور منتشر ہو جاتے۔“

آپ غور فرمائیں کہ حسن اخلاق کے فوائد اور سخت مزاجی کے نقصانات کا اللہ تعالیٰ نے کس حکیمانہ انداز سے تذکرہ فرمایا ہے لہٰذا ہمیں بھی نرمی، لطافت، اور حسن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے کامل الایمان ہونے کا ثبوت فراہم کرنا چاہیے ۔اگر خدانخواستہ کسی وقت طبیعت میں تیزی، مزاج میں تندی اور زبان میں ترشی پیدا ہونے کا خدشہ ہو تو اپنے آپ پر کنٹرول کرتے ہوئے زبان کو بند رکھنے اور خاموش رہنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ صاحب خلق عظیم ﷺ کا فرمان ہے:

((وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ))[جامع ترمذی: ابواب البر والصلۃ، باب ما جاء فی الضیافۃ]

''اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ ہمیشہ کلمہ خیر کہے یعنی اچھی بات کرے یا خاموشی اختیار کرے۔''

اس فرمان رسول کی روشنی میں ہم سب اپنے حالات و معمولات کا جائزہ لیں کہ ہمارا کیا حال ہے؟ آج ہم میں سے ہر شخص الا ماشاء اللہ ہر معاملے میں ٹانگ اڑانا اور ہر موضوع پر بے دریغ اور بغیر سوچے سمجھے بولے جانا اپنا استحقاق سمجھتا ہے جبکہ رسول اکرم ﷺ نے کلمہ خیر کہنے یا خاموش رہنے کو ایمان کی نشانی اور مومن کی خصلت قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

امانت و دیانت:

اہلِ ایمان کو اُن کی امانات واپس لوٹانا، کسی معاملے میں خیانت نہ کرنا اور دیانت داری اختیار کرنا بھی ایمان کی نشانیوں میں سے ایک اہم نشانی اور اللہ تعالیٰ کا تاکیدی حکم ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا﴾[النساء:۵۸]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں اُن کے اہل (مالکوں) کو ادا کرو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی اگر کسی نے تمہارے پاس کوئی چیز بطورِ امانت رکھی ہو تو اُسے عند الطلب وہ امانت اصلی حالت میں واپس کرو اور اُس میں کسی قسم کی خیانت اور بد دیانتی نہ کرو۔ اس حکمِ الٰہی کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ صاحبِ اختیار لوگ حکومتی مناصب، عہدے اور سرکاری ملازمتیں صرف اہل، امانت دار اور دیانت دار افراد کو عطاء کریں اور سیاسی، نسلی، وطنی، قرابت داری یا کوٹہ سسٹم کی بنیاد پر عہدوں اور ملازمتوں کی بند ربانٹ کر کے نااہل کرپٹ اور رشوت خور افسروں کو عوام پر مسلط نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کے اٹھارویں پارے کے آغاز میں اہلِ ایمان کے جو اوصاف بیان فرمائے ہیں اُن میں ایک وصف ''امانتداری'' ہے۔ اللہ ارحم الراحمین کا فرمان ہے کہ فلاح ونجات اُن مومنین کا مقدر ہوگی

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝﴾[المومنون:۸]

''اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیماں کی پاسداری (حفاظت) کرنے والے ہیں۔''

قرآن حکیم مین سید الملائکہ جناب جبرئیل علیہ السلام کو اسی لے ''روح الامین'' امانت دار فرشتہ کہا گیا ہے کیونکہ اُنہوں نے قرآن مجید جیسی اہم امانت کو بلاکم وکاست بحفاظت اور پوری دیانتداری وذمہ داری سے رسولِ اکرم ﷺ تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

﴿وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝﴾[الشعراء:۱۹۲تا۱۹۵]

''اور بے شک وہ (قرآن کریم) رب العالمین کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُسے لے کر امانت دار فرشتہ (جبرئیل) اُترا (یہ قرآن حکیم) آپ ﷺ کے دل پر نازل ہوا تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہو جائیں (یہ قرآن عزیز) فصیح عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔''

اسی سورت شعراء میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوح علیہ السلام، جناب ہود علیہ السلام، سیدنا صالح علیہ السلام، جناب لوط علیہ السلام، اور سیدنا شعیب علیہ السلام کی امانت و دیانت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی قوموں کو خطاب کرتے ہوئے، اپنی حیثیت واضح کرتے ہوئے اور اپنی دیانت و امانت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اِنِّی لَکُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ ۝﴾ [الشعراء: آیت ۱۰۷، ۱۲۵، ۱۴۳، ۱۶۲، ۱۷۸]

''بلاشبہ میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ امانت کی اہمیت و ضرورت کے باعث اپنے خطبہ، تقریر، وعظ اور خطاب میں فرمایا کرتے کہ

((لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ))

[رواہ البیہقی فی شعب الایمان: مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان فصل ثانی]

''جو شخص امانت دار نہیں اُسکے ایمان کا کوئی اعتبار نہیں اور جو عہد و پیماں کا پابند نہیں اُسکا کوئی دین نہیں ہے۔''

آپ نے غور فرمایا کہ امام الرسل ﷺ نے خائن و بد دیانت کو ایمان سے خالی اور بد عہد کو دین سے بے بہرہ قرار دیا ہے۔ امانت و دیانت کو ایمان کی نشانی بیان فرمایا ہے۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ:

☆ کسی کے راز کی بات ہمارے پاس امانت ہے۔

☆ ہماری زندگی ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ دولت، مالدار کے پاس امانت ہے۔

☆ مومن کے پاس ایمان امانت ہے۔

☆ علم، علماء کے پاس امانت ہے۔

☆ حکمت، حکماء کے پاس امانت ہے۔

☆ قوتِ بیاں خطباء کے پاس امانت ہے۔

☆ تندرست کے پاس صحت امانت ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی امانت ہے۔

☆ رسولِ محترم ﷺ کی اطاعت بھی امانت ہے۔

اور کائناتِ ہست وبود کی تمام امانات میں سب سے بڑی امانت ''قرآن مجید'' ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام امانات کی حفاظت کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

شرم وحیاء:

شرم وحیاء کی حقیقت یہ ہے کہ انسان برائی کی نسبت اپنی طرف ہونے سے ڈرے اور اپنے آپ کو برائیوں سے بچانے کی کوشش کرے۔ اپنی آنکھوں، زبان، پیٹ اور شرم گاہ وغیرہ کی پوری حفاظت اور نگرانی کرے اور اور خود کو ہر قسم کے ظاہری و باطنی عیوب اور گناہوں سے پاک رکھے۔ امام الانبیاء جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی زبانِ نبوت سے ''حیا'' کو ایمان کی علامت اور نشانی قرار دیا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيْمَانِ))

[صحیح بخاری: کتاب الایمان، باب الحیاء من الایمان]

''بیشک حیا ایمان کا ایک حصہ ہے۔''

شرم و حیا ایک فطری چیز ہے جو ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔ قرآن وحدیث میں شرم وحیاء کی فضیلت اور بے شرمی اور بے حیائی کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں اُن کے مصر سے مدین کے کنویں پر پہنچنے اور وہاں دونو جوان بچیوں کی بکریوں کو پانی پلانے کے بعد اُن میں سے ایک لڑکی کے واپس آ کر موسیٰ علیہ السلام کو اپنے والد کا پیغام سنانے کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اُس جوان لڑکی کے شرم وحیاء کو بطور خاص بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿فَجَآءَتْهُ اِحْدٰهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا جَآءَهٗ وَ قَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۝﴾ [القصص:۲۵]

''پھر اُس (موسیٰ علیہ السلام) کے پاس اُن دو لڑکیوں میں سے ایک شرم وحیاء کی چال چلتی ہوئی آئی (اور) ان سے کہا کہ میرے والدِ گرامی آپ کو بلا رہے ہیں تا کہ آپ نے ہماری خاطر (ہماری بکریوں کو) جو پانی پلایا ہے وہ آپ کو اُسکی اجرت دیں۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو شرم وحیا والے انسان کو جنت کی بشارت سنائی ہے اور بے شرم وحیا کو جہنمی قرار دیا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امام الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْحَيَاءُ مِنَ الإِيْمَانِ وَالإِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ))[ترمذی:ابواب البر والصلة،باب ماجاء فی الحیاء]

''حیاء تو ایمان کی ایک شاخ ہے اور اہلِ ایمان جنتی ہیں اور بے حیائی تو جفا ہے اور اہلِ جفا کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔''

حقیقت یہ ہے حیا اور ایمان ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں یعنی اگر انسان میں حیا ہے تو وہ مومن ہے اور اگر کوئی شخص بے حیا اور بے شرم ہے تو وہ ایمان سے محروم و خالی ہے۔ صحابی رسول سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْحَيَاءُ وَالْإِيْمَانُ قُرِنَا جَمِيْعًا فَإِذَا رُفِعَ أَحَدُهُمَا رُفِعَ الْآخَرُ))[المستدرک للحاکم: کتاب الایمان حدیث ۵۸]

''حیا اور ایمان دونوں آپس میں جڑے اور ملے ہوئے ہیں، لھذا جب اُن میں سے ایک اٹھالیا جائے تو دوسرا بھی اُٹھالیا جاتا ہے۔''

یہ حدیث طیبہ اس امر کا اظہار واعلان فرمارہی ہے کہ اگر کسی شخص میں شرم وحیا ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس میں ایمان موجود ہے اور اگر کوئی شخص انسان شرم وحیا سے عاری ہے تو اس کے متعلق یہ فیصلہ کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے کہ یہ شخص ایماندار نہیں ہے۔ یعنی باحیا مومن ہے اور بے حیا کامل ایماندار نہیں ہے۔

حیا سراسر بھلائی، خیر اور نیکی ہے جبکہ بے حیائی انتہائی بری چیز، بہت بڑا عیب اور گناہِ عظیم ہے۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیا کی خوبیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

((اَلْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ......وَفِي رِوَايَةٍ......اَلْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ))
[صحیح مسلم، کتاب الایمان: باب بیان عدد شعب الایمان]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''شرم وحیاء کی وجہ سے ہمیشہ بھلائی ہی آتی ہے، حیا تو سراپا خیر ہی خیر (بھلائی ہی بھلائی) ہے۔''

یاد رکھیئے! حیا، انسان کو گناہوں سے پاک اور نیکیوں سے مزین کر کے دنیا اور آخرت میں عزت و سرخروئی عطاء فرماتا اور لوگوں کی نگاہوں میں معزز و محترم بناتا ہے۔ جبکہ بے شرمی اور بے حیائی انسان کو گناہوں کا مجسمہ بنا کر ذلت و رسوائی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں گرا دیتی ہے اور لوگ ایسے شخص کو حقارت و نفرت کی نظروں سے دیکھتے اور اُس سے دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جناب انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ الْفُحْشُ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ وَلَا كَانَ الْحَيَاءُ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ)) [سنن ابن ماجہ: کتاب الزھد باب الحیاء]

''بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے حیائی جس چیز میں بھی آ جائے اُسے عیب دار بنا دیتی ہے اور حیاء ہر شئی کو مزین اور خوب صورت بنا دیتا ہے۔''

ان تمام احادیث و روایات سے یہ حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ ''حیا'' ایمان کی علامت، مومن کی نشانی اور سراپا خیر ہی خیر ہے اس لئے ہم میں سے ہر شخص کو باحیا اور باشرم ہونا چاہیے اور بے حیائی سے مکمل اجتناب اور پرہیز کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

دیگر علامات:

اب تک ہم نے قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکات سے ایمان کی گیارہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامات اور نشانیاں بیان کی ہیں۔ اگر اسی طرح ایمان کی باقی نشانیوں کو بالوضاحت عرض کیا جائے تو اس کے لئے خاصا وقت درکار ہے لہٰذا ہم آخر میں ایمان کی چند مزید علامات کی فہرست پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مقبول ومنظور فرمائے۔ آمین۔

۱۲) مہمان نوازی:

مہمان اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتا ہے اس لئے رسول اکرم ﷺ نے مہمان کی عزت، اکرام، اور خدمت کو ایمان کی علامت قرار دیا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ))

[جامع ترمذی: کتاب صفۃ القیامۃ باب ۵۰]

''جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے اُسے مہمان کی عزت کرنی چاہیے۔''

۱۳) ہمسایہ کا احترام:

داناؤں کا قول ہے کہ ''ہمسایہ ماں جایا'' کی طرح ہوتا ہے اسی لئے رسولِ مکرم ﷺ نے ہمسائے کے ساتھ حُسنِ سلوک، اُس کی عزت واحترام اور توقیر وتکریم کو ایمان کی نشانی قرار دیا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَايُؤْذِ جَارَهُ))

[صحیح بخاری، کتاب الادب، باب من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلا یوذ جارہ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کا اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ پہنچائے۔''

۱۴) نیکی سے محبت:

نیکی سے پیار، گناہ سے نفرت اور اچھے اعمال کر کے خوش ہونا بھی ایمانداری کی علامت ہے۔ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی دربارِ رسالت میں حاظر ہوا اور عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ!

((مَا الْإِيمَانُ قَالَ إِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَسَاءَتْكَ سَيِّئَتُكَ فَأَنْتَ مُؤْمِنٌ)) [رواہ احمد: مشکاۃ المصابیح کتاب الایمان، الفصل الثالث]

''ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب تمہیں اپنی نیکی سے خوشی حاصل ہو اور اپنے گناہ پر شرمندگی اور ندامت ہو تو سمجھ لو کہ تم ''مومن'' ہو۔''

۱۵) پردہ پوشی:

کسی مسلمان بھائی کے عیوب و نقائص کو ظاہر نہ کرنا بلکہ خلوت و تنہائی میں اُس کی اصلاح کی کوشش کرنا اور اُس کے گناہوں کی پردہ پوشی کرنا بھی اسلام و ایمان کا تقاضا اور ایمانداری کی علامت ہے۔ ارشادِ پیغمبر ﷺ ہے:

((وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))
[صحیح بخاری: کتاب المظالم، باب لا یظلم المسلم المسلم ....]

''جو شخص کسی مسلمان کے عیوب کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کے عیبوں پر پردہ ڈال دے گا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶)اسلام پر راضی:

جو سعادت مند اللہ تعالیٰ کی وحدانیت والوہیت، نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت اور اسلام کی حقانیت وصداقت پر دل وجان سے راضی اور خوش ہوا اُسے حدیث مبارکہ میں صاحبِ ایمان قرار دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کے عمِ محترم سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول مکرم کو فرماتے ہوئے سنا:

((ذَاقَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا)) [صحیح مسلم: کتاب الایمان الدلیل علی من رضی باللہ ربا ......]

''جو اللہ تعالیٰ رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا اُس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا یعنی ایمان کی حقیقت کو پالیا۔''

۱۷)طہارت وپاکیزگی:

صفائی، ستھرائی، طہارت اور پاکیزگی کو ہر انسان پسند کرتا اور گندگی، نجاست اور غلاظت کو ناپسند کرتا ہے۔ رسولِ محترم ﷺ کے فرمانِ ذی شان کے مطابق طہارت ونظافت بھی ایمان کا حصہ اور نشانی ہے۔ صحابی رسول جناب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْإِيْمَانِ)) [صحیح مسلم: کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء]

''رسول ﷺ نے فرمایا طہارت وپاکیزگی ایمان کا حصہ ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸) سلام کی کثرت:

ایمان کی ایک علامت اور نشانی یہ ہے کہ اہلِ ایمان جب آپس میں ملاقات کریں تو ایک دوسرے کو خلوص، محبت اور عقیدت سے ''السلام علیکم'' کہیں اور کثرت سے ایک دوسرے کے لئے امن وسلامتی کی دعا کریں، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ)) [صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب بیان انہ لا یدخل الجنۃ ال المومنون......]

''تم ایمان کو قبول کیے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکتے اور جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرو، تم ایماندار نہیں ہو سکتے کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتلا دوں کہ جب تم اُسے کرو گے تو تمہارے درمیان محبت ہو جائے گی (اور وہ یہ ہے کہ) آپس میں ''سلام'' کو عام کرو۔''

۱۹) برائی کو مٹانا:

ایماندار ہونے کا ایک تقاضا اور مومن کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ برائی کو مٹانے اور معاشرے کو گناہوں سے پاک کرنے کی کوشش کی جائے اور اگر برائی کو طاقت وقوت سے ختم کرنے کی استطاعت اور زبان سے روکنے کی صلاحیت بھی نہ ہو تو مومن شخص دلی طور پر اُس برائی سے نفرت کا اظہار کرے اور گناہ سے اظہارِ نفرت ''ایمان کا کمزور ترین'' پہلو ہے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ میں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ))

[جامع ترمذی: ابواب الفتن، باب ما جاء فی تغییر المنکر بالید............]

''تم میں سے کوئی شخص برائی کو دیکھے تو اُسے ہاتھ سے روکنے کوشش کرے اور جو ہاتھ سے روکنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو وہ زبان سے روکے اور جو زبان سے منع کرنے کی ہمت بھی نہیں پاتا وہ اُس برائی کو دل سے برا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔''

۲۰) تکلیف دِہ چیز کو راستہ سے ہٹانا:

آغاز خطبہ میں سرورِ کائنات ﷺ کا جو ارشادِ مبارک ذکر کیا گیا اُس میں آپ ﷺ نے راستہ سے تکلیف دِہ چیز کو ہٹا دینے، راستہ صاف کر دینے اور شاہرہِ عام کو صاف رکھنے کو بھی ایمان کی نشانی قرار دیا ہے۔ ارشادِ رسول ﷺ ہے:

((اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّوْنَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيْقِ))

[صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب عدد شعب الایمان]

''ایمان کی ستر یا ساٹھ سے زائد شاخیں اور اقسام ہیں اُن میں سب سے افضل لا الہ الا اللہ کا اقرار ہے اور ایمان کی ادنیٰ قسم راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے۔''

سورت عصر میں ایسے ہی ایمانداروں کو کامیابی، کامرانی اور خسران سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نجات کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ○ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ○ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○﴾

''زمانے کی قسم! بے شک تمام انسان خسارے میں ہیں سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تبلیغ اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔''

اللہ رب العالمین کے حضور دست بستہ دعا ہے کہ مولائے کریم ہم سب کو سچا اور کامل ایماندار بنائے آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

❀ ❀ ❀

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر ۸

نیک اعمال

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ٥

﴿وَالْعَصْرِ٥ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ٥ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ٥﴾ [العصر]

''زمانے کی قسم! بلاشبہ انسان البتہ خسارے میں ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر کی وصیت کرتے رہے۔''

حمد وثناء، خالق ارض وسماء، اللہ جَلَّ عَلا کے لئے خاص ہے جو وحدہ لاشریک اور علیٰ کل شئ قدیر ہے۔ وہی ساری کائنات کا خالق، مالک حاکم اور رازق ہے۔ وہ سب کا مددگار مگر اُس کا کوئی مددگار نہیں ہے۔ وہی معبود حقیقی اور مسجود ابدی ہے، اُسی نے انسانوں کی رشد وہدایت اور راہنمائی وپیشوائی کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا اور سب سے آخر میں سید البشر، شافع محشر اور سب سے برتر جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جن کی رسالت، نبوت اور ختم نبوت پر ایمان لانا ہر انسان کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔ آپ رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین اور سید المرسلین ہیں۔ آپ ہی ہمارے مطاع، مقتدا اور راہنما ہیں آپ کے فرامین وحی الٰہی اور ارشادات حکم خداوندی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ، رحمتیں نازل فرماتا ہے، فرشتے آپ کے لئے نزول رحمت کی دعائیں کرتے اور ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود وسلام پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ ، إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ

آپ ﷺ پر ایک بار مسنون درود پاک پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں نازل ہوتیں، دس گناہ معاف ہوتے اور جنت میں دس درجے بلند ہوجاتے ہیں۔ مسنون درود پاک کی برکت سے مصائب سے نجات، مشکلات آسان اور قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔لہٰذا جب بھی رسول پاک ﷺ کا اسم گرامی بولا، لکھا، پڑھا یا سنا جائے تو ہر مسلمان کو آپ ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر مسنون درود شریف پڑھنا چاہیے۔درود شریف کی کثرت قیامت کے دن آپ ﷺ کی شفاعت کا سبب اور دخول جنت کا ذریعہ ہے بلکہ کثرت سے درودِ پاک پڑھنے والے کو آپ ﷺ نے اپنی قربت وصحبت اور معیت کی خوشخبری سنائی ہے۔سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ أَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاةً))

[جامع ترمذی: ابواب الوتر، باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ]

''مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پڑھنے والا قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ تمام اہلِ ایمان کو آپ ﷺ پر کثرت کے ساتھ مسنون درود پاک پڑھنے کی سعادت نصیب فرمائے۔آمین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہیدی الفاظ:

اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت، خصوصی فضل وکرم اور کمال مہربانی سے خطبات جمعہ میں ''سورۃ عصر'' کی تشریحات وتوضیحات کا سلسلہ جاری ہے اور اس مختصر سورت مبارکہ کی تیسری آیت طیبہ کے درمیانی الفاظ ''وَعَمِلُو الصَّالِحَاتِ'' ہماری گفتگو کا موضوع اور خطبے کا عنوان ہیں۔ جیسا کہ آپ کے علم میں یہ بات آچکی ہے کہ اللہ رب العزت نے اس مختصر سورتِ مقدسہ میں کامیابی اور کامرانی کے چار بنیادی اصول بیان فرمائے ہیں۔ جنہیں اپنا کر ہر انسان دنیوی سرخروئی اور اخروی نجات حاصل کر سکتا ہے اور ہم میں سے ہر شخص اس بات کا متمنی اور خواہش مند ہے کہ میرے لئے نجات وصلاح اور کامرانی وفلاح کا کوئی ایسا شارٹ کٹ اور مختصر راستہ متعین کر دیا جائے جس پر چلنے اور گامزن ہونے کی وجہ سے میرے لئے جنت کا دخول آسان اور جہنم سے آزادی سہل ہو جائے۔ ہماری خواہش کی تکمیل اور ہمارے اسی سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے سورت عصر نازل فرمائی ہے اور اس میں نجات کے چار اہم ضابطے، قوانین اور اصول بیان فرمائے ہیں۔

① ایمان ② نیک اعمال

③ حق کی تبلیغ وتاکید ④ صبر کی تلقین ووصیت

ان چار بنیادی قوانین اور اصولوں میں سے پہلے اصول ''ایمان'' کے بارے میں تفصیلات گزشتہ دو خطبات میں بیان کی جا چکی ہیں۔ آج ہماری گزارشات کا موضوع کامیابی کا دوسرا اصول ''عمل صالح'' ہے۔ خالق ارض وسماء قرآن وحدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق بیان کرنے، سمجھانے، سنانے اور آپ احباب کو توجہ اور غور سے سماعت فرمانے اور پھر ہم سب کو قرآن وحدیث کے احکام پر عمل کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

ابتداء میں یہ بات ذہن نشین فرمالیں کہ دنیا اور آخرت کی نجات کیلئے ایمان یعنی عقیدے کی درستی اور اصلاح بنیادی شرط ہے اور نیک اعمال کا ذخیرہ اور اعمال صالحہ کی کثرت بھی لازمی اور ضروری ہے۔ اگر ایمان ناقص و نامکمل اور عقیدہ غلط ہوگا تو کامیابی و کامرانی ممکن ہی نہیں ہے اور اگر عقیدہ درست، ایمان کامل اور نظریہ صحیح ہو مگر نیک اعمال موجود نہ ہوں تو پھر بھی نجات وفلاح ممکن نہیں ہے۔ اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ:

''میں نے (اپنے ایک رشتہ دار) عبداللہ بن جدعان کے متعلق رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول! ابن جدعان بڑا صلہ رحم تھا، مسکینوں کو کھانا کھلاتا اور غرباء کی مدد کیا کرتا تھا تو اس کے ان نیک اعمال کا اسے قیامت کے دن کوئی فائدہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا اے عائشہ! اس کے اعمال اسے کوئی نفع اور فائدہ نہ دے سکیں گے کیونکہ (اس نے ایمان قبول نہیں کیا اور) کبھی اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب نہیں کی۔'' [صحیح مسلم: کتاب الایمان]

اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ واضح ہو گیا ہے کہ اگر کوئی شخص ایمان کی دولت سے محروم ہے تو اس نے انسانی بھلائی، رفاہِ عامہ اور خدمت خلق کے کتنے اچھے اعمال بھی کیوں نہ کیئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے نیک اعمال کی کوئی حیثیت اور حقیقت نہیں ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ بعض ء کفار ومشرکین، یہودی،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائی، سکھ، بدھ مت اور غیر مسلم انسانی فلاح و بہبود اور مخلوق خدا کی بہتری کے بڑے بڑے کام کرتے ہیں۔ مثلاً مسافر خانوں کی تعمیر، سکولوں اور کالجوں کا قیام، ڈسپنسریاں، ہسپتال، یتیم خانے، سڑکیں، پل، بنواتے اور نہریں کھدواتے ہیں بلکہ بعض لوگ انسانوں کے علاوہ جانوروں اور پرندوں کی بھی خدمت کرتے، چڑیوں کو دانا ڈالتے، انہیں پانی پلاتے اور کیڑے مکوڑوں کے بلوں پر کھانے پینے کی اشیاء پھینکنے اور مخلوق خدا کی خدمت کو ہی اپنی زندگی کا نصیب العین سمجھتے ہیں۔ بظاہر یہ سارے اعمال بڑے عمدہ، اچھے اور پسندیدہ ہیں مگر ''ایمان'' کی عدم قبولیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں نامقبول ہیں۔ ہاں اگر یہی اعمال صالحہ کوئی ایماندار شخص سر انجام دے تو نیکی کے یہ سارے کام اس کی فلاح کے ضامن، نجات کا ذریعہ اور کامیابی کا باعث ہوں گے بلکہ صدقاتِ جاریہ اور مستقل نیکیوں میں شمار ہوں گے۔

عمل صالح کا مفہوم:

عمل کا معنیٰ ''کام'' اور صالح کا معنیٰ ''درست'' ہے، نیکی کا ہر وہ کام جو قرآن و حدیث سے ثابت ہو اور اُسے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے نبی محترم ﷺ کی سنتِ مطہرہ کے مطابق سرانجام دیا جائے اُسے ''عمل صالح'' کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورت کہف کی آخری آیت میں فرماتا ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا﴾ [الکہف:۱۱۰]

''پس جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ عمل کرے، نیک عمل اور وہ اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل صالح میں خیر، نیکی اور بھلائی کے تمام کام شامل ہیں چاہے ان کا تعلق ''حقوق اللہ'' سے ہو یا ''حقوق العباد'' سے مثلاً نماز، زکاۃ، روزہ، حج، عمرہ، صدقات، خیرات، والدین سے حسن سلوک، رشتہ داروں سے صلہ رحمی، ہمساؤں سے اچھا برتاؤ، اولاد کی تعلیم وتربیت، بہن بھائیوں کی خدمت، یتیموں کی کفالت، بیوگان کی خبر گیری، محتاجوں کے ساتھ تعاون، فقیروں کا خیال، غرباء کی مدد، بیماروں کی تیمارداری، غرباء ومساکین اور ضرورت مندوں کی خدمت، اساتذہ کا احترام، بزرگوں کا اکرام، بچوں پر شفقت، شاگردوں سے اچھا برتاؤ، مساجد کی تعمیر، مدارس کا قیام، دین کی تبلیغ، قرآن وحدیث کی نشرواشاعت، دینی طلبہ کی کفالت، مسلمان میت کے جنازے میں شرکت، اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ، اللہ تعالیٰ کا ذکر، انعامات الٰہی پر شکر، مصائب ومشکلات میں صبر واستقامت، عفو ودرگزر، عدل وانصاف، احسان وخوش خلقی، اہلِ خانہ سے حسن سلوک، اخوت وہمدردی، جہاد فی سبیل اللہ، انفاق فی سبیل اللہ، دعاء ومناجات، صدق وسچائی، نوافل وتہجد اور اشراق، وغیرہ وغیرہ۔

عملِ بدعت:

کوئی عمل دیکھنے میں کتنا خوب صورت، خوش نما اور حسین کیوں نہ ہو اگر وہ قرآن حکیم، حدیثِ رسول اور تعامل صحابہ سے ثابت نہیں ہے تو اُسے عمل صالح نہیں کہا جا سکتا وہ عمل ''بدعت'' کہلائے گا۔ اور اس عمل پر ثواب کی بجائے عذاب ہوگا۔

اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ))

[صحیح مسلم: کتاب الاقضیۃ، باب نقض الاحکام الباطلۃ ورد محدثات الامور]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’جو شخص کوئی ایسا عمل کرے جس کا ہمارے دین میں حکم نہیں ہے تو وہ عمل مردود ہے۔‘‘

ایک اصولی بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ اسلام ہر لحاظ اور ہر اعتبار سے ایک کامل مکمل، اکمل دین اور جامع دستور حیات ہے اور ہمارے دین میں انسانی زندگی کے تمام شعبوں کے متعلق ہدایات، احکام اور راہنمائی موجود ہے۔ لہٰذا کسی بزرگ سے بزرگ ہستی اور بڑے سے بڑے عالم کو بھی اپنی طرف سے اس میں اضافہ، تبدیلی یا کمی بیشی کی اجازت نہیں ہے۔ الحمد اللہ ثم الحمد اللہ کتاب وسنت ہی ہماری دنیا اور آخرت کے لئے کافی اور وافی ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو زندگی کے ہر معاملے میں قرآن وحدیث سے راہنمائی حاصل کرنی چاہیے اور ہر قسم کی بدعات اور دین میں نت نئی ایجادات پر عمل کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ ہر بدعت گمراہی، ضلالت اور خلاف شریعت عمل ہے اور بدعات ہی امت میں اختلاف، انتشار اور گروبندی کا باعث ہیں۔ جبکہ قرآن وحدیث پر عمل کرنے سے اہلِ ایمان کے درمیان الفت، محبت، یگانگت اور اتفاق واتحاد پیدا ہوتا ہے۔ آج اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ ملتِ اسلامیہ انتشار وافتراق کی بجائے اتفاق واتحاد کا مظاہرہ کرے اور ہر قسم کی فرقہ بندی سے آزاد ہو کر اللہ تعالیٰ کے قرآن اور رسول اکرم ﷺ کے فرمان پر متفق اور مجتمع ہو جائے مگر افسوس کہ:

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

سورت عصر لوگوں کی کامیابی اور کامرانی کے اصول اور ضابطے بیان کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اعلان کر رہی ہے اے لوگو! اگر تم دنیا کی سرخروئی، قبر کی کشادگی، آخرت کا سکون، جنت کا حصول اور قیامت کے دن کامیابی اور نجات چاہتے ہو تو سب سے پہلے اپنا عقیدہ درست کرو۔ پھر زندگی بھر نیک اعمال بجالاتے رہو۔ اپنی اصلاح کے بعد دوسروں کو بھی حق کی تلقین کرو اور اگر دین پر عمل کرنے کی راہ میں مشکلات پیش آئیں تو خود بھی صبر کرو اور دوسروں بھی صبر کی تاکید کرو۔ اگر تم نے ان قوانین اور اصولوں کو اپنا لیا تو دنیا میں بھی کامیاب ہو جاؤ گے اور آخرت میں بھی کامرانی تمہارا مقدر ہوگی۔ ارشاد ہوا:

﴿وَالْعَصْرِ ٥ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ٥ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ٥﴾ [العصر]

''زمانے کی قسم! بلاشبہ انسان البتہ خسارے میں ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر کی وصیت کرتے رہے۔''

نیک اعمال کی حیثیت:

عملِ صالح کی ضرورت واہمیت اور حیثیت کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ کوئی شخص:

☆ کسی بڑے خاندان کا فرد کیوں نہ ہو۔

☆ کسی عظیم ہستی کے ساتھ اس کی رشتہ داری کیوں نہ ہو۔

☆ کسی معروف گدّی سے اس کا تعلق کیوں نہ ہو۔

☆ کسی برگزیدہ ہستی کا فیملی کی رکن ہی کیوں نہ ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ کسی خطیب وواعظ کا صاحبزادہ کیوں نہ ہو۔

☆ کسی پیغمبر اور نبی کے ساتھ نسبی تعلق کیوں نہ ہو۔

☆ کسی ولی اور پیر کی اولاد کیوں نہ ہو۔

☆ کسی مزار کا مجاور اور گدی نشین کیوں نہ ہو۔

☆ کسی مدرسے کا استاد اور مہتمم کیوں نہ ہو۔

☆ کسی ادارے کا منتظم اور متولی کیوں نہ ہو۔

☆ کسی مسجد کی انتظامی کمیٹی کا صدر اور عہدیدار کیوں نہ ہو۔

☆ کسی محلے کا بااختیار اعلیٰ افسر اور ذمے دار کیوں نہ ہو۔

☆ کسی کالج کا پرنسپل اور پروفیسر کیوں نہ ہو۔

☆ کسی ملک کا حاکم، صدر اور وزیر اعظم کیوں نہ ہو۔

جب تک وہ اپنے دل میں ایمان کی شمع روشن نہیں کرے گا اور ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ کی دولت جمع نہیں کرے گا وہ کسی صورت بھی کامیابی، کامرانی اور فلاح ونجات حاصل نہیں کر سکے گا۔

عقیدے اور عقیدت کی یہ بات اپنے قلوب واذہان میں بٹھالیں کہ کائناتِ ہست وبود، کل جہان اور ساری مخلوقات میں سب سے اعلیٰ، افضل، اکمل، اشرف، برتر، بہتر، اور عظیم تر ذات سرورِ کونین جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی ذات گرامی ہے اور تمام خاندانوں سے زیادہ لائق تکریم، قابلِ تعظیم اور مستحقِ توقیر آپ ﷺ کا خاندان، قوم، اور قبیلہ ہے مگر حصول جنت کیلئے انہیں بھی ایمان اور اعمالِ صالحہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ پر یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیتِ طیبہ نازل ہوئی:

﴿وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ [الشعراء:۲۱۴]

''اور (اے رسول ﷺ) آپ اپنے قبیلے کے قرابت داروں کو (عذاب الٰہی سے) ڈرائیں۔''

تو آپ نے کوہِ صفا پر کھڑے ہو کر اپنے قریبی عزیزوں، رشتہ داروں اور خاندان کے لوگوں کے نام لیکر اُنہیں جمع فرمایا اور ایک بلیغ خطاب فرماتے ہوئے کہا:

((یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اِشْتَرُوْا أَنْفُسَکُمْ لَا أُغْنِیْ عَنْکُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا یَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا أُغْنِیْ عَنْکُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا یَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِیْ عَنْکَ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا وَیَا صَفِیَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَا أُغْنِیْ عَنْکِ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا وَیَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِیْنِیْ مَا شِئْتِ مِنْ مَالِیْ لَا أُغْنِیْ عَنْکِ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا))

[صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب وانذر عشیرتک الاقربین]

''اے قریش کی جماعت! اپنی جانوں کو (عقائد واعمال کے ذریعہ) اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچاؤ (اگر تم نے اپنے عقائد واعمال کی اصلاح نہ کی تو) میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارے کسی کام نہ آؤں گا۔ اے عبدِ مناف کی اولاد (اگر تم نے بھی نیک اعمال نہ کیے تو) میں تمہیں بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکوں گا۔ اے عباس (عمِ محترم) (اگر آپ کے پاس بھی اعمالِ صالحہ نہ ہوئے تو) میں تمہارے لئے بھی کچھ نہ کر سکوں گا اور اے صفیہ، رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی محترمہ! (اگر آپ نے نیک اعمال جمع نہ کیے تو) میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکوں گا اور اے محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ! تم میرے مال میں سے جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہو سوال کرلو (اگر تمہارے پاس نیک اعمال کا ذخیرہ نہ ہوا تو) میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارے بھی کسی کام نہیں آسکوں گا۔''

آپ اس حدیث مبارکہ کے الفاظ و معانی پر غور فرمائیں اور جن قریبی عزیزوں، رشتے داروں اور گھر کے افراد کو آپ ﷺ نے مخاطب فرمایا اُن کی شان و عظمت کا اندازہ لگا کر نیک اعمال کی اہمیت اور حقیقت کو سمجھنے کی کوشش فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ واشگاف الفاظ میں اعلان فرما رہے ہیں کہ آخرت کی کامیابی کے لئے عقائد کی اصلاح اور نیک اعمال کی کثرت اشد ضروری ہے۔ اگر خدانخواستہ میری پھوپھی، میری بیٹی، اور دوسرے عزیز واقارب کے پاس بھی نیک اعمال نہ ہوئے تو میں اللہ تعالیٰ کا آخری رسول بھی اُنہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں چھڑا سکوں گا۔ نہیں بچا سکوں گا اور اپنے بدعمل رشتے داروں کے کسی کام نہ آسکوں گا۔ اس حدیث مبارکہ کے آخری حصے کا بڑا صحیح ترجمہ ہے کہ:

نبی کہیا سن فاطمہ بیٹی! کریں نہ چاوڑ میری
میری تابعداری باجھوں نہیں خلاصی تیری

آج جو لوگ یہ خیال اور گمان رکھتے ہیں کہ ہم نے بزرگوں کا دامن تھام رکھا ہے، ہم فلاں سرکار سے وابستہ ہیں، ہمارا تعلق فلاں حضرت کے ساتھ ہے، ہم نے تو فلاں پیر صاحب کی بیعت کی ہوئی ہے اور ہم فلاں مزار اور دربار پر ہر سال نذر و نیاز اور چڑھاوا چڑھاتے ہیں لہٰذا ہمیں فکر مند ہونے اور نیک اعمال کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ہمارے حضرت صاحب، مفتی صاحب، امام صاحب، پیر صاحب، رہبر صاحب، فقیر صاحب، اور مولانا صاحب ہمیں بخشوالیں گے، عذاب سے بچالیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے اور جنت میں پہنچا دیں گے۔ اُنہیں غور کرنا چاہیے کہ اللہ کے رسول ﷺ تو اپنی صاحبزادی کو فرما رہے ہیں:

''میری پیاری بیٹی لختِ جگر! اگر تیرے پاس نیک اعمال کی دولت موجود نہ ہوئی تو میں رب العالمین کا آخری نبی تیرے بھی کسی کام نہ آسکوں گا۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے عقائد کی اصلاح کرنے کی اور نیک اعمال بکثرت بجالانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

فلسفۂ موت وحیات:

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس امر کی صراحت اور وضاحت فرمائی ہے کہ موت وحیات کی تخلیق کا اصل مقصد ہی یہ ہے کہ انسانوں کو آزمایا جائے اور ان کا امتحان لیا جائے کہ کون زندگی کو نعمتِ الٰہی تصور کرتے ہوئے اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت، رسولوں کی اطاعت اور اعمالِ صالحہ کی کثرت میں صرف کرتا اور کون اسے لہو لعب، کھیل تماشے اور فضول حرکات وسکنات میں گزارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

﴿تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌO الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَّهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُO﴾ [الملک:۱،۲]

''بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں (کائنات کی) سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جس نے زندگی اور موت کو اس لئے پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر غالب، بہت زیادہ بخشنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والا ہے۔"

حقیقت یہ ہے کہ اگر موت کا یقین، آخرت کا فکر اور جنت و دوزخ کا تصور نہ ہوتا تو کوئی شخص نیک اعمال کے لئے تیار اور آمادہ ہی نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زندگی عطاء فرما کے اسے قوتِ ارادہ، اختیار اور عقل و تمیز کی صلاحیت سے نوازا تا کہ وہ دیکھے کہ کون سعادت مند اللہ تعالیٰ کو پہچان کر، اُس کی توحید کا عقیدہ اختیار کر کے آخرت کی نجات کے لئے نیک اعمال سرانجام دیتا اور کون نافرمانی کا ارتکاب کر کے اپنے لئے عذاب جہنم کو واجب کرتا ہے۔ گویا یہ دنیا دار الامتحان ہے اور اس امتحان کا وقت انسان کی موت تک ہے۔ موت سے حشر تک کا عرصہ امتحانی نتائج کے انتظار کا وقت ہے لیکن اس عرصہ میں اشارات کے ذریعے انسان کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے امتحان میں پاس ہونے والا ہے یا فیل، پھر حشر کے دن اس دنیوی امتحان کے حتمی اور آخری نتائج کا اعلان کیا جائے گا اور ہر انسان کو اس کے اعمال کے مطابق جزا اور سزا سے دو چار کیا جائے۔ اسی لئے اُس شخص کو خوش قسمت، سعادت مند اور نیک بخت قرار دیا گیا ہے جسے اللہ تعالیٰ طویل عمر عطاء فرمائے اور زندگی بھر نیک اعمال کی توفیق بھی نصیب فرمائے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص دربارِ رسالت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!

((اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ؟ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ قَالَ فَأَيُّ النَّاسِ شَرٌّ؟ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَسَاءَ عَمَلُهُ))

[جامع ترمذی: ابواب الزہد، باب ماجاء فی طول العمر للمومن]

"کون سا انسان بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا جس شخص کی عمر طویل ہو اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعمال اچھے ہوں وہ بہترین انسان ہے پھر اس شخص نے سوال کیا کہ لوگوں میں سے برا کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس کی عمر طویل اور عمل برے ہوں‘‘

حقیقت یہ ہے کہ۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

اللہ رب العزت نے انسان کو بے شمار انعامات سے نوازا اور اس پر لاتعداد احسانات فرمائے ہیں۔ کائنات ہست و بود کی ہر چیز کسی نہ کسی طرح انسان ہی کی خدمت میں مصروف و مشغول ہے۔ زمین سے اگنے والی ان گنت نعمتیں، زمین کی سطح کے اوپر بے حساب اشیاء اور دیگر لاتعداد چیزیں انسان ہی کے لئے ہیں مگر انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ رب العالمین کی عبادت اور نیک اعمال کی کثرت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی آخری مقدس کتاب میں فرماتا ہے:

﴿اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ [الکہف:۷]

’’اور زمین کے اوپر جو کچھ ہے بلاشبہ ہم نے اسے اس کی زینت بنایا تاکہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں سے کون زیادہ اچھے اعمال کرتا ہے۔‘‘

حضرات! غور فرمائیں کہ یہ باغ و بہار، یہ لہلہلاتے کھیت، یہ مہکتے ہوئے پھول، یہ مال و مویشی، یہ سامانِ تجارت سے آراستہ دکانیں، یہ وسیع و عریض کوٹھیاں، یہ خوبصورت بنگلے، یہ محلات و مکانات، یہ بہتے ہوئے دریا، یہ پھیلے ہوئے صحرا، یہ فیکٹریاں اور کارخانے، یہ صبح کا اجالا، یہ شام کا اندھیرا، یہ کاریں اور بسیں، اور یہ جہاز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کشتیاں، یہ بلند و بالا پہاڑ اور گہرے دریا، ندی نالے اور نہریں، یہ سب کچھ انسان کے لئے سامانِ امتحان ہے کہ کون ان عارضی اور فانی اشیاء کی محبت میں کھو کر مالکِ حقیقی کو فراموش کر دیتا ہے اور کون ہے جو ان اشیاء کو استعمال میں لاتے ہوئے ان کے خالق و مالک کو یاد رکھتا، اسکا شکر ادا کرتا ہے اور آخرت کی کامیابی کے لئے نیک اعمال جمع کرتا ہے۔ بقول شخصے اے انسان!

کھیتاں سر سبز ہیں تیری غذا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے
جانور پیدا کئے تیری رضا کے واسطے
سارا جہاں تیرے لئے اور تو خدا کے واسطے

سورت ملک اور سورت کہف کی ان آیات طیبات میں ایک اور بات انتہائی لائقِ توجہ ہے کہ انسان صرف کثرت عمل ہی کو مطمع نظر اور مقصودِ حیات نہ بنائے بلکہ "احسن عمل"، یعنی بہتر عمل اپنانے کی کوشش کرے اور احسن عمل وہی ہوتا ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے سرانجام دیا جائے اور رسولِ رحمت ﷺ کی حدیث، سنت اور طریقے کے مطابق ہو۔ اللہ تعالیٰ تمام اہلِ ایمان کو زیادہ سے زیادہ احسن اعمال کرنے کی توفیق و سعادت نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

ایمان اور عمل صالح:

آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ قرآن کریم کی ستر سے زائد آیات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبارکات میں ایمان اور عملِ صالح کو یکجا، اکٹھا اور ایک ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یعنی دنیوی اور اخروی کامیابی کے لئے، خسران ونقصان سے بچنے کے لئے اور عذابِ الٰہی سے حفاظت کے لئے دونوں کی حیثیت برابر ہے۔ ایمان کے بغیر عمل صالح غیر مقبول اور عمل صالح کے بغیر ایمان ناقص اور نامکمل ہے۔ ہم کتابِ الٰہی میں سے چند آیات بینات اور ان کا ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نیک اعمال کرنے والے ایمانداروں کی ''جنت کیبشارت'' سناتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا وَ لَهُمْ فِیْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ۝﴾[البقرة:۲۵]

''اور (اے رسول ﷺ) خوشخبری دیجئے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے کہ یقیناً ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جب بھی وہ ان میں سے بطور رزق کوئی پھل دیے جائیں گے تو وہ کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہم اس سے پہلے بھی دیے گئے تھے اور انہیں اس سے ملتا جلتا رزق دیا جائے گا اور ان کے لئے اس (جنت) میں پاکیزہ بیویاں ہیں اور وہ اس جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔''

یہ آیت مبارکہ اعلان فرمارہی ہے کہ جنت کی ابدی نعمتوں کا مستحق صرف وہی ہے جس کا ایمان مکمل ہے اور اس کے پاس اعمالِ صالحہ کا ذخیرہ بھی موجود ہو۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ''عملو الصالحات'' کی تلاوت کر کے فرمایا کہ ''عمل صالح وہ ہے جو ریا (یعنی نمود نمائش) سے خالی ہو اور خالص لوجہ اللہ کیا جائے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابی رسول سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ:

''عمل صالح وہ ہے جس میں چار چیزیں ہوں۔علم، نیت، صبر، اور اخلاص۔''

[تفسیر مظہری: سورت البقرۃ آیت ۲۵]

اسی سورت بقرہ اور پہلے پارے میں ہی اللہ تعالیٰ نیک اعمال کرنے والے اہلِ ایمان کو جنتی قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۝﴾ [البقرۃ:۸۲]

''اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے یہی لوگ جنتی ہیں وہ اس (جنت) میں ہمیشہ رہیں گے۔''

یعنی جنت اعلیٰ حسب ونسب، بڑے بڑے القابات اور امتیازات کی وجہ سے نصیب نہیں ہوگی بلکہ دخول جنت کا مستحق صرف وہی ہوگا جو ایمان کی نعمت سے سرشار اور نیک اعمال کی دولت سے مالا مال ہوگا۔ قرآن حکیم اس امر کی بھی وضاحت فرماتا ہے کہ دنیا میں جو اہلِ ایمان کثرت سے نیک اعمال کریں گے اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ وعدہ ہے کہ وہ ان کے گناہوں کو ضرور معاف فرمائے گا اور انہیں بہت بڑے اجر اور جزا سے نوازے گا۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۝﴾ [المائدہ:۹]

''اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ فرمایا جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے ان کے لئے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے۔''

اس آیت کریمہ میں خالق ارض وسماء نے انسانوں کے ساتھ دو چیزوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدلے میں دو چیزوں کا وعدہ فرمایا ہے

نمبر ۱: کامل، مکمل اور اکمل ایمان۔

نمبر ۲: نیک، اچھے اور صالح اعمال۔

ان دو چیزوں کے صلے اور جزا میں اللہ تعالیٰ عطاء فرمائے گا:

نمبر ۱: گناہوں کی بخشش مغفرت اور معافی۔

نمبر ۲: بہت بڑا اجر یعنی نعمتوں بھری جنت۔

جنت الفردوس:

قرآن حکیم میں نیک اعمال بکثرت والے ایمانداروں کو نہ صرف جنت بلکہ ''جنت الفردوس'' کی نوید سنائی گی ہے اور جنت الفردوس اللہ تعالیٰ تخلیق کی کردہ جنّات و باغات میں سب سے افضل واعلیٰ جنت ہے اور سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنی امت کو حکم فرمایا ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو تو ''جنت الفردوس'' کا سوال کیا کرو۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْأَلُوهُ الفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الجَنَّةِ وَأَعْلَى الجَنَّةِ فَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الجَنَّةِ))

[صحیح بخاری: کتاب الجهاد، باب درجات المجاهدین فی سبیل اللہ]

''جب اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگو تو اس سے ''فردوس'' کا سوال کیا کرو کیونکہ وہ جنت کے وسط میں ہے اور دوسری تمام جنتوں سے اعلیٰ ہے اور رحمان کا عرش بھی اس کے اوپر ہے اور اسی فردوس سے ہی جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔''

ہر مسلمان اس امر کا خواہش مند ہے کہ اسے پسِ مرگ ''جنت الفردوس'' کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داخلہ نصیب ہو جائے مگر کبھی ہم نے ان اعمال صالحہ کی طرف بھی توجہ کی ہے جن کے عاملین کو جنت الفردوس کی بشارت سنائی گئی ۔ تو حضرات! اللہ تعالیٰ کی توحید پر استقامت اختیار کیجئے ۔ زندگی میں کبھی شرک نہ کریں، نماز پنجگانہ کی با جماعت پابندی کریں، اگر صاحب نصاب ہیں تو ہر سال باقاعدگی سے زکاۃ ادا کریں، استطاعت ہو تو فریضہ حج ادا کریں، جہاد میں حصہ لیں، صدقات و خیرات کریں، مظلوموں کی اعانت کریں، کتاب الٰہی کی تلاوت کریں، نفاذ اسلام کی جدو جہد کریں، حلال وحرام کا خیال کریں، قرآن مجید کی تلاوت کیا کریں، کتاب وسنت کی نشرواشاعت اور اسلام کی تبلیغ میں حصہ لیں، مساجد کی تعمیر کروائیں، دینی مدارس قائم کریں، احکام الٰہی پر عمل کریں، منہیات سے اجتناب کریں، غرض اپنی پوری زندگی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق گزاریں تو آپ اس ''جنت الفردوس'' کے مستحق ٹھہریں گے جس کا تعارف کرواتے ہوئے امام الرسل ﷺ نے فرمایا:

((فِي الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَالْفِرْدَوْسُ أَعْلَى الْجَنَّةِ وَأَوْسَطُهَا وَفَوْقَ ذَلِكَ عَرْشُ الرَّحْمَنِ وَمِنْهَا تُفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَسَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ)) [جامع ترمذی: ابواب صفۃ الجنۃ، باب ما جاء فی صفۃ درجات الجنۃ]

''جنت میں ۱۰۰ درجات ہیں اور ہر دو درجات کے درمیان آسمان اور زمین جتنا فاصلہ ہے اور جنت کا سب سے بلندو بالا درجہ ''الفردوس'' ہے اور جنت کی چاروں نہریں وہیں سے پھوٹتی ہیں اور اسی جنت الفردوس کے اوپر (اللہ تعالیٰ کا) عرش عظیم ہے۔ لہٰذا تم جب بھی اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو ''جنت الفردوس'' کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال کیا کرو۔“

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نیک اعمال کرنے والے ایمانداروں کے ساتھ اسی جنت الفردوس کا وعدہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ۝﴾

[الكهف: ١٠٧، ١٠٨]

”بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے ان کے لئے فردوس کے باغات بطور مہمانی ہوں گے وہ ان باغاتِ فردوس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ وہاں سے جگہ بھی بدلنا نہیں چاہیں گے“

آپ ایک مرتبہ پھر اس بات پر غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس کے داخلے اور اسکی دائمی، ابدی اور مستقل نعمتوں سے فیض یاب ہونے کی دو بنیادی شرطیں بیان فرمائی ہیں

(۱) ایمان۔ (۲) عملِ صالح۔

لہٰذا یہ نکتہ آپ اپنے قلب وذہن میں مضبوطی سے بٹھالیں کہ ایمان اور عملِ صالح بغیر کوئی شخص جنت میں جانے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔

یہ بات بغور سماعت فرمالیں اور اسے دلوں کی تختیوں پر نوٹ فرمالیں کہ نیک عمل چاہے چھوٹا ہو بڑا، مجمع عام میں کیا جائے یا پچھلی کوٹھری میں، خلوت میں ہو یا جلوت میں، محفل میں یا تنہائی میں، لوگ اس سے باخبر ہوں یا بے خبر، عوام اسے جانے یا نہ جانے، اللہ تعالیٰ کسی شخص کے کسی بھی عمل کو ضائع نہیں کرتا۔ اگر دل ایمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی شمع سے روشن ہو، توحید ورسالت پر پختہ اعتقاد ہو، آخرت پر کامل یقین ہو اور جنت ودوزخ کی حقیقت کو مانتا ہو تو اسے اس کے ہر چھوٹے بڑے نیک عمل کی جزا دی جائے گی اور اسے اس کے کسی عمل کے ثواب سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا﴾ [الکھف:۳۰]

"بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے یقیناً ہم کسی نیک عمل کرنے والے کا اجر ضائع نہیں کرتے۔"

مرد اور عورت برابر

اللہ تعالیٰ نے بعض معاملات میں مرد اور عورت کے درمیان امتیاز اور فرق رکھا ہے۔ مثلاً مرد کو گھر کا سربراہ، مسئول اور حاکم بنا کر اسے اخراجات کا ذمہ دار ٹھہرایا اور پابند فرمایا ہے کہ وہ کما کر لائے اور بیوی بچوں کا پیٹ پالے جبکہ عورت کو گھر کی مالکہ، امور خانہ داری کی ذمہ دار اور بچوں کی نگہداشت کا پابند بنایا ہے مگر اعمالِ صالحہ کی بجا آوری، نیک اعمال کی انجام دہی اور اچھے کام کرنے کے سلسلے میں دونوں کو برابر قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

﴿وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَ ھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا﴾ [النساء:۱۲۴]

"اور جو کوئی نیک عمل کرے، مرد ہو یا عورت جبکہ وہ ایماندار ہو تو یہ لوگ جنت میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داخل ہوں گے اور وہ ایک تل (ذرہ) کے برابر بھی ظلم نہیں کیے جائیں گے۔''

ہمارے معاشرے کے بعض لوگ عورتوں کو حقیر گردانتے، انہیں پاؤں کا جوتا قرار دیتے اور ان سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے کہ مرد کو صرف مرد ہونے کی وجہ سے عمل میں کوئی فضیلت اور درجہ حاصل نہیں ہے اور عورت محض عورت ہونے کی بناء عمل کے ثواب سے محروم نہیں رکھی جائے گی بلکہ ہر ایک کو اس کے نیک اعمال کا پورا پورا اجر و ثواب دیا جائے گا۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۝﴾

[النساء:۳۲]

''مردوں کے لئے حصہ (ثواب) ہے اس چیز سے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کیلئے حصہ ہے اس سے جو انہوں نے کمایا اور تم اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کیا کرو، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

کتاب الٰہی کے اٹھائیسویں پارے میں نیک اعمال کے اعتبار سے مرد و زن کے فرق کو مٹاتے ہوئے اللہ تعالیٰ مردوں اور عورتوں کا اکٹھے اور ایک جیسی صفات کا برابر ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد الٰہی ہوتا ہے:

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِينَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِينَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِينَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِينَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصّٰٓئِمِينَ وَالصّٰئِمٰتِ وَالْحٰفِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِينَ اللّٰهَ كَثِيرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ أَجْرًا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَظِيْمًا﴾[الاحزاب:۳۵]

''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں اور فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں اور سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان (مردوں اور عورتوں) کیلئے بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔''

قرآن عزیز کی ایک اور آیت طیبہ پر غور فرمایئے جس میں خالق کائنات نے نیک اعمال اور ان کے اجر و ثواب کے حوالے سے مردوں اور عورتوں کو مساوی، برابر اور یکساں قرار دیا ہے اور جس اجرِ عظیم کا وعدہ مردوں سے فرمایا ہے اسی جزاءِ عظیم کی خوشخبری عورتوں کی بھی سنائی ہے۔ اللہ ارحم الراحمین فرماتا ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾[النحل:۹۷]

''جس کسی نے بھی نیکعمل کیا، وہ کوئی مرد ہو یا عورت اور وہ ایماندار ہو تو ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی عطاء فرمائیں گے اور انہیں بدلے میں ان کے اعمال سے بہتر جزا دیں گے۔''

ان آیات مبارکات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی ہے کہ نیک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعمال اوران کے نتائج واثرات، برکات وثمرات اورفوائد وثواب کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ مردوں اور عورتوں کو مساوی حقوق عطاء فرمائے ہیں اور تقویٰ، خلوص، طہارت، اور دیگر اعمالِ صالحہ کے لحاظ سے ان کے درمیان کوئی فرق اور امتیاز روا نہیں رکھا ہے۔ اعمالِ صالحہ بجالانے والی عورتوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے بلند وبالا مقامات و اعزازات نصیب فرمائے ہیں۔ اور حشر کے دن بھی ایسی معزز خواتین کو عزت و احترام اور شرف و مقام سے نوازا جائے گا۔ سید کائنات جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

((كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ))

[صحیح بخاری: کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب فضل عائشۃ]

''مردوں میں بہت سے کامل پیدا ہوئے لیکن عورتوں میں سیدہ مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کے سوا کوئی کامل نہیں ہوا۔ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید (شوربے میں ملائی روٹی) کی بقا تمام کھانوں پر ہے۔''

ان محترم خواتین کی عظمت و فضیلت اور شان و مرتبے کا سبب ان کا ایمان، تقویٰ اور نیک اعمال کی کثرت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے معاشرے کی خواتین کو بھی ان پاک باز عورتوں کی طرح نیک اور صالحہ بننے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثواب میں اضافہ:

ربِ کائنات نے قرآن عزیز میں نیک اعمال کرنے والوں کے فضائل ومحامد کا تذکرہ کرتے ہوئے انہیں اس امر سے بھی آگاہ فرمایا اور خوشخبری سنائی ہے کہ جو ایماندار محض میری رضا کیلئے اخلاص کے ساتھ نیک اعمال کرے گا تو میں اسے اُس کے نیک عمل کے برابر نہیں بلکہ اپنے خاص لطف وکرم اور مہربانی سے اس کے نیک عمل سے کئی گنا زیادہ اجر وثواب عطاء فرماؤں گا اور ان نیک اعمال کے باعث اس کے گناہوں کو معاف، خطاؤں سے درگزر اور غلطیوں کو بخش دوں گا۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾[العنکبوت:۷]

''اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے تو ہم ان سے ان کی برائیاں ضرور مٹا دیں گے اور ہم ضرور انہیں ان کے اعمال سے بہتر جزاء عطاء فرمائیں گے۔''

خالق ارض وسماء اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن حکیم کی متعدد آیات مبارکات میں اپنے نیک بندوں کے اوصاف وخصائص کا تذکرہ کرتے ہوئے انہیں بشارات سے نوازا ہے کہ اے صالحین وابرار! اگر تم اعمالِ صالحہ کی کثرت کرو گے، گناہوں سے اجتناب کرو گے اور میری عبادت اور میرے رسول ﷺ کی اطاعت کرو گے تو میں تم پر اتنا راضی ہو جاؤں گا کہ تم عمل تھوڑا کرو گے مگر میرے ہاں سے تمہیں اجر وثواب اور جزاء وفائدہ زیادہ دیا جائے گا اور ہاں .... یاد رکھو کہ .... قیامت قائم کرنے، حشر بپا کرنے، اور حساب لینے سے ہماری غرض ہی یہی ہے کہ ہم اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیک بندوں کو ان کے اعمال سے بڑھ کے جزاء عطاء فرمائیں اور ان پر اپنا مزید فضل و کرم کر کے انہیں بغیر حساب ہی جنت کا داخلہ نصیب فرمادیں۔

سورت نور میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۝﴾[النور:۳۸]

''تا کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال سے بہتر بدلہ عطاء فرمائے اور اپنے فضل سے اور زیادہ نصیب فرمائے ، اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے ہی عطاء فرمادیتا ہے۔''

آپ اللہ تعالیٰ کے امت محمدیہ پر احسانات ،عنایات اور نوازشات کا اندازہ فرمائیں کہ وہ کہتا ہے کہ اے امت رسول ﷺ! تمہیں عمل سے زیادہ اجر ملے گا، وافر مقدار میں میرا فضل و کرم نصیب ہوگا اور اگر تم نے نیک اعمال کی دولت جمع کر لی تو پھر میں راضی ہو کر تمہیں رزق بھی بغیر حساب دوں گا اور جنت بھیجنے کیلئے بھی تمہارا حساب نہیں ہوگا۔ سبحان اللہ۔

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں نیک اعمال کے اجر میں اضافے کا ایک عام اصول مقرر فرمایا ہے کہ جو مومن (مرد یا عورت) ایک نیکی کرے گا اسے دس گناہ زیادہ ثواب عطاء فرمایا جائے گا۔ اگر بالفرض کسی سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو وہاں یہ قانون لاگو نہیں ہوگا بلکہ صرف ایک گناہ ہی شمار ہوگا اور اس برائی کی سزا بھی اس صورت میں ہے اگر ارتکابِ جرم کے بعد مجرم توبہ نہ کرے اور اگر کوئی ارتکابِ معصیت کے بعد توبہ کر لے تو اللہ ارحم الرحمین اس کی غلطی ، گناہ ،لغزش اور کوتاہی کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاف فرمادے گا اور اسے اس کی نافرمانی کی کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ٥﴾ [الانعام:۱۶۰]

''جو شخص نیکی کا ایک کام کرے گا تو اسے اس کا دس گنا ثواب دیا جائے گا اور جو شخص برائی لے کر آئے گا تو اسے صرف اس کے برابر ہی سزا دی جائے گی اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

سچ کہا گیا ہے

نیکی اگر چھوٹی ہو ہلکی نہ جاں
کہ رب کو بخشش کیلئے کوئی بہانہ چاہیے

پانچ پر پچاس:

اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو جن نیک اعمال کی بار بار تاکید فرمائی ہے اس میں سے ایک اہم عمل ''نماز'' ہے اور ہر عاقل و بالغ مرد و عورت پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ ''نماز'' ایک ایسا عمل صالح ہے کہ اگر کوئی ایماندار دن رات میں پانچ نمازیں پڑھتا ہے تو اللہ رب العالمین اسے اپنی رحمتِ خاص سے پچاس نمازوں کا اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔ اس امر کی وضاحت اور صراحت امام الانبیاء جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی زبان حق ترجمان سے فرمائی ہے، چنانچہ جناب مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل ''حدیث معراج'' میں آپ ﷺ نے پنجگانہ نماز کی فرضیت اور نمازوں کی اجر و ثواب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سفر معراج میں ساتویں آسمان پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کے بعد مجھے ساتویں آسمانوں سے اوپر سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا دیا گیا، وہاں مجھے (نور کے) بادل نما پردوں نے ڈھانپ لیا یہ صورت حال دیکھ کر میں (اللہ تعالیٰ کے حضور) سجدے میں گر گیا تو مجھے کہا گیا کہ زمین وآسمان کی تخلیق کے دن سے ہی آپ اور آپ کی امت پر (ہر دن رات میں) پچاس نمازیں فرض قرار دی گئی ہیں۔ پس آپ اور آپ کی امت پر ان کی پابندی لازمی اور ضروری ہے۔

جب میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کر کے اور پچاس نمازوں کی فرضیت کا تحفہ لے کر جب لوٹا تو ساتویں آسمان پر جناب ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزر ہوا مگر انہوں نے مجھ سے کسی قسم کا سوال نہ کیا لیکن چھٹے آسمان سے گزرتے ہوئے جناب موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا کہ ''آپ اور آپ کی امت پر کیا فرض کیا گیا ہے؟'' تو میں نے جواب دیا کہ ''دن رات میں پچاس نمازیں''۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے (بنی اسرائیل کے تجربے کی بنیاد پر) فرمایا کہ آپ اور آپ کی امت کیلئے اس پر عمل دشوار ہوگا اسلئے آپ اپنے رب کی طرف رجوع فرمائیں اور اس سے تخفیف کا سوال کریں، میں جناب موسیٰ علیہ السلام مشورے پر عمل کرتے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوا اور تخفیف کا سوال کیا تو پچاس میں سے دس نمازیں کم کر دی گئیں، میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے دوبارہ نمازوں کی تعداد کم کروانے کا مشورہ دیا، چنانچہ میں نے پھر درخواست کی تو مزید دس نمازیں کم کر دی گئیں پھر میں نے تیسری بار موسیٰ علیہ السلام کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے تخفیف کی اپیل کی تو مزید دس نمازوں کی تخفیف ہوگئی۔ مختصر یہ کہ میں اسی طرح بار بار تخفیف کی درخواست کرتا رہا اور رب العزت نمازوں کی تعداد میں کمی فرماتے رہے تا آنکہ صرف پانچ نمازیں رہ گئیں، جناب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ بنی اسرائیل پر صرف دو نمازیں فرض کی گئی تھیں مگر وہ ان کی پابندی بھی نہ کر سکے لھٰذا آپ ایک مرتبہ پھر واپس تشریف لے جائیں اور مزید کمی کی درخواست کریں تو اللہ ارحم الراحمین نے فرمایا ''اے میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے ابتدائے آفرینش سے آپ اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض قرار دے دی تھیں مگر آپ کی سفارش پر کمی کر کے صرف پانچ نمازیں رکھی گئی ہیں۔لیکن یہ آپ اور آپ کی امت پر میرا احسان ہے کہ ''تم پانچ نمازیں پڑھو گے تو میں تمہیں پچاس نمازوں کا ثواب عطاء فرماؤں گا''

[سنن نسائی: کتاب الصلاۃ، باب فرض الصلاۃ]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے پانچ نمازوں پر پچاس نمازوں کے اجروثواب کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

((فُرِضَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ الصَّلَوَاتُ خَمْسِيْنَ ثُمَّ نُقِصَتْ حَتّٰى جُعِلَتْ خَمْسًا ثُمَّ نُوْدِيَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَإِنَّ لَكَ بِهٰذِهِ الْخَمْسِ خَمْسِيْنَ))

[جامع ترمذی، ابواب مواقیت الصلاۃ، باب ماجاء کم فرض اللہ علی عبادہ من الصلوۃ]

''شب معراج نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں پھر کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئیں پھر اعلان کیا گیا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں بات کو بدلا نہیں جاتا، لھٰذا آپ اور آپ کی امت کو پانچ نمازوں کے بدلے میں پچاس نمازوں کا ثواب ملے گا۔'' سبحان اللہ۔

اب تک کی بیان کردہ قرآنی آیات مبارکات اور احادیث بینات سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ دنیوی اصلاح اور اخروی فلاح کے لئے ایمان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد نیک اعمال بھی ضروری اور لازمی ہیں۔سورت عصر اسی اصول کا اعلان فرما رہی ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝﴾ [العصر]

''زمانے کی قسم! بے شک تمام انسان خسارے میں ہیں سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور حق کی تاکید اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔''

سیلاب کا عذاب:

دنیا کے عذابوں، سیلابوں اور آخرت کی سزا سے محفوظ رہنے کے لئے اعمالِ صالحہ کی اہمیت وضرورت اور افادیت وحیثیت بیان کرتے ہوئے قرآن حکیم نے سیدنا نوح علیہ السلام کے بیٹے کا واقعہ بیان فرمایا ہے۔آپ جانتے ہیں کہ سیدنا نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ، پیغمبر، نبی اور رسول تھے۔آپ علیہ السلام کی قوم دریائے فرات کے مغرب میں جنوبی عراق کے جس مقام پر آباد تھی وہ موجودہ عراق میں ''کوفہ'' کے آس پاس کا علاقہ تھا۔جناب نوح علیہ السلام کی قوم بت پرست، مشرک اور نافرمان تھی۔ آپ علیہ السلام نے قرآنی الفاظ کے مطابق ساڑھے نوسو سال توحید الٰہی کی تبلیغ کی اور قوم کی رشدو راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا مگر قوم نے حق کا پیغام قبول کرنے سے انکار کردیا اور اپنے پانچ باطل معبودوں کی پرستش پر مُصر رہی، ساڑھے نوسو سال کی تبلیغی کوششوں، دن رات کی محنت اور مسلسل وعظ ونصیحت کی بدولت صرف چالیس یا اسی افراد نے قبولِ حق کی سعادت حاصل کی۔سیدنا نوح علیہ السلام اس صورت حال سے بہت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل گرفتہ اور پریشان تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپکی تسلی و اطمینان کیلئے جبرئیل علیہ السلام یہ پیغام لائے

﴿وَ اُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ﴾ [ہود:۳۶]

''اور سیدنا نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی گئی کہ آپ کی قوم میں سے جو لوگ ایمان لا چکے ہیں ان کے علاوہ اب کوئی اور شخص ایمان نہیں لائے گا لھذا آپ ان کے افعال پر غمگین نہ ہوں۔''

اس صورت حال کے پیش نظر اور قوم کی طرف سے بار بار عذاب لے آنے کے مطالبے کی وجہ سے سیدنا نوح علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی مولائے کریم! طویل عرصہ توحید کی دعوت دینے، صبح و شام اور لیل و نہار دینِ حق کی طرف بلانے اور شب و روز کی تبلیغی مساعی کا اگر نتیجہ یہی ہے تو پھر میری درخواست، التجاء اور بددعا ہے کہ زمین پر کافروں کا کوئی گھر عذاب سے بچنا نہیں چاہیے۔ قرآن حکیم سیدنا نوح علیہ السلام کے الفاظ نقل فرماتا ہے کہ:

﴿وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا ۝ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا یَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا﴾ [نوح:۲۶،۲۷]

''اور نوح علیہ السلام نے کہا۔ اے میرے پروردگار! تو کافروں میں سے زمین پر رہنے والا کوئی نہ چھوڑ، یقیناً اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی نسل بھی کافر ہوگی۔''

اللہ تعالیٰ نے جناب نوح علیہ السلام کی بددعا کو قبول فرمایا اور انہیں آگاہ فرمادیا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب بہت جلد آپ کی نافرمان قوم پر میرا عذاب بصورت سیلاب آنے والا ہے لھذا اب ظالموں کو سمجھانے، ان پر ترس کھانے اور ان میں سے کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس تم ایک کام کرو کہ ہماری نگرانی اور ہدایات کے مطابق ایک بڑی کشتی تیار کرو جس میں تمہارے فرماں بردار انسان اور ہر شے کا جوڑا سوار کیا جا سکے۔ سیدنا نوح علیہ السلام نے حکم الٰہی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے جب کشتی بنانی یا بنوانی شروع کی تو سرداران قوم کو مذاق واستہزاء اور تمسخر کا ایک اور موقع ہاتھ آ گیا۔ وہ جناب نوح علیہ السلام کا مذاق اڑاتے کہ بوڑھے میاں! اب نبوت کے ساتھ ساتھ ترکھانا کام بھی شروع کر دیا ہے؟ بزرگو! یہاں کس دریا میں کشتی چلاؤ گے؟ ہم تو پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں اور تم پانی میں چلانے کے لئے کشتی تیار کر رہے ہو۔ کیا کشتی خشکی پر چلا کرے گی؟

سیدنا نوح علیہ السلام نے ان کی استہزائیہ گفتگو سن کر دل ہی دل میں کہا کہ، آج

﴿ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَ يَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴾

[ہود: ۳۹]

”اگر تم ہمارے ساتھ مذاق کرتے ہو تو (کل) ہم تمہارے ساتھ اسی طرح مذاق کریں گے جس طرح تم مذاق کرتے ہو، پس تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کون ہے جس پر ایسا عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کر دے اور کس پر دائمی عذاب نازل ہونے والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جب کشتی تیار ہو گئی اور عذاب کا مقرر وقت آ گیا تو آسمان سے موسلا دھار بارش کے دروازے کھل گئے، زمین کو کئی مقامات سے پھاڑ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر چشمے جاری کر دیئے گئے اور آسمان و زمین کے پانی نے مل کر طوفان کی شکل اختیار کر لی یہاں تک کہ وہ تنور جہاں سے آگ کے شعلے بلند ہوتے تھے وہاں سے بھی پانی کے فوارے پھوٹ پڑے اور دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف پانی ہی پانی ہو گیا۔ سیدنا نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایمانداروں کی مختصر جماعت اور تمام جان داروں کا ایک ایک جوڑا کشتی میں بٹھا لیا۔ سفینۂ نوح میں سوار نہ ہونے والوں میں ایک آپ علیہ السلام کا کافر بیٹا ''یام'' بھی تھا جسے کنعان بھی کہا جاتا ہے اور آپ کی بیوی یعنی یام کی والدہ ''واعلہ'' کو بھی کفر کی بناء پر کشتی میں سوار نہ کیا گیا۔

جونہی سیدنا نوح علیہ السلام اپنے ایماندار افقاء کے ہمراہ کشتی میں سوار ہوئے تو وہ بحری بیڑا بغیر چپو اور انجن کے چاروں طرف ٹھاٹھے مارتے ہوئے پانی میں سلامتی کے ساتھ نامعلوم منزل کی طرف رواں دواں ہو گیا۔ اچانک جناب نوح علیہ السلام کی نظر اپنے لختِ جگر پر پڑی تو شفقت پدری نے جوش مارا اور آپ اپنے صاحبزادے سے یوں مخاطب ہوئے:

﴿ يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَ لَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴾ [ہود:۴۲]

''اے بیٹے! (کلمہ پڑھو اور) ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں کا ساتھ نہ دو۔''

بدعمل صاحبزادہ:

گستاخ، بے ادب اور ضدی بیٹے نے بڑی بیزاری سے جواب دیا کہ یہ معمولی پانی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، میں جوان آدمی ہوں، ابھی چھلانگ لگا کر اس پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور یہ پہاڑ مجھے پانی سے بچا لے گا۔ جناب نوح علیہ السلام نے فرمایا جانِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پدر! اس سیلاب کے عذاب سے سوائے ''رحمت خداوندی'' کے کوئی چیز نہیں بچا سکتی، ابھی موقع ہے توحیدِ الٰہی کا اقرار کرو، میری فرماں برداری کا وعدہ کرو اور نیک اعمال بجالانے کا عزم کر کے ہمارے ساتھ اس بیڑے میں سوار ہو جاؤ۔ مگر بوڑھے باپ کی اس خیر خواہانہ نصیحت کا نافرمان بیٹے پر کوئی اثر نہ ہوا۔ قرآن حکیم فرماتا ہے کہ ابھی باپ اور بیٹے کے درمیان گفتگو جاری تھی کہ پانی کی تند و تیز موج آئی اور نوح علیہ السلام کا بیٹا ان کی آنکھوں کے سامنے غرقِ آب ہو گیا اور سیدنا نوح علیہ السلام جیسا اولوالعزم رسول بھی اپنے بدعمل اور نافرمان بیٹے کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچا سکا۔

﴿ وَ حَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۝﴾ [ہود: ۴۳]

''اور ان دونوں کے درمیان پانی کی موج حائل ہو گئی اور وہ غرق ہونے والوں میں سے ہو گیا۔''

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ چھ ماہ تک پانی کی سطح بلند ہوتی رہی اور کچھ اہلِ علم کا فرمان ہے کہ یہ سیلاب چالیس دن تک چلتا رہا اور بلند و بالا پہاڑوں کی چوٹیوں سے بھی پانی بیس فٹ اونچا بہتا رہا، مجرمین اپنے انجام کو پہنچ گئے، علاقہ میں کوئی چیز باقی نہ رہی اور زمین کو کفر و شرک کی غلاظت سے پاک وصاف کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو اپنا پانی جذب کرنے اور آسمان کو پانی روک لینے کا حکم فرمایا اور سفینہ نوح ''جودی'' پہاڑ پر بخیر و عافیت لنگر انداز ہو گیا۔ ماہرین کی جدید تحقیق کے مطابق جودی نامی پہاڑ مشرقی ترکی میں اس مقام پر واقع ہے جہاں ترکی، آرمینیا اور ایران کی سرحدیں ملتی ہیں۔ اس پہاڑ کی بلندی ۱۶۹۴۶ فٹ ہے۔ کہا جاتا ہے اس برف پوش چوٹی پر نوح علیہ السلام کی کشتی آج بھی موجود ہے۔ [اطلس القرآن اردو: ص ۴۴۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب نوح علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کے پانی میں ڈوب مرنے کا کربناک منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تو پدرانہ شفقت جوش میں آئی اور نہایت عاجزی و انکساری سے دربارِ الٰہی میں عرض کی:

''مولائے کریم! آپ کا وعدہ تھا کہ میں تیرے اہل کو عذاب سے بچاؤں گا آپ کا وعدہ ہمیشہ سچا ہوا کرتا ہے اور آپ ہر اعتبار سے وعدہ پورا کرنے پر قادر بھی ہیں اور آپ کا فیصلہ بھی سب حاکموں سے بہتر اور آخری ہے اور یہ غرق ہونے والا بیٹا بھی تو میرے اہل میں سے ہی تھا پھر اسے مجھ جیسے بوڑھے باپ کی نگاہوں کے سامنے غرقِ آب کرنے میں کیا مصلحت تھی؟

قرآن عزیز جناب نوح علیہ السلام کے دعائیہ الفاظ ذکر فرماتا ہے:

﴿وَ نَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَ اِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَ اَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ٥﴾ [ہود:۴۵]

''اور نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارتے ہوئے کہا، اے میرے پروردگار! بے شک میرا بیٹا تو میرے اہل میں سے ہے اور یقیناً آپ کا وعدہ بھی سچا ہے اور آپ ہی سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوح علیہ السلام کی اس درخواست کا پر جلال جواب دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ﴾

[ہود:۴٦]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے نوح! وہ تیرے اہل میں سے نہیں تھا کیونکہ اس کے عمل صالح نہیں تھے، پس مجھ سے ایسی بات کا سوال نہ کرو جس کا آپ کو علم نہیں ہے، میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ جاہلوں میں سے نہ ہو جائیں۔''

اللہ تعالیٰ کے اولوالعزم پیغمبر جناب نوح علیہ السلام یہ ارشاد الٰہی سنتے ہی کانپ اٹھے اور فوراً عرض کی:

﴿قَالَ رَبِّ اِنِّیٓ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَسْئَلَکَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ وَ اِلَّا تَغْفِرْلِیْ وَ تَرْحَمْنِیْٓ اَکُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ۝﴾ [ہود: ۴۷]

''نوح نے کہا، اے میرے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں تجھ سے ایسا سوال کروں جس کا مجھے علم نہ ہو اور اگر آپ مجھے معاف نہ فرمایا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔''

سیدنا نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹے کے حق میں دعا اور اللہ رب العالمین کے جواب سے یہ امر متحقق ہو گیا کہ دنیاوی فلاح، عذاب سے بچاؤ اور آخرت کی نجات کیلئے ایمان اور عمل صالح اشد ضروری اور لازمی ہیں۔ لہٰذا نیک اعمال کی دولت اگر کسی نبی زادے، رسول کے صاحبزادے اور پیغمبر کی اولاد کے پاس بھی نہ ہو تو انہیں کسی صورت عذاب سے چھٹکارا حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہی سورت عصر کا اعلان ہے:

﴿وَالْعَصْرِ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۝﴾ [العصر]

''زمانے کی قسم! بلاشبہ انسان البتہ خسارے میں ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر کی وصیت کرتے رہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبر میں دوست:

نیک اعمال، ایمان دار انسان کیلئے دنیا میں مفید، قبر میں آرام وسکون کا باعث اور آخرت میں نجات کا ذریعہ ہیں۔ قبر کے گھٹا ٹوپ اندھیرے اور تاریک وادی میں نیک اعمال انسان کے مخلص دوست، ہمدرد ساتھی اور غم خوار رفیق ہوتے ہیں۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث مبارکہ "جس میں انسان کی روح قبض ہونے سے لے کر قبر کے سوالات تک کے حالات بیان فرمائے گئے ہیں" میں ہے کہ:

"نیک مسلمان جب منکر ونکیر کے سوالات کے درست جوابات سے فارغ ہو جاتا ہے تو اسکی قبر فراخ کردی جاتی، جنت کی طرف دروازہ کھل جاتا اور جنت کا لباس پہنا دیا جاتا ہے تو:

((وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ حَسَنُ الثِّيَابِ طَيِّبُ الرِّيحِ فَيَقُولُ أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُرُّكَ هَذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُ فَيَقُولُ مَنْ أَنْتَ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ الْحَسَنُ يَجِيءُ بِالْخَيْرِ فَيَقُولُ أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ فَيَقُولُ رَبِّ أَقِمِ السَّاعَةَ رَبِّ أَقِمِ السَّاعَةَ حَتَّى أَرْجِعَ إِلَى أَهْلِي وَمَالِي))

[الترغیب والترھیب: کتاب الجنائز، الترھیب من المرور بقبور الظالمین ....]

"اسکے پاس حسین وجمیل چہرے والا، صاف ستھرے لباس والا اور عمدہ خوشبو والا ایک آدمی حاضر ہوتا اور عرض کرتا ہے "اچھا انجام اور خوش کن اشیاء مبارک ہوں" یہی وہ دن ہے جس کی کامیابی کا آپ سے وعدہ کیا گیا تھا وہ مرد صالح اس سے دریافت کرتا ہے کہ تم کون ہو؟ تمہارا چہرہ بڑا خوبصورت ہے اور تم میرے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑی اچھی خبر لائے ہو وہ جواباً عرض کرتا ہے ''میں تیرا نیک عمل ہوں'' تو بندۂ مومن اس خوش کن صورتحال سے مطمئن اور مسرور ہو کر دربارِ الٰہی میں عرض کرتا ہے اے رب کریم! اب قیامت برپا فرما دے تاکہ میں اپنے اہل وعیال کو اپنی کامیابی کی خوشخبری سنا سکوں۔''

حضرات! اگر آپ مرنے کے بعد قبر میں آرام، حشر میں سکون، حوض کوثر سے سیرابی، شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ کا حصول، لواء الحمد تلے جگہ، جنت میں رفاقتِ رسول اور عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کے خواہش مند ہیں تو آپ کو اپنے عقائد کی اصلاح اور نیک اعمال کی کثرت پر توجہ دینا ہوگی اور دنیا کے کاروبار، مشغولیات اور مصروفیات میں سے کچھ وقت اسلامی عقائد واعمال کو سیکھنے اور ان پر عمل کرنے کیلئے نکالنا ہو گا۔ ورنہ قبر کے عذاب اور حشر کی رسوائی سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔

عذاب قبر سے ڈھال:

اگر آپ نے عقائد کی درستی، احکام الٰہی پر عمل اور نیک اعمال بجالانے پر توجہ دی، حتی الامکان گناہوں سے اجتناب کیا، نافرمانیوں سے بچنے کی کوشش کی، نماز پنجگانہ کے پابند رہے، زکاۃ وصدقات دیتے رہے، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور احسان کا رویہ اپنایا، افعال خیر میں سبقت کی کوشش جاری رکھی اور اتباعِ رسول ﷺ کو زندگی کا نصب العین بنایا تو انشاء اللہ العزیز اللہ تعالیٰ ہمارے نیک اعمال کو ہمارے لیے قبر کے عذاب سے ڈھال اور فتنہ قبر سے حفاظت کا ذریعہ بنا دے گا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ إِنَّهُ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِينَ يُوَلُّونَ عَنْهُ فَإِنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَانَتِ الصَّلَاةُ عِنْدَ رَأْسِهِ وَكَانَ الصِّيَامُ عَنْ يَمِينِهِ وَكَانَتِ الزَّكَاةُ عَنْ شِمَالِهِ وَكَانَ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصِّلَةِ وَالْمَعْرُوفِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى النَّاسِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ فَيُؤْتَى مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ فَتَقُولُ الصَّلَاةُ مَا قِبَلِي مَدْخَلٌ، ثُمَّ يُؤْتَى عَنْ يَمِينِهِ، فَيَقُولُ الصِّيَامُ مَا قِبَلِي مَدْخَلٌ، ثُمَّ يُؤْتَى عَنْ يَسَارِهِ، فَتَقُولُ الزَّكَاةُ مَا قِبَلِي مَدْخَلٌ، ثُمَّ يُؤْتَى مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ، فَتَقُولُ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصِّلَةِ وَالْمَعْرُوفِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى النَّاسِ مَا قِبَلِي مَدْخَلٌ))

[صحیح ابن حبان: فصل فی احوال المیت فی قبرہ]

''میت کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو وہ مردہ دفن کے بعد واپس پلٹنے والوں کے جوتوں کی آواز (وقتی طور پر) سنتا ہے، پھر اگر وہ فوت ہونے والا باعمل مومن ہو تو نماز اُس کے سر کی طرف، روزہ اُس کے دائیں جانب، زکاۃ بائیں جانب، نیک اعمال یعنی صدقہ، صلہ رحمی، لوگوں سے حسنِ سلوک اور بھلائی اس کے پاؤں کی طرف سے اسکی حفاظت کرتے ہیں۔ عذاب کا فرشتہ اُس کے سر کی طرف سے آتا ہے تو نماز کہتی ہے ''میری طرف سے کوئی راستہ نہیں ہے'' (کسی اور طرف سے آؤ) فرشتہ دائیں طرف سے آنے کی کوشش کرتا ہے تو روزہ کہتا ہے ''میری طرف سے راستہ نہیں ہے'' پھر وہ فرشتہءعذاب بائیں جانب سے میت کی طرف آنا چاہتا ہے تو زکاۃ کہتی ہے کہ اس طرف سے بھی راستہ بند ہے، پھر فرشتہ پاؤں کی طرف سے آتا ہے تو دوسری نیکیاں یعنی صدقہ، صلہ رحمی، لوگوں سے اچھا برتاؤ اور بھلائی وغیرہ کہتے ہیں کہ یہاں سے بھی تمہارے لئے کوئی راستہ نہیں ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح مومنِ کامل کو اس کی نماز، روزہ، زکاۃ، صدقات، احسان، صلہ رحمی اور حسن سلوک جیسے نیک اعمال ہر طرف سے اپنی تحویل میں لیکر عذاب سے محفوظ کر لیتے ہیں۔ اور نیک اعمال کی وجہ سے اسے عذابِ قبر سے بچا لیا جاتا ہے۔ایک دوسری حدیث مبارکہ میں قرآن مجید کی تلاوت، باجماعت نماز کیلئے مسجد کی طرف آنے والے قدموں اور نفلی صدقات وخیرات کو بھی قبر کے عذاب سے ڈھال بنائے جانے کا ذکر فرمایا گیا ہے۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يُؤْتَى الرَّجُلُ فِي قَبْرِهِ فَإِذَا أُتِيَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ دَفَعَتْهُ تِلَاوَةُ الْقُرْآنِ وَإِذَا أُتِيَ مِنْ قِبَلِ يَدَيْهِ دَفَعَتْهُ الصَّدَقَةُ وَإِذَا أُتِيَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ دَفَعَهُ مَشْيَتُهُ إِلَى الْمَسَاجِدِ))

[رواه الطبرانی: الترغیب والترھیب، الترھیب من المرور بقبور الظالمین]

''آدمی کو جب قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو عذابِ قبر کا فرشتہ اس کے سر کی طرف سے آتا ہے تو قرآن مجید کی تلاوت اسے میت سے دور ہٹا دیتی ہے اور جب فرشتہ عذاب سامنے سے آنے کی کوشش کرتا ہے تو صدقات وخیرات اسے دور کر دیتے ہیں اور عذاب کا فرشتہ جب پاؤں کی طرف سے آنا چاہتا ہے تو مساجد کی طرف (نماز کیلئے) چل کر جانے والے قدم اس کے آگے رکاوٹ بن جاتے ہیں۔'' سبحان اللہ۔

ان دو احادیث مبارکات کے مطابق قبر کے عذاب سے ڈھال بننے والے اعمال درج ذیل ہیں:

(۱) نماز (۲) روزہ (۳) زکاۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴)صدقات (۵)صلہ رحمی (۶)عوام سے بھلائی

(۷)حسن سلوک (۸)قرآن مجید کی تلاوت (۹)نفلی نیکیاں

(۱۰)مسجد کی طرف اٹھنے والے قدم

آیئے ! آخر میں کتاب الٰہی کے اٹھارہویں پارے کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرتے ہیں جن میں چند دیگر اعمال خیر اور نیکیوں کو کامیابی وکامرانی اور فلاح کی ضمانت قرار دیا گیا ہے۔ارشاد الٰہی ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمَانٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝﴾[المومنون:۱تا۱۱]

''یقیناً کامیاب ہوگئے وہ اہلِ ایمان جو(۱) اپنی نمازوں میں عاجزی کرنیوالے ہیں (۲)اور وہ لوگ جولغویات سے اعراض کرنے والے ہیں (۳)اور وہ لوگ جوزکاۃ ادا کرنے والے ہیں(۴)اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی بیویوں اور مملوکہ کنیزوں سے تو وہ یقیناً ملامت زدہ نہیں ہیں پس جو ان کے علاوہ تلاش کرے تو یہی لوگ حد سے گزرنے والے ہیں(۵)اور وہ لوگ جو اپنی امانت اور(۶) اپنے عہد کی حفاظت کرنے والے ہیں(۷)اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں ۔یہی لوگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وارث بننے والے ہیں، جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

سورت عصر کی تیسری آیت میں نیک اعمال کی اہمیت وضرورت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالْعَصْرِ ٥ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ٥ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ٥﴾ [العصر]

''زمانے کی قسم! بلاشبہ انسان البتہ خسارے میں ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر کی وصیت کرتے رہے۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کثرت کے ساتھ نیک اعمال کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ٥

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر ۹

حق کی تبلیغ

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

﴿وَالْعَصْرِ٥ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ٥ إِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ٥﴾ [العصر]

''زمانے کی قسم! یقیناً انسان خسارے میں ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تبلیغ اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔''

ہر قسم کی تعریفات وتسبیحات کے لائق صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذاتِ گرامی ہے جو وحدہ لاشریک، عَلٰی کُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ہے۔ وہی تمام جہان والوں کا حاجت روا، مشکل کشا اور دافع البلاء ہے، جو ساری کائنات کو کھلاتا ہے اور اسے کھانے کی ضرورت اور حاجت نہیں ہے۔ وہ ہر ایک کی ہر وقت سننے والا اور دلوں کے بھید جاننے والا ہے، وہ آسمانوں، زمینوں، فضاؤں، ہواؤں، فوق السماء اور تحت الثریٰ کا مالک وحاکم ہے، وہی سمندروں، دریاؤں اور ندی نالوں کو چلانے والا، آسمان کے بادلوں سے بارش برسانے والا اور موسموں کو تبدیل فرمانے والا ہے۔ وہی رب المشارق والمغارب ہے، وہی عالم الغیب والشہادۃ اور عالم ما کان وما یکون ہے۔ صرف وہی مختارِ کل، ہر ایک کو ہر جگہ اور ہر وقت دیکھنے والا اور علیم وخبیر ہے۔ لہٰذا مشکلات ومصائب میں صرف اسی کو پکارنا چاہیے، مافوق الاسباب مدد صرف اسی سے مانگنی چاہیے، ہر وقت اسی سے ڈرنا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوف کھانا چاہیے۔ اسی سے شفاء، صحت اور تندرستی کا سوال کیا جائے، اس کے فیصلوں کو خوش دلی سے قبول کیا جائے اور کسی صورت اور کسی حال میں بھی اس کے ساتھ کسی کو شریک وسہیم اور حصہ دار نہ بنایا جائے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کی طرف سے محسن انسانیت، رہبر کامل واکمل، ہادیٔ اعظم جناب احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر لا تعداد، بیشمار اور بے حد وحساب درود وسلام نازل فرمائے، جو رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین اور امام المرسلین ہیں۔ جنہیں رب العالمین نے اپنی تمام مخلوقات میں سب سے احسن، اجمل، اکمل اور افضل پیدا فرمایا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی محمّدٍ وَعَلٰی آلِ محمد وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین عظام، صلحاءِ امت، بزرگانِ دین، محدثین ومفسرین، اولیاء کرام اور تمام فوت شدہ اہلِ ایمان کی قبروں کو اللہ تعالیٰ نور سے منور فرمائے اور زندہ اہلِ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث کے مطابق اپنے عقائد واعمال کی اصلاح کی سعادت وتوفیق عطاء فرمائے۔ اللہ کریم ہم سب کا خاتمہ بالایمان فرمائے۔ قبریں فراخ فرمائے، حوضِ کوثر کا جام نصیب فرمائے، شفاعت مصطفیٰ کا مستحق بنائے، حساب آسان فرمائے، نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں تھمائے، جنت کا داخلہ نصیب فرمائے اور عذابِ جہنم سے محفوظ ومامون فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

تیسرا اصول:

سورت عصر کی توضیح وتذکیر کے ضمن میں اس امر کا تذکرہ ہو چکا ہے کہ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختصر سورتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کے خسارے اور نقصان سے بچاؤ کے اور دونوں جہانوں میں کامیابی و کامرانی کے چار سنہری اصول ،قواعد اور ضوابط بیان فرمائے ہیں۔ جن میں پہلا اصول عقیدہ وایمان کی درستی اور اصلاح ہے۔ جبکہ دوسرا اصول ''عمل صالح'' کی کثرت ہے۔ نیک اعمال کی اہمیت وضرورت اور صالح اعمال کے فوائد ونتائج کا ذکر گزشتہ مضمون میں ہو چکا ہے۔

اس سورت معظّمہ کے مطابق خسران ونقصان اور عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کا تیسرا اصول ''حق کی تبلیغ'' ہے جسے یہاں ''تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ'' کے خوب صورت الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ ان الفاظ کا ترجمہ ''ایک دوسرے کو حق کی وصیت کرنا'' ہے۔ اہل علم نے ان الفاظ کی مختلف تعبیرات وتوضیحات فرمائی ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ:

☆ واقعہ پیش آنے سے قبل کسی کو موثر انداز میں نصیحت کرنے کا نام ''وصیت'' ہے۔

☆ کسی کو ایسے کام کا حکم دینا جس میں اسکی اصلاح اور اللہ تعالیٰ کا قرب مقصود ہو ''وصیت'' کہلاتا ہے۔

☆ کسی شخص کو تاکید کے ساتھ نیک کام کرنے کی ہدایت کرنے کا نام ''وصیت'' ہے۔

اسی وجہ سے مرنے والا اپنے بعد کے حالات کیلئے جو ہدایات دیتا ہے۔ اسے بھی ''وصیت'' کہا جاتا ہے۔

☆ کسی کو الفت ومحبت کے ساتھ حق قبول کرنے پر آمادہ کرنا بھی ''وصیت'' ہے۔

یہاں ''تَوَاصَوْا'' کا لفظ انتہائی توجہ طلب ہے جس کا معنیٰ ''ایک دوسرے کو نصیحت کرنا'' ہے۔ یعنی امتِ محمدیہ کا ہر فرد وبشر اس امر کا پابند ہے کہ وہ اپنے ایمان و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل کی اصلاح کے بعد دوسروں کی اصلاح کی مسلسل کوشش کرتا رہے۔ ہمارے ہاں جو یہ بات مشہور کردی گئی ہے کہ ''جہاں کوئی لگا ہے لگا رہنے دو'' اور ''ہر ایک نے اپنی قبر میں پڑنا ہے'' اور ''اپنا عقیدہ چھوڑو نہیں اور کسی کا عقیدہ چھیڑو نہیں'' بالکل غلط، اسلامی تعلیمات کے یکسر خلاف اور قرآن وحدیث کے منافی ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔ اگر آپ کسی کے باطل نظریات اور غیر اسلامی اعمال وافعال پر اسے ٹوکیں، روکیں اور منع نہیں کریں گے تو معاشرے کی اصلاح کیسے ہوگی؟ اگر اسی اصول کو درست مان لیا جائے تو پھر انبیاء کی بعثت، رسولوں کی دعوت، اور پیغمبروں کی محنت بے مقصد اور لاحاصل قرار پائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں انبیاء ورسل کی تشریف آوری کی غرض وغایت ہی یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ لوگوں کو شرکیہ عقائد واعمال سے روکیں۔ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کا درس دیں، شرک اور مظاہر شرک کی تردید ومذمت کریں اور عوام کو تلقین کریں کہ وہ اپنے زمانے کے پیغمبر کی اتباع وفرماں برداری کر کے اپنے خالق ومالک کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔

''تَـوَ اصَـوْا'' لفظ ہماری توجہ اس کی طرف بھی مبذول کرواتا ہے کہ وعظ ونصیحت، تبلیغ واشاعت اور خطاب وتقریر صرف علماء، قراء، اور خطباء کی ذمہ داری نہیں ہے، جیسا کہ لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ وعظ کرے مولوی، نماز پڑھائے قاری، تراویح کی امامت کروائے حافظ، خطبہ دے خطیب، اور ہم ایک کان سے دینی احکام سنیں اور دوسرے کان سے باہر نکال دیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ سورت عصر کہہ رہی ہے کہ ہم میں سے ہر شخص کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسروں کو حق کی تبلیغ کرے، دین کی دعوت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے، قرآن و حدیث پر عمل کی تلقین کرے اور لوگوں کو اسلام کے مطابق زندگی گزارنے پر آمادہ اور تیار کرے اور خود بھی اسلامی احکام پر پوری طرح عمل کرنے کی کوشش کرے۔

دینی فریضہ:

یاد رکھیے! ہم میں سے ہر شخص کی شرعی ذمہ داری اور مذہبی فریضہ ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنی اصلاح کرے، پھر اپنے اہل وعیال، عزیز و اقارب، دوست واحباب، رفقاء واصحاب اور قرب وجوار میں رہنے والے لوگوں کو قرآن وحدیث اور توحید وسنت کی دعوت دے۔ دینِ اسلام کی جو نعمت اور توحید خداوندی کی جو فضیلت اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطاء فرمائی ہے اسے دوسروں تک پہنچانا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کا فرمانِ ذی شان ہے:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ))

[صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لاخیہ......]

''تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کیلئے وہی شے پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''

ہم میں سے ہر شخص اپنے لئے یہ پسند کرتا ہے وہ عزت کی زندگی بسر کرے، اسے مرنے کے بعد قبر میں سکون واطمینان اور آرام حاصل ہو، اسے حشر کے دن کامیابی نصیب ہو، اسے شفاعت رسول میسر آئے، اور اسے جنت کا وارث بنا دیا جائے، یہی چیزیں ہمیں دوسرے لوگوں کے لئے بھی پسند کرنا چاہئیں اور انہیں اس جادۂ حق اور صراط مستقیم پر گامزن کرنے کی کوشش کرنی چاہیے ہمارا دینی فریضہ ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم لوگوں کو توحید کی دعوت دیں۔ سنت رسول ﷺ پر عمل کی رغبت دلائیں، شرک سے روکیں، بدعات سے منع کریں اور خالص اسلام کی طرف بلائیں۔

معروف مصنف مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی کتاب ''الصلاۃ ومایلزم لھا'' سے ایک روایت ''اسلامی خطبات جلد اول'' میں نقل فرمائی ہے کہ

((وَقَدْ جَاءَ الْحَدِيْثُ قَالَ يَجِيْءُ الرَّجُلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَعَلِّقاً بِجَارِهِ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ هٰذَا خَانَنِيْ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ وَعِزَّتِكَ مَا خُنْتُهُ فِيْ اَهْلٍ وَلَا مَالٍ فَيَقُوْلُ صَدَقَ يَارَبِّ وَلٰكِنَّهُ رَاٰنِيْ عَلٰى مَعْصِيَةٍ فَلَمْ يَنْهَنِيْ عَنْهَا))

''حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص اپنے پڑوسی کے دامن کو پکڑ کر دربارِ الٰہی میں فریاد کرے گا کہ اے میرے پروردگار! اس شخص نے میرے ساتھ خیانت کی ہے۔ وہ کہے گا اے میرے رب! مجھے آپ کی عزت وجلال کی قسم، میں نے اس کے اہل وعیال اور مال میں کوئی خیانت نہیں کی ہے۔ وہ عرض کرے گا مولا کریم! یہ صحیح کہتا ہے (واقعی اس نے میرے اہل اور مال میں کوئی خیانت نہیں) لیکن یہ مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھتا تھا مگر منع نہیں کرتا تھا۔''

اب بتائیے! اگر ہمارے ہمساؤں، رشتے داروں، گلی محلے کے لوگوں، دوستوں اور عزیزوں نے قیامت کے دن ہمارا دامن پکڑ لیا کہ مولائے کریم! یہ خود نمازی تھا مگر اس نے مجھے کبھی نماز کی تلقین نہیں کی، یہ میرے سامنے جمعہ پڑھنے جاتا تھا مگر کبھی مجھے دعوت نہیں دی، اسے علم تھا کہ میں شرکیہ عقیدہ رکھتا ہوں مگر اس نے کبھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے توحید کا درس نہیں دیا، اسے پتہ تھا کہ میرے گھر میں بدعات ہوتی ہیں مگر اس نے کبھی مجھے ان ناجائز رواجوں اور رسموں سے روکا نہیں تھا، اسے پتا تھا کہ میں حرام کماتا اور کھاتا ہوں مگر اس نے مجھے کبھی بھی منع نہیں کیا تھا۔علیٰ ھٰذا القیاس۔تو بھائیو! ہم سب سوچ لیں کہ پھر ہمارا جواب کیا ہوگا؟

لہٰذا ہر ایک نے اپنی قبر میں پڑنا ہے اور جہاں کوئی لگا ہے لگا رہنے دو جیسے تصورات وخیالات کو ذہن سے نکال دیجیے اور کمر بستہ ہو جایئے لوگوں کو شرک سے بچانے کیلئے، بدعات سے روکنے کیلئے، گناہوں سے باز رکھنے کیلئے، نیکی کی راہ دکھانے کے لئے، صراط مستقیم پر چلانے کیلئے، قرآن وحدیث سمجھانے کیلئے، کتاب وسنت پڑھانے کیلئے، جہنم سے ہٹانے کے لئے، اور جنت میں لے جانے کیلئے، کیونکہ سورت عصر فرما رہی ہے کہ اگر تم ہلاکت ونقصان سے محفوظ رہنا اور دنیا اور آخرت میں کامیاب وکامران ہونا چاہتے ہو تو:

(۱) اپنا عقیدہ اور ایمان درست کرو۔ (۲) نیک اعمال بکثرت کرو۔

(۳) ایک دوسرے کو حق کی تبلیغ کرو۔ (۴) ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرو۔

نگران وسربراہ:

جو لوگ اپنے گھروں کے سربراہ، برادری کے ذمہ دار، تنظیم کے عہدیدار، دفتر کے افسر، خاندان کے بزرگ، اور ملک وقوم کے حکمران وسربراہ ہوں ان کی ذمہ داری زیادہ ہے کہ وہ اپنے ماتحت افراد کی دینی تربیت، اسلامی تعلیم اور اصلاح وفلاح کا خیال رکھیں، ان کی نگرانی کریں اور ان کے اخلاق وکردار پر نظر رکھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذمہ داروں کوان کے فرائض سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

((أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالإِمَامُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا، وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)) [صحیح بخاری: کتاب الاحکام، باب قول اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ......]

''خبردار! تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا (ماتحت عملہ) کے بارے میں سوال کیا جائے گا، پس حاکم اپنی رعایا کا نگران ہے اور اس سے ملک کے تمام باشندوں کے بارے میں باز پرس ہوگی، مرد اپنے تمام اہلِ خانہ کا ذمہ دار ہے اس سے اس کے گھر کے تمام افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اسکے بچوں کی محافظ ہے، اس سے ان سب کے متعلق سوال ہوگا، اور کسی شخص کا غلام (ملازم) اپنے مالک کے مال کا مسئول ہے، اس سے بھی آقا کے مال سے متعلق سوالات ہوں گے، خبردار! تم میں سے ہر ایک نگران ونگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔''

اس ارشادِ مصطفیٰ کی روشنی میں ہم سب کو اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ ہم اپنی اولاد، اہلِ خانہ اور دیگر زیرِ کفالت افراد کے خورد ونوش، لباس و پہناوے، قیام وطعام، دنیاوی تعلیم، اور صحت وسلامتی کا بڑا خیال رکھتے ہیں،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھنا چاہیے مجھے اس سے انکار نہیں ہے، لیکن ان کے بارے میں ہماری ایک ذمہ داری ان کی ''دینی تعلیم وتربیت'' بھی ہے۔انہیں نیکی کی تلقین کرنا اور برائی سے روکنا بھی ہمارے فرائض میں شامل ہے۔مگر افسوس کہ ہم میں سے اکثر خواتین وحضرات کا اس طرف دھیان اور توجہ نہیں ہے،ہم اپنی اولادوں کو کاروباری طریقے، منافع کمانے کے ڈھنگ، مال جمع کرنے کے ذرائع، دنیاوی نقصان سے بچنے کے سلیقے اور معاشرے میں معزز بننے کے تمام حربے سکھاتے، سمجھاتے اور یاد کرواتے ہیں ۔ان سے روزانہ دکان، کارخانہ، فیکٹری، اور ملازمت کا حساب لیتے، نفع اور نقصان کی فیصد بتلاتے، آمدن اور خرچ کی تفصیلات طلب کرتے اور کمی بیشی پر ان کی سرزنش کرتے اور ڈانٹتے بلکہ بسا اوقات مارتے اور جسمانی سزا بھی دیتے ہیں۔مگر غور فرمایئے! ہم میں سے کتنے ہیں جو ہر روز اپنی اولاد، بیوی اور گھر کے دوسرے افراد سے ''نمازوں کا حساب'' پوچھتے ہیں، کتنے ہیں جو قرآن حکیم کی تلاوت اپنی نگرانی میں کرواتے ہیں، ہم میں سے کتنے ہیں جنہوں نے خود قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا اور اولاد کو پڑھانے کا بندوبست کیا ہے؟ حضرات سوچئے! پھر سوچئے! اور پھر سوچئے کہ دنیا کی یہ ساری چیزیں یہیں رہ جائیں گی، مال ودولت، دکان ومکان، کارخانہ و فیکٹری، آل اولاد، بیوی بچے اور دوست واحباب سب ساتھ چھوڑ جائیں گے۔وہاں جو چیز کام آئے گی، نفع دے گی، فائدہ مند ثابت ہوگی، وہ ایمان وعقیدہ، نیک اعمال، حق کی نصیحت اور صبر کی وصیت ہے، سورت عصر ہمیں جھنجوڑ رہی ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝﴾ [العصر]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”زمانے کی قسم! یقیناً انسان خسارے میں ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تبلیغ اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔“

بہترین مثال:

اگر معاشرے میں ایک دوسرے کو نیکی کی تلقین نہ کی جائے، برائی سے روکا نہ جائے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام نہ دیا جائے، حق کی تاکید اور اچھے کردار کی نصیحت نہ کی جائے تو معاشرہ ایسے بگاڑ، فساد اور خسران کا شکار ہو جائے کہ ہر طرف افراتفری اور بدنظمی پھیل جائے اور لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی گرفت میں آجائیں۔ حق کی تلقین کرنے اور برے کاموں سے روکنے کے نتائج وفوائد اور یہ فریضہ سرانجام نہ دینے کے نقصانات کو سمجھانے کیلئے سرور کائنات ﷺ نے بڑی خوب صورت اور بہترین مثال بیان فرمائی ہے:

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود وقیود کی پابندی کرنے اور اس میں سستی اور مداہنت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مبتلا ہو جانے والے کی مثال ایک ایسی قوم کی طرح ہے جو کشتی یعنی بحری جہاز میں سفر کر رہے ہوں اور سب لوگوں نے قرعہ اندازی کے ذریعے اپنے لیے جگہ مقرر کر لی، کچھ لوگ بحری جہاز کی پہلی منزل اور کچھ دوسری منزل میں سفر کر رہے ہوں، نیچے والی منزل کے مسافر جب اپنی ضرورت کیلئے پانی لینے بار بار اوپر والی منزل والوں کے قریب سے گزریں تو اس سے دوسری منزل والے تکلیف واذیت محسوس کریں اور ناگواری کا اظہار کریں، تو نیچے والے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصے کا ایک مسافر کلہاڑی لے کر کشتی کی تہہ میں سوراخ کرنا شروع کر دے تا کہ پانی حاصل کرنے کے لئے بار بار اوپر جانے اور وہاں کے مسافروں کو تنگ کرنے کی بجائے وہ نیچے سے ہی سمندر کا پانی لے لیا کریں۔ دوسری منزل والے نیچے آئے اور سوراخ کرنے والے مسافر سے پوچھا بھائی! یہ کیا کر رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ ہمارے بار بار اوپر جانے سے تمہیں تکلیف ہوتی تھی اور ہمیں پانی کی بھی اشد ضرورت تھی، اسلئے میں سمندر سے پانی حاصل کرنے کے لئے کشتی کے نیچے سوراخ کر رہا ہوں۔

((فَإِنْ أَخَذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا أَنْفُسَهُمْ وَإِنْ تَرَكُوهُ أَهْلَكُوهُ وَأَهْلَكُوا أَنْفُسَهُمْ))

''پس اگر دوسری منزل کے مسافروں نے پہلی منزل والوں کا ہاتھ پکڑ لیا یعنی انہیں کشتی میں سوراخ کرنے سے روک دیا تو انہوں نے پہلی منزل والوں کو بھی بچا لیا اور خود بھی محفوظ ہو گئے اور اگر انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا یعنی سوراخ کرنے سے منع نہ کیا تو سوراخ کے ذریعے کشتی میں سمندر کا پانی داخل ہونے کے سبب انہیں بھی ہلاک وتباہ کر دیا اور خود بھی غرق ہو گئے۔''

[صحیح بخاری: کتاب الشھادات، باب القرعۃ فی المشکلات]

اس حدیث طیبہ میں بیان کردہ مثال سے ''نہی عن المنکر''، یعنی لوگوں کو برے کاموں سے روکنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے اگر آپ برائی کو آغاز اور ابتداء میں ہی روکنے، مٹانے ہٹانے اور ختم کرنے کی کوشش کریں گے تو لوگ اس گناہ کے اثرات ونقصانات سے بچ جائیں گے اور اگر برائی کا راستہ روکنے اور معاشرے کو گناہوں سے پاک کرنے کی جدوجہد نہیں کی جائے گی تو سارا معاشرہ اس کی لپیٹ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آجائے گا اور سب لوگ اس سے متاثر ہوں گے اور جب برائی جڑ پکڑ لے گی تو اسے ختم کرنا مشکل ہو جائے گا۔ اسی لئے حق کی تبلیغ ہر مسلمان کیلئے لازمی اور ضروری قرار دی گئی ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر:

آج امت مسلمہ جس کسمپرسی، بے بسی اور زبوں حالی کا شکار ہے اس کی متعدد وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مسلمانوں نے دین کی دعوت، امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور حق کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ ترک کر دیا ہے اور امت کی اکثریت بدعات وخرافات، اور شکوک وشبہات میں مبتلا ہو گئی ہے۔ اور لوگ یہ سمجھتے اور علی الاعلان کہنے لگے ہیں کہ عام مسلمانوں کا شرعی احکام کی تبلیغ، دینی امور کی تلقین اور ایک دوسرے کو وعظ ونصیحت کرنے سے کوئی سروکار نہیں ہے بلکہ یہ صرف ایک مخصوص گروہ جنہیں عرف نام میں ''مولوی حضرات'' کہا جاتا ہے، کی ذمہ داری ہے۔ حالانکہ قرآن مجید کی درجنوں آیات مبارکات میں اس امر کی صراحت کی گئی ہے کہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا امت کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾[آل عمران:۱۱۰]

''تم بہترین امت ہو جنہیں لوگوں (کی اصلاح وہدایت) کیلئے نکالا (بنایا) گیا ہے تم لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم دیتے اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔''

آپ اس آیت کے الفاظ کی ترتیب پر غور فرمائیں کہ امر بالمعروف ونہی عن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المنکر کا ذکر پہلے فرمایا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی بات بعد میں بیان فرمائی، حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا باقی تمام اعمال وافعال سے مقدم اور پہلے ہے۔اس تقدیم سے مقصود نیکی کے کاموں کی تبلیغ واشاعت اور برائی سے روکنے کی اہمیت وحیثیت کو واضح کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس امر کی بھی وضاحت فرمادی کہ اے اہلِ ایمان! تم خیر امت، بہترین امت اور افضل امت اس صورت میں ہو کہ تم نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو۔اگر خدانخواستہ بحیثیت مجموعی تم نے یہ فریضہ ترک کر دیا یعنی دعوتِ دین اور اشاعت اسلام کا کام چھوڑ دیا تو تم سے یہ اعزاز عظیم چھن بھی سکتا ہے اور تمہیں اس سعادتِ عظمیٰ سے محروم بھی کیا جا سکتا ہے۔

گویا کہ امت محمدیہ میں شامل ہونے کیلئے ''امر بالمعروف ونہی عن المنکر'' بنیادی شرط ہے اور اس شرط کا پورا کرنا امت کے ہر فرد کیلئے لازمی اور ضروری ہے۔سورت عصر میں اسی بات کو ''تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ''حق کی نصیحت کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ))

[صحیح بخاری: کتاب الایمان، باب کون النھی عن المنکر من الایمان]

''تم میں سے جو شخص کسی برائی کو دیکھے تو اس کا فرض ہے کہ اسے ہاتھ یعنی طاقت سے بدلنے کی کوشش کرے اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اور اگر اس کی بھی صلاحیت نہ ہو تو اسے دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید میں اہلِ ایمان مردوں اور عورتوں کی یہ خوبی، امتیازی وصف اور خصوصیت بیان فرمائی گئی ہے کہ وہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے والے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ [التوبہ:۷۱]

''اور مومن مرد اور مومنہ عورتیں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں یہ نیکی کے کام کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں، نماز پڑھتے، زکاۃ دیتے اور اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں، انہیں لوگوں پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا، یقیناً اللہ تعالیٰ غالب، حکمت والا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے جو خصائص وخصائل بیان فرمائے گئے وہ یہ ہیں

☆ نیکی کا حکم دینے والے۔ ☆ برائی سے روکنے والے۔

☆ نماز باقاعدگی سے پڑھنے والے۔ ☆ زکاۃ ادا کرنے والے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے۔

☆ رسول اکرم ﷺ کی فرماں برداری کرنے والے۔

ہم میں سے ہر شخص کو اپنی جگہ سوچنا چاہیے کہ کیا یہ اوصاف حمیدہ میرے اندر ہیں؟ اگر ہیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور ہمیشہ ان پر قائم رہے۔ اور اگر نہیں ہیں تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر فکر کرے اور ان خوبیوں کو اپنانے کی کوشش کرے۔ خصوصاً امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عمل پیرا ہو کر "تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ" کر کے خسران ونقصان سے محفوظ ہو جائے اور نجات وفلاح کا مستحق بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق رحمت فرمائے۔ آمین۔

اسلامی ملک کے حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ سرکاری سطح پر "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کا مستقل شعبہ اور محکمہ قائم کریں تا کہ عوام کو نیکیوں کی طرف راغب اور گناہوں سے متنفر کیا جا سکے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ:

﴿اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۝﴾ [الحج:۴۱]

"ان لوگوں کو اگر ہم زمین پر غلبہ (حکمرانی) دیں تو وہ نماز کی پابندی کریں، زکاۃ ادا کریں، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیں، اور تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔"

اس آیت کے مطابق اسلامی حکومت کے بنیادی فرائض میں سے ایک یہ ہے کہ وہ عوام کی اصلاح وہدایت کی منصوبہ بندی کرے اور

☆ محکمہ صلاۃ ☆ محکمہ زکاۃ

☆ محکمہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر قائم کریں۔

عذابِ الٰہی:

جو لوگ ایک دوسرے کو حق کی تبلیغ نہیں کرتے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام نہیں دیتے اور "تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ" پر عمل پیرا نہیں ہوتے تو ان پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوتا ہے، وہ غضبِ الٰہی کے مستحق ٹھہرتے ہیں اوران کی دعائیں مسترد کر دی جاتی ہیں۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ))

[جامع ترمذی: کتاب الفتن، باب ما جاء فی الامر بالمعروف ونہی عن المنکر]

''اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے! تم لازماً نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے ضرور منع کرتے رہو ورنہ بہت جلد تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو جائے گا، پھر تم اسے (اللہ تعالیٰ) کو پکارو گے اور تمہاری دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی۔''

جو لوگ طاقت وقدرت کے باوجود برائی کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنتے، نیکی کی تلقین نہیں کرتے اور معاشرے کو گناہوں سے پاک کرنے کی کوشش نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ ان پر دنیا میں ہی عذاب مسلط کر دیتا اور انہیں اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ صحابی رسول جناب جریر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُونُ فِي قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي، يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوا عَلَيْهِ فَلَا يُغَيِّرُوا إِلَّا أَصَابَهُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَمُوتُوا)) [سنن ابی داود: کتاب الملاحم، باب فی الامر والنهی]

''جو کوئی قوم گناہوں، نافرمانیوں اور معاصی کا ارتکاب کرتی ہے اور لوگ قدرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واستطاعت کے باوجود انہیں گناہوں سے منع نہیں کرتے تو ایسے لوگوں پر موت سے پہلے ہی عذاب مسلط کر دیا جاتا ہے۔''

بعض لوگ خود تو برائیوں کے مرتکب نہیں ہوتے لیکن لوگوں کو گناہوں سے روکنے اور باز رکھنے کی کوشش بھی نہیں کرتے۔ ان کے قلوب واذہان میں وہی فلسفہ ہوتا ہے کہ ''ہمیں کیا ہے؟'' جہاں کوئی لگا ہے لگا رہنے دو، ہم لوگوں کی نظروں میں برے کیوں بنیں، ہم ان کو اپنا مخالف کیوں بنائیں وغیرہ۔ ایسے لوگ اپنے بارے میں اس خوش فہمی کا شکار ہوتے ہیں کہ ''ہم تو گناہ نہیں کر رہے'' حالانکہ برائی سے منع نہ کر کے اور ''تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ'' پر عمل نہ کر کے وہ گنہگار بن رہے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کر رہے ہیں ہوتے اور عذاب الٰہی سے مستحق بن رہے ہوتے ہیں۔

ان احادیث مبارکات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دین کی تبلیغ، امر بالمعروف ونہی عن المنکر صرف خطباء، علماء، واعظین، مقررین اور قراء ہی کی ذمہ داری نہیں بلکہ ہر مسلمان کو اپنی ہمت، طاقت، صلاحیت اور استطاعت کے مطابق یہ فریضہ سرانجام دیتے رہنا چاہیے۔ کوئی عمل کرے یا نہ کرے......اور......دعوتِ حق کو قبول کرے یا نہ کرے۔ بیان کرنے والے کا فرض ادا ہو جائے گا اور وہ اجر وثواب کا مستحق قرار پائے گا۔

واقعہ سبت:

اللہ تعالیٰ نے ''تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ'' اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اہمیت واضح کرنے اور یہ فریضہ سرانجام نہ دینے والوں کی عبرت ونصیحت کیلئے قرآن حکیم میں سیدنا داؤد علیہ السلام کے زمانے کا ایک واقعہ بیان فرمایا ہے جسے اہلِ کتاب اور اہل علم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہاں ''واقعہ سبت'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مفسرین کرام کی ایک کثیر جماعت کے خیال میں یہ واقعہ ''ایلہ'' نامی بستی میں پیش آیا جو مدین اور کوہِ طور کے درمیان بحر قلزم کے ساحل پر واقع تھی۔ ہوا یوں کہ:

''اللہ تعالیٰ نے سیدنا داؤد علیہ السلام کی زبانی ''ایلہ'' کے رہنے والے یہودیوں کو حکم دیا کہ ''ہفتہ کے دن'' کوئی کاروبار، تجارت، اور کام نہ کریں بلکہ سارا دن اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت میں گزاریں یا پھر دن کا کچھ حصہ آرام کریں۔ لیکن یہودی ایسی عاقبت نا اندیش اور دنیا پرست قوم تھی کہ ان کے ہاں اللہ تعالیٰ کے احکام، اللہ تعالیٰ کے رسول کے ارشادات اور اخلاقی اقدار کی کوئی حیثیت واہمیت نہیں تھی، وہ اللہ رب العزت کے اس فرمان کی اصل حکمت ومقصد کو نہ جان سکے اور وہ تھی ''ان کا امتحان اور آزمائش'' اس بستی کے باشندوں کا پیشہ ماہی گیری یعنی دریا سے مچھلیاں پکڑنا اور انہیں فروخت کرنا تھا۔

اب اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت کہ چھ دن تو مچھلیاں دریا کے پانی میں چھپی رہتیں اور ساتویں دن یعنی ''ہفتہ'' کے دن مچھلیوں کے بڑے بڑے ریلے پانی کے اوپر تیرتے ہوئے نظر آتے، مچھلیوں کی اس بہتات اور کثرت کو دیکھ کر ان کے منہ میں پانی آ گیا اور بستی کے اکثر لوگوں نے اپنی مجرمانہ ذہنیت کے باعث حیلہ سازی سے کام لینے کا منصوبہ بنایا اور بزعم خود کھلم کھلا نافرمانی سے بچنے کی یہ صورت نکالی کہ بحر قلزم کے کنارے بڑے بڑے تالاب اور کھائیاں کھود لیں اور ہفتہ کے دن دریا کا کنارہ توڑ کر پانی تالابوں میں ڈال لیتے اور ظاہر ہے کہ پانی کے ساتھ مچھلیاں بھی ان تالابوں میں جمع ہو جاتیں اور پھر اتوار کے دن ان تالابوں سے مچھلیاں پکڑ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فروخت کرتے اور کھاتے ۔اس طرح وہ اپنے خیال میں اس حیلہ بازی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے حکم عدولی بھی نہ کرتے ،لوگوں کی نظروں میں بدنامی سے بھی بچتے اور اپنا کاروبار بھی جاری رکھے ہوئے تھے ۔

اس صورت حال کے باعث اس بستی کے باشندے فکری اور عملی طور پر تین گروہوں میں تقسیم ہوگئے ۔

(۱) مجرم اور نافرمان لوگ جو حیلہ سازی اور سازش سے مچھلیاں پکڑتے ۔
(۲) صالحین وابرار کا گروہ جو ان حیلہ سازوں کو اس قبیح حرکت سے منع کرتے ۔
(۳) مصلحت پسند لوگ جو خود تو مچھلیاں نہیں پکڑتے تھے مگر پکڑنے والوں کو منع بھی نہیں کرتے تھے۔

قرآن حکیم بیان فرماتا ہے کہ اس بستی کے باشندوں پر ان کی نافرمانی، حیلہ سازی اور سازش کے باعث اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا، انہیں ذلیل وخوار بندر بنا دیا گیا اور وہ تین دن کے اندر تڑپ تڑپ کر مر گئے ۔اس دردناک، عبرتناک، خوفناک اور ذلت آمیز عذاب سے صرف وہی لوگ محفوظ رہے جو لوگوں کو اس برے کام سے منع کرتے، نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتے اور "تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ" پر عمل کرتے تھے، باقی دونوں گروہوں خاموش رہنے والوں اور مجرموں کو عذاب الٰہی نے اپنی گرفت میں لے لیا اور انہیں بندر بنا کر نیست ونابود کردیا گیا۔قرآن عزیز اپنے معجزانہ اختصار سے یہ واقعہ ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے:

﴿وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَاْتِیْھِمْ کَذٰلِکَ نَبْلُوْھُمْ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ O وَ اِذْ قَالَتْ اُمَّۃٌ مِّنْھُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا نِ اللّٰہُ مُھْلِکُھُمْ اَوْ مُعَذِّبُھُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا قَالُوْا مَعْذِرَۃً اِلٰی رَبِّکُمْ وَ لَعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ O فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُکِّرُوْا بِہٖٓ اَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ یَنْھَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِیْسٍ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ O فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّانُھُوْا عَنْہُ قُلْنَا لَھُمْ کُوْنُوْا قِرَدَۃً خٰسِئِیْنَ O﴾ [الاعراف: ۱۶۳تا۱۶۶]

''اور (اے رسول ﷺ) ان (یہودیوں) سے اس بستی کا حال بھی دریافت فرمایئے جو سمندر کے کنارے پر واقع تھی جب وہ لوگ ہفتہ کے دن حد سے تجاوز کرتے تھے، جب انکے ہفتے کے دن ان کی مچھلیاں ظاہر ہو کر ان کے پاس آتی تھیں اور جو دن ہفتے کا نہ ہوتا تو وہ ان کے پاس نہ آتی تھیں، اسی طرح ہم ان کی آزمائش کرتے تھے بوجہ اس کے جو وہ نافرمانی کرتے تھے اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا کہ تم ایسی قوم کو وعظ و نصیحت کیوں کرتے ہو جنہیں اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے والا یا انہیں عذاب دینے والا ہے تو انہوں نے (جواباً) کہا کہ (ہم انہیں نصیحت کرتے ہیں) تمہارے رب کی طرف عذر پیش کرنے کے لئے اور اس لئے کہ شائد وہ پرہیز کریں۔ پھر جب انہوں نے فراموش کر دیا اس بات کو جس کی انہیں نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے نجات دی ان لوگوں کو جو برائی سے روکتے تھے اور جنہوں نے ظلم کیا تھا انہیں ہم نے بدترین عذاب میں پکڑ لیا اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔ پھر جب انہوں نے سرکشی کی اس (کام) سے جس سے انہیں روکا گیا تھا تو ہم نے ان سے کہا کہ ''تم ذلیل بندر'' بن جاؤ۔''

قرآن کریم کا بیان کردہ یہ سچا واقعہ ان لوگوں کیلئے عبرت و نصیحت ہے جو گناہ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برائی اور نافرمانی سے لوگوں کو روکنے کی بجائے خاموشی اختیار کر کے اپنے خیال میں بڑے سیانے، سمجھ دار، عقل مند، ذہین وفطین اور دانا بننے کی کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''جی! ہمیں کیا؟'' اور ''جو گا جریں کھائے گا اس کے پیٹ میں درد ہوگا؟'' ''جو کرے گا وہ بھرے گا'' ہم کیوں منع کریں؟ ہم کیوں کسی کے منہ لگیں؟ ہم کیوں برے بنیں؟

حضرات! سورت اعراف کی یہ آیات اعلان فرما رہی ہیں کہ جب نافرمان، سرکش اور باغی لوگوں پر عذاب آتا ہے تو صرف وہی لوگ محفوظ رہتے ہیں جو خود نافرمانی اور حکم عدولی سے اجتناب کریں اور دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور برائیوں سے روکیں اور منع کریں.......... اللہ رب العالمین ہمیں یہ کام کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

مستحقین لعنت:

''تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ'' نہ کرنے والوں، نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام نہ دینے والوں اور برائی کے کاموں سے نہ روکنے والوں کو قرآنی آیات میں ''لعنتی'' قرار دیا گیا ہے۔ لعنت کا لفظ دراصل دھتکار اور پھٹکار کا عربی نام ہے، جس کا مفہوم ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری، بھلائی سے محرومی اور لوگوں کی طرف سے بیزاری اور ملامت، جس بدنصیب پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ لعنت فرما دیں تو اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص دنیا اور آخرت میں ذلیل و رسوا ہوا، خسارے میں مبتلا ہو گیا اور سخت عذاب کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ قرآن حکیم میں ایسے اعمال وافعال کی تفصیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کی گئی ہے جن کا ارتکاب کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا، ان پر غضب ناک ہوتا اور اپنی لعنت نازل فرماتا ہے۔ ان میں سے ایک ''برائی سے نہ روکنا'' ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ بنی اسرائیل پر لعنت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِ يْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ○ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ○﴾

[المائدہ: ۷۸، ۷۹]

''بنی اسرائیل میں سے کافروں پر جناب داؤد علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے لعنت کی گئی کیونکہ وہ نافرمان ہوگئے تھے اور حدود (الٰہی) سے تجاوز کرنے والے تھے اور وہ (لوگوں کو) ان کے برے افعال سے منع نہیں کرتے تھے اور (برائی سے نہ روکنا) برا فعل تھا جو وہ کرتے تھے۔''

ان آیات میں بنی اسرائیل پر لعنت کی تین وجوہات بیان فرمائی گئی ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی۔

(۲) حدودِ الٰہی سے تجاوز۔

(۳) لوگوں کو برے کاموں سے نہ روکنا۔

آج اگر ہم دیانتداری اور غیر جانبداری سے اپنے اعمال وافعال کا جائزہ لیں تو میں یہ عرض کرنے میں حق بجانب ہوں کہ ہمارے معاشرے کی اکثریت ان امور میں مبتلا نظر آئے گی، غور فرمائیں کہ ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جن کی سیرت و کردار، لین دین، کاروبار وتجارت، معاملات ومعمولات، سیاست ومعاشرت، اقتصاد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومعیشت اور گھر کا ماحول اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام وفرامین کے مطابق ہے، کتنے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی قائم کردہ حدود و قیود کی پابندی اور پاسداری کرتے ہیں اور کتنے افراد و اشخاص ہیں جو معاشرے کو گناہوں سے پاک کرنے کیلئے لوگوں کو برائی سے روکتے ، نیکی کا حکم اور ''تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ'' پر عمل کرتے ہیں۔

سورت مائدہ کی مذکورہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرِ قرآن مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ:

''کسی معاشرے میں جب کوئی برائی رواج پاتی ہے تو ابتداً چند ہی لوگ اسکے مرتکب ہوتے ہیں اگر ایسے لوگوں کا بروقت اور سختی سے محاسبہ کیا جائے تو وہ برائی رک جاتی ہے لیکن اگر اس سلسلہ میں نرم گوشہ اختیار کیا جائے تو اس بدی کا ارتکاب کرنے والوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اس بدی سے بچنے والے لوگ نہ صرف یہ کہ بدی کرنے والوں کو روکتے نہیں بلکہ ان سے میل ملاپ رکھنے اور شیر وشکر بن کر رہنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے اور بدی عام پھیل جاتی ہے۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے پھر عذاب سے نہ تو بدی کرنے والے بچتے ہیں اور نہ ہی اس بدی سے اجتناب کرنے والے۔ اس آیت میں بتلایا یہ گیا ہے کہ جس طرح بدی کا ارتکاب کرنا جرم ہے اسی طرح بدی سے نہ روکنا بھی جرم ہے اور جرم کے لحاظ سے دونوں برابر ہوتے ہیں اور اللہ کی لعنت یا عذاب الٰہی کا اثر دونوں کو یکساں پہنچتا ہے۔'' [تیسیر القرآن جلد اول سورت المائدہ آیت ۷۸، ۷۹]

اللہ تعالیٰ نے سورت عصر میں انہیں لوگوں کو نقصان ، خسران سے محفوظ قرار دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو ایمان وعمل کے ساتھ ساتھ ''حق'' کی تبلیغ کرتے اور صبر کی تلقین کرتے ہیں۔

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ○ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ○ إِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○﴾ [العصر]

''زمانے کی قسم! یقیناً انسان خسارے میں ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے اور حق کی تبلیغ اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔''

حق کیا ہے؟

سورت عصر کی تیسری اور آخری آیت میں گھاٹے، خسارے اور نقصان سے بچنے کے جو چار اصول بیان فرمائے گے ہیں ان میں تیسرا اصول ''تَوَاصِی بِالْحَقِّ'' یعنی حق کی تبلیغ وتلقین اور تاکید ونصیحت ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ''حق کیا ہے؟'' جس کی تاکید وتلقین اور تبلیغ واشاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآنی آیات اور نبی محترم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں اب ہم ان شاء اللہ العزیز اسی سوال کا جوب عرض کرنے کی کوشش کریں گے۔

معروف کلامی مفسر قاضی عبداللہ بن عمر بیضاوی رحمہ اللہ ''حق'' کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((وَالْحَقُّ : الثَّابِتُ الَّذِیْ لَا یَسُوْغُ إِنْکَارُهٗ یَعُمُّ الْأَعْیَانَ الثَّابِتَةَ وَالْأَفْعَالَ الصَّائِبَةَ وَالْأَقْوَالَ الصَّادِقَةَ)) [تفسیر بیضاوی: البقرة آیت ۲۶]

''حق ایسی ثابت شدہ حقیقت کا نام ہے جس کا انکار ممکن نہ ہو اور اس کا اطلاق سچے اقوال، درست افعال اور ثابت شدہ حقائق پر ہوتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق کا متضاد اور مقابل لفظ ''باطل'' ہے جس کا معنی ہے ''ایسی چیز جو اپنے اصل کے اعتبار سے درست نہ ہو'' امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ کے بقول، حق کا اصل معنی ''مطابقت اور موافقت'' ہے لہٰذا کسی قول یا فعل کو ''حق'' اسی وقت کہا جائے گا جب وہ اسی طرح واقع ہو جس طرح ہونا ضروری تھا اور اس کا وقوع مناسب، موزوں اور بروقت ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ [یونس: ۳۳]

''اسی طرح آپ کے پروردگار کی یہ بات فاسقوں کے بارے میں ''ثابت'' ہو گئی کہ وہ کبھی ایمان نہیں لائیں گے۔''

قرآن عزیز میں اس حقیقت کو بھی واشگاف الفاظ میں بیان کر دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت وضلالت کی راہیں واضح کرنے کے بعد انسان کو اختیار دیا ہے کہ وہ دونوں راستوں میں سے جس کا چاہے انتخاب کرے۔ اس کی مرضی ہے کہ وہ اللہ رب العالمین کا فرماں بردار، شکر گزار بندہ بن کر زندگی گزارے یا نافرمان اور ناشکر گزار بن کر ضلالت وگمراہی کا راستہ اختیار کرے لیکن یہ ثابت شدہ امر اور مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نافرمان جنات اور کافر ومشرک اور منافق انسانوں سے جہنم کو ضرور بھرے گا۔ اس حقیقتِ ثابتہ کے لئے بھی ''حق'' کا لفظ استعمال فرمایا گیا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے

﴿وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ﴾ [السجدہ: ۱۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت عطاء فرما دیتے اور لیکن میری یہ بات ''حق''
(مسلمہ حقیقت) ہے کہ میں ضرور جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھروں گا۔''

مفسرین کے اقوال اور ان قرآنی آیات سے ''حق'' کا لغوی مفہوم واضح ہو گیا کہ:

''حق سے مراد ایسی ثابت شدہ حقیقت، سچی بات، درست فعل اور حالات کے موافق و مطابق عمل ہے جس کا انکار ممکن نہ ہو اور وہ بات یا چیز، تجربہ اور مشاہدہ کے بعد درست ثابت ہو۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورت عصر میں ''تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ'' کرنے والے خوش نصیبوں کا کامیاب و کامران اور خسران ونقصان سے مامون قرار دیا ہے۔ وہ کون سا ''حق'' ہے جس کی ایک دوسرے کو تلقین وتاکید کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آیئے! قرآنی آیات مبارکات، رسول اکرم ﷺ کے ارشادات اور مفسرین کے اقوال کی روشنی میں حق کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ:

''حق'' سے مراد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات بابرکات ہے جیسا کہ امام قرطبی رحمہ اللہ نے امام سدی رحمہ اللہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ

((اَلْحَقُّ هُنَا هُوَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ)) [تفسیر قرطبی: سورت عصر]

''یہاں حق سے مراد اللہ عزوجل کی ذات ہے۔''

یعنی ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کی طرف بلائے، اسی کے سامنے جھکنے کا درس دے اور اس کے احکام وفرامین پر عمل کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعوت دے ''حق'' کے اس معنی کی تاکید قرآنی آیات سے بھی ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

﴿وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَاءَ هُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ﴾[المومنون:۷۱]

''اور اگر''حق'' ان کی خواہشات کی پیروی کرتا تو آسمانوں وزمین اور ان کے درمیان کا سارا نظام درہم برہم ہوجاتا۔''

مشرکینِ عرب کو اللہ تعالیٰ کے بعض احکام پر اعتراض تھا (جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں) اور ان کی خواہش تھی اللہ تعالیٰ نزولِ احکام میں ہماری خواہشات و مطالبات کا بھی خیال رکھے تو اللہ تعالیٰ نے جوابًا فرمایا کہ اگر حق تعالیٰ ہی ان مشرکوں کی خواہشات کے تابع ہوجائے تو نظامِ کائنات کیسے چل سکتا ہے۔ جب ایک گھر میں دو سربراہ ،ایک ادارے میں دو منتظم اور ایک ملک میں دو بادشاہ نہیں سما سکتے تو کائنات کے نظم ونسق کو چلانے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی کیسے شریک ہوسکتا ہے؟

مختصر یہ کہ سورت مومنون کی اس آیت طیبہ میں ''حق'' سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہی ہے، اور سورت عصر میں اسی حق یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے کا حکم دیا گیا ہے اور قرآن حکیم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بلانے اور دعوت دینے والوں کی تعریت وتوصیف کی گئی ہے۔ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۝﴾[حم السجدہ:۳۳]

''اور اس شخص سے اچھی بات کس کی ہوسکتی ہے جس نے (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف بلایا اور (خود بھی) نیک عمل کئے اور کہا کہ میں مسلمان یعنی اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار بندہ ہوں۔''

۲۔توحید باری تعالیٰ:

قرآن حکیم کے اولین مفسر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ سورت عصر میں ''حق'' کی نصیحت سے مراد ''توحید'' کی تبلیغ و وصیت ہے۔
[تفسیر قرطبی سورت عصر]

''حق'' کا یہ مفہوم بھی قرآنی آیات کے عین موافق اور منشاء الٰہی کے بالکل مطابق ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی توحید و یکتائی کیلئے ''حق'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ سورت صافات بیان کر رہی ہے۔ کہ جب نبی محترم، رسولِ معظم، رحمتِ مجسم جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مکہ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعلان فرمایا تو انہوں نے حسد و بغض، مخالفت و مخاصمت اور تعصب وضد کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر، دیوانہ اور جادوگر کہنا شروع کر دیا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جواباً فرمایا کہ میرا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو صرف ''حق'' یعنی توحید کا پیغام لایا ہے۔ وہ جادوگر، شاعر اور دیوانہ نہیں، بلکہ رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین اور امام المرسلین ہے۔

صرف آیات وترجمہ:

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۝ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝﴾ [الصافات: ۳۵ تا ۳۷]

''بلاشبہ وہ (مشرک) ایسے تھے کہ جب انہیں کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معبود نہیں ہے تو وہ تکبر کرتے تھے اور کہتے کہ کیا ہم ایک دیوانے شاعر (محمد ﷺ) کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں، بلکہ وہ (رسول) تو ''حق'' لے کر آیا ہے اور اس نے سب رسولوں کی تصدیق کی ہے۔''

ان آیات مبارکات میں ''حق'' کا لفظ اللہ رب العالمین کی توحید، وحدانیت اور یکتائی کیلئے بولا گیا ہے۔لہٰذا ''تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ'' کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ ہر ایماندار کو چاہیے کہ لوگوں کو توحیدِ الٰہی کی دعوت دے، شرک کی مذمت و تردید کرے اور لوگوں کو توحیدِ خالص کا سبق پڑھائے۔ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق اپنے گردونواح میں ہونے والے شرک سے لوگوں کو باز رکھنے کی کوشش کریں اور توحید کی دعوت عام کریں۔

۳۔قرآن مجید:

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر کی کتاب ''الجامع لاحکام القرآن'' میں امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان نقل فرمایا ہے کہ سورت عصر کے الفاظ ''تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ'' میں ''حق'' سے مراد قرآن مجید، فرقانِ حمید ہے یعنی دنیوی اور اخروی نجات و فلاح کیلئے ضروری ہے کہ اہلِ ایمان آپس میں ایک دوسرے کو قرآنی احکام کے مطابق زندگی گزارنے کی تاکید و تلقین کریں۔ ''حق'' کا معنی قرآن مجید لینا بھی صحیح اور درست ہے کیونکہ خود قرآنی آیات میں قرآن حکیم کے ''حق'' سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ سورت ''قٓ'' کی ابتدائی آیات کے الفاظ اور ترجمے پر غور فرمائیے۔ ارشاد ہوتا ہے

﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَعِيۡدٌO قَدۡ عَلِمۡنَا مَا تَنۡقُصُ الۡاَرۡضُ مِنۡهُمۡ وَعِنۡدَنَا كِتٰبٌ حَفِيۡظٌO

بَلۡ كَذَّبُوۡا بِالۡحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمۡ فَهُمۡ فِيۡۤ اَمۡرٍ مَّرِيۡجٍO﴾[قٓ:۱تا۵]

''ق، قسم ہے قرآن مجید کی بلکہ انہوں نے اس امر پر تعجب کیا کہ ان کے پاس انہیں میں سے ایک ڈرانے والا آیا ہے تو کافروں نے کہا کہ یہ تو بڑی عجیب چیز ہے، کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہم مٹی ہو جائیں گے (تو کیا دوبارہ اٹھائے جائیں گے) یہ واپسی تو (عقل سے) بہت بعید ہے۔ تحقیق ہمیں علم ہے کہ زمین ان (کے مردہ اجسام) میں سے کیا کم کرتی ہے اور ہمارے پاس ایک محفوظ کتاب ہے بلکہ جب ان کے پاس حق (قرآن مجید) آیا تو انہوں نے اسے جھٹلا دیا چنانچہ وہ ایک الجھے ہوئے معاملے میں مبتلا ہیں۔''

لہٰذا ہر مومن کا فرض ہے کہ وہ قرآن مجید فرقانِ حمید کی آواز لوگوں تک پہنچائے اور انہیں قرآنی حقائق و معارف سے آگاہ کرے، کیونکہ ہر مسلمان بنیادی طور پر مبلغِ قرآن اور معلمِ قرآن ہے۔ اسکے پاس کتابِ الٰہی کا جتنا علم ہے وہ اسے دوسروں تک پہنچانے کا پابند ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بَلِّغُوۡا عَنِّيۡ وَلَوۡ آيَةً))

[صحیح بخاری: کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل]

''مجھ سے سن کر دوسروں تک پہنچاؤ، خواہ وہ ایک آیت ہی ہو۔''

یاد رکھیے! تبلیغِ احکام، تواصی بالحق اور امر بالمعروف میں علم کا کم یا زیادہ ہونا کوئی معیار نہیں ہے بلکہ جسے جتنا علم ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اسے دوسروں تک پہنچائے۔ اگر کسی شخص کو قرآنِ عزیز کی صرف ایک آیت کا مفہوم و مطلب یاد ہے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا فرض ہے کہ وہ اس آیت کے حکم کی تبلیغ و اشاعت کرے اور مزید علم حاصل کرنے میں مصروف و مشغول رہے۔قرآن مجید کے ہر مسلمان پر یہ حقوق ہیں کہ:

(۱) اس کے کلامِ الٰہی ہونے پر ایمان لایا جائے۔

(۲) اس کی تلاوت وقراءت کی جائے۔

(۳) اسے سنا اور سمجھا جائے۔

(۴) اسکے اوامر ونواہی پر عمل کیا جائے۔

(۵) اسکی تعلیم وتبلیغ کا انتظام کیا جائے.........اور.........یہی ''تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ''،یعنی حق کی تلقین وتاکید ہے

۴۔حدیثِ رسول ﷺ:

سید المرسلین، امام المتقین، شفیع المذنبین جناب محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ کی احادیثِ مبارکات اور آپ ﷺ کے ارشادات وفرمودات بھی ''حق'' ہیں۔ اسلئے تواصی بالحق کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ ہر مسلمان امام الانبیاء ﷺ کی احادیث پر عمل کرے اور ان کی تبلیغ و اشاعت میں اپنا کردار ادا کرے۔خود رسولِ محترم ﷺ نے اپنے فرامین کو ''حق'' قرار دیا ہے۔صحابی رسول جناب عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ:

''میں رسولِ اکرم ﷺ کی زبانِ اقدس سے جو کچھ سنتا اسے تحریر کر لیتا تھا تاکہ فرمانِ رسول کو اچھی طرح یاد کرسکوں،قریش کے چندلوگوں نے مجھے لکھنے سے روک دیا اور کہا کہ ''تم رسولِ پاک ﷺ سے جو کچھ سنتے ہو اسے احاطہ تحریر میں لے آتے ہو (ایسے نہ کیا کرو) رسول اللہ ﷺ بھی انسان وبشر ہیں کبھی غصہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حالت میں اور کبھی مسرت کی کیفیت میں گفتگو فرماتے ہیں (لہٰذا حدیث رسول کو لکھنے سے قبل تم آپ ﷺ سے پوچھ لیا کرو کہ آپ کا کون سا فرمان لکھوں اور کون سا نہ لکھوں) چنانچہ میں کتابتِ حدیث سے رک گیا، پھر میں نے (ایک دن) رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

((اُكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ))

[سنن ابی داود: کتاب العلم، باب فی کتاب العلم]

تم (میری حدیث) لکھا کرو، مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس زبان سے صرف ''حق'' ہی نکلتا ہے۔''

اس فرمانِ رسول ﷺ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ سرور کونین ﷺ کی زبانِ رسالت سے فرمایا ہوا ہر لفظ ''حق'' ہے اور یہ صرف زبانِ مصطفیٰ کا اعزاز و امتیاز ہے کہ اس سے ''حق'' کے سوا کوئی بات نکلتی ہی نہیں ہے کیونکہ کائنات ہست بود کا ہر انسان اپنی مرضی، خواہش اور ارادے سے بولتا ہے مگر امام الرسل ﷺ بولتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق بولتے ہیں۔ قرآن مجید اعلان فرماتا ہے:

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝﴾ [النجم:۳،۴]

''اور وہ (رسول ﷺ) اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتا۔ وہ جو بھی فرماتا ہے وہ تو اس کی طرف وحی کی جاتی ہے''

گفتہ او گفتہ اللہ بود   گرچہ از حلقومِ عبداللہ بود

لہٰذا ہر صاحبِ ایمان کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عقائد و اعمال کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصلاح کے بعد لوگوں کو حق یعنی رسولِ محترم ﷺ کی احادیث، فرامین اور ارشادات کی تبلیغ و تلقین اور وعظ و نصیحت کرے۔

۵۔ اسلام:

"تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ"، یعنی تمام مومنین ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کریں کا ایک مفہوم یہ بھی ہے تمام مسلمان، اسلام کی اشاعت و تبلیغ کریں اور دنیا بھر کے انسانوں تک اسلام کا پیغامِ محبت پہنچانے کی کوشش و کاوش کریں۔ حق سے اسلام مراد لینا، قرآنِ حکیم کی آیات طیبات اور رسول اکرم ﷺ کے ارشادات سے ثابت ہے۔

چنانچہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّوْنَ وَثَلَاثُ مِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُوْدٍ فِي يَدِهِ، وَيَقُوْلُ...... **جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا...... جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ**O))

[صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب وقل جاء الحق وزهق الباطل]

"فتح مکہ کے موقع پر جب رسولِ اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو اس وقت خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت نصب تھے، آپ ﷺ کے ہاتھ میں چھڑی تھی، آپ ﷺ اس کی نوک سے ان بتوں کو ٹھونکتے اور فرماتے جاتے تھے کہ "حق" (یعنی اسلام) آ گیا اور باطل مٹ گیا، اور یقیناً باطل تو مٹنے ہی والا ہے ...... حق آ گیا اور باطل نہ تو ابتدا کرتا ہے اور نہ ہی لوٹ سکتا ہے۔"

یعنی رسولِ اکرم ﷺ لاٹھی سے بتوں کو مارتے اور بنی اسرائیل کی آیت نمبر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۱ اور سورت سباء کی آیت نمبر ۴۹ تلاوت فرماتے جاتے تھے۔ ان دونوں آیات میں ''حق'' کا معنی اسلام ہے اور حق کے مقابلے میں باطل کا لفظ بولا گیا ہے۔

یہ بات بھی سمجھنے اور قلب وذہن میں بٹھانے والی ہے کہ خانہ کعبہ میں نصب بت، کوئی عام پتھر نہیں تھے جنہیں باہر سے اٹھا کر بیت اللہ کی دیواروں پر لگا دیا گیا تھا بلکہ وہ انبیاء، اولیاء اور بزرگوں کے مجسمے اور تصویریں تھیں جنہیں بڑی خوب صورتی سے گھڑ کر خانہ کعبہ کی دیواروں پر آویزاں کیا گیا تھا۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ:

''جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے تو وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدہ مریم علیہا السلام کی تصویریں دیکھ کر فرمایا:

((أَمَا لَهُمْ فَقَدْ سَمِعُوا أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ هٰذَا إِبْرَاهِيمُ مُصَوَّرٌ فَمَا لَهُ يَسْتَقْسِمُ))

ان (کافروں) کو کیا ہو گیا ہے؟ حالانکہ وہ سن چکے ہیں کہ جس گھر میں تصویریں ہوں وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے، یہ ابراہیم علیہ السلام کی تصویر ہے (جن کے ہاتھ میں فال کا تیر تھما دیا گیا تھا) ان (کافروں) کو کیا ہو گیا ہے؟ کیا وہ (ابراہیم علیہ السلام) پانسوں سے فال لیا کرتے تھے۔''

[صحیح بخاری: کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا]

صحیح بخاری شریف کے اسی باب کی دوسری روایت میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی تصویر کا ذکر بھی ہے جسے خانہ کعبہ میں نصب کیا گیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام تصاویر کو مٹانے اور مجسموں کو ہٹانے کا حکم فرمایا۔

بات یہ ہو رہی تھی کہ سورت عصر میں حق سے مراد اسلام ہے۔ لہٰذا ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کو اسلام کی تبلیغ کرنا ضروری اور لازمی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اسلام صرف اور صرف قرآن وحدیث کا ہی نام ہے۔

۶۔ عدل:

قرآن عزیز کی آیات بینات میں "حق" یعنی "عدل" بھی استعمال ہوا ہے۔ قرآن حکیم کی سورت اعراف میں سیدنا شعیب علیہ السلام کی تبلیغی خدمات اور ان کی قوم یعنی اہلِ مدین کی اعتقادی اور عملی خرابیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ جب اہلِ توحید اور اہلِ شرک کی محاذ آرائی اس حد تک پہنچ گئی کہ سیدنا شعیب علیہ السلام کے مخالفین ومعاندین نے انہیں اور ان کے فرماں بردار ساتھیوں کو ملک بدر اور جلاوطن کرنے کا فیصلہ کرلیا تو جناب شعیب علیہ السلام نے اللہ رب العالمین سے جو دعاء فرمائی اس میں "حق" بمعنی عدل استعمال فرمایا۔ دربارِ الٰہی میں عرض کی

﴿ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ۝ ﴾

[الاعراف:۸۹]

"اے ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان "حق" یعنی عدل سے فیصلہ فرمادے اور تو ہی سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔"

قرآن حکیم کے ۲۳ ویں پارے میں سیدنا داوٗد علیہ السلام کے قصے میں بھی "حق" بمعنی عدل آیا ہے۔ ہوا یوں کہ:

"ایک دن جنابِ داوٗد علیہ السلام اپنی عبادت گاہ میں مصروفِ عبادت تھے اور وہ دن انہوں نے صرف عبادت وریاضت کیلئے خاص کیا ہوا تھا۔ رعایا کا کوئی فرد، کوئی وزیر مشیر حتیٰ کہ کوئی دربان بھی اس دن آپ کی خلوت گاہ میں نہیں آسکتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت میں مشغول تھے کہ اچانک دو آدمی دیوار پھلانگ کر اندر آئے اور آپ کے پاس آکر کھڑے ہو گئے، جناب داؤد علیہ السلام اس ناگہانی صورتحال سے گھبرا گئے کہ ان دو آدمیوں کو اندر آنے کی جرأت و ہمت کیسے ہوئی اور دربانوں نے انہیں کیوں اندر آنے دیا اور یہ اتنی بلند و بالا دیواریں کیسے پھلانگ آئے؟

اکثر مفسرین کرام کا خیال ہے کہ وہ دونوں فرشتے تھے اور انہیں داؤد علیہ السلام کے پاس تنبیہ کیلئے بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے جناب داؤد علیہ السلام کی گھبراہٹ کو محسوس کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضور! ڈرنے اور گھبرانے کی کوئی بات نہیں دراصل ہم دونوں کے درمیان ایک تنازعہ ہے اور اس کا فیصلہ کروانے کے لئے ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ ازراہ کرم ہمارے درمیان ''حق'' کے ساتھ فیصلہ فرما دیجئے۔

قرآن عزیز کے الفاظ مبارکات ہیں:

﴿وَهَلْ اَتٰكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ۝﴾ [ص: ۲۱، ۲۲]

''اور کیا آپ کے پاس جھگڑنے والوں کی خبر آئی ہے جب وہ دیوار پھاند کر محراب میں جا پہنچے تھے جب وہ داؤد علیہ السلام پر داخل ہوئے تو وہ ان سے گھبرا گئے تو انہوں نے کہا کہ ''آپ نہ ڈریں'' ہم دو جھگڑنے والے ہیں ہمارے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے پس آپ ہمارے درمیان ''حق'' یعنی عدل سے فیصلہ فرما دیجیے اور ناانصافی نہ کیجیے اور سیدھی راہ کی طرف ہماری راہنمائی فرمائیے۔''

ان آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ مقدمہ کے دونوں فریقوں نے عدل و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصاف کیلئے ''حق'' کالفظ استعمال کیا۔لہٰذا سورت عصر میں ''حق'' کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ تمام اہلِ ایمان ایک دوسرے کو عدل کی دعوت دیں کیونکہ معاشرتی ناہمواریوں کا خاتمہ، امن وامان کا قیام اور جرائم کی بیخ کنی عدل وانصاف کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔

۷۔صداقت وسچائی:

''حق'' کا ایک معنی صداقت اور سچائی ہے۔یعنی جب کسی کی طرف سے کسی معاملے یا بات میں شک وشبہ کا اظہار ہو تو اسے یقین دلانے کیلئے ''حق'' کالفظ بولا جاتا ہے۔۔مشرکین مکہ کو قرآن مجید کے کلامِ الٰہی ہونے میں، عذابِ آخرت کے بارے میں اور روز حشر دوبارہ زندہ کر کے اعمال کے مطابق جزاوسزا کے بارے میں شک تھا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں ان امور کا یقین دلانے کیلئے ''حق'' کالفظ استعمال فرمایا یعنی یہ ساری چیزیں مبنی پر صدق وسچائی ہیں اور ان کے بارے میں کسی قسم کے شک وشبے کی گنجائش نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ يَسْتَنْبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ قُلْ اِىْ وَ رَبِّىْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ وَ مَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ۝﴾ [یونس:۵۳]

''اور (اے رسول ﷺ) وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ (آخرت کا عذاب) واقعی سچ ہے؟ آپ فرمادیجئے، میرے رب کی قسم! یقیناً وہ سچ ہے اور تم اس (اللہ تعالیٰ) کو عاجز نہیں کر سکتے۔''

اس آیت کریمہ میں دومرتبہ لفظ حق بمعنی سچائی آیا ہے لہٰذا ''تَـوَاصَـوْا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالْحَقِّ" کا ایک مفہوم یہ سامنے آیا کہ نجات وفلاح کا ایک اصول یہ ہے کہ تمام اہلِ اسلام ایک دوسرے کو صداقت وسچائی کی تلقین وتاکید کریں۔

۸۔ کتاب وسنت:

سورت عصر میں گھاٹے اور خسارے سے بچنے کے تیسرے اصول "تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ" سے مراد یہ بھی ہے کہ تمام مسلمان ایک دوسرے کو کتاب وسنت پر عمل کرنے کی تاکید ونصیحت کریں کیونکہ کتاب وسنت کی پیروی ہی میں دنیا اور آخرت کا کامرانی مضمر اور پوشیدہ ہے اور گمراہی، ضلالت اور بے راہروی سے بچنے اور جنت کی راہ پر گامزن ہونے کا یہی طریقہ اور سلیقہ ہے۔ کتاب وسنت ہی وہ جادۂ حق ہے جس پر تمام صحابہ کرام، تابعینِ عظام، صلحاءِ امت، بزرگانِ ملت اور اولیاء کرام گامزن رہے اور لوگوں کو اسی کی وعظ، تبلیغ اور نصیحت کرتے رہے اور نبی محترم ﷺ بھی زندگی بھر کتاب وسنت ہی کی تاکید وتلقین فرماتے رہے۔ آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں بھی ارشاد فرمایا:

((تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهٖ))[موطا امام مالک]

"میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جنہیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے، اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت۔"

بعض لوگوں نے اپنی عقل وفکر اور خیال وگمان کے مطابق اسلام کو چار خانوں میں تقسیم کر رکھا ہے اور عوام میں یہ بات مشہور کی ہوئی ہے کہ چاروں فقہی مسالک میں سے کسی ایک کو قبول کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے اور اگر خدانخواستہ کوئی شخص ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاروں مسالک میں سے کسی ایک کو اختیار نہیں کرتا تو وہ صراطِ مستقیم سے ہٹا ہوا، دین سے دور اور گمراہ ہے۔ حقیقتاً یہ دعوٰی بلا دلیل اور خلافِ عقل ونقل ہے کیونکہ ہمارے آقا جنابِ محمد مصطفیٰ ﷺ نے چاروں مسالک میں سے کسی ایک مسلک کو اختیار کرنے کا نہیں بلکہ کتاب وسنت سے تمسک کرنے اور اسی کے مطابق عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔

مختصر یہ کہ کتاب وسنت کی دعوت وتبلیغ بھی "تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ" میں شامل وداخل ہے بلکہ اصل حق، حقیقی اسلام اور صراطِ مستقیم کتاب وسنت ہی ہے۔

۹۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد:

"تَوَاصِیْ بِالْحَقِّ" یعنی حق کی تاکید ونصیحت کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ اہلِ ایمان ایک دوسرے کو اللہ تعالیٰ کے حقوق، بندوں کے حقوق اور اپنے نفس کے حقوق ادا کرنے کی تبلیغ وتاکید کریں۔ حقوق اللہ سے مراد مسلمان کی وہ ذمہ داریاں جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ مثلاً نماز پڑھنا، زکاۃ دینا، ماہِ رمضان کے روزے رکھنا، اگر استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرنا، ہر قسم کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کرنا، اس کے عذاب سے ڈرنا، اسی پر توکل اور بھروسا کرنا، اس کی رضا پر راضی رہنا، اس کے احکام کی پاسداری کرنا، اس کی ذات، صفات، اختیارات، کمالات اور عبادات میں کسی کو شریک اور حصہ دار نہ بنانا وغیرہ۔ اور حقوق العباد سے مراد وہ فرائض جن کا تعلق بندوں کے ساتھ ہے۔ مثلاً کسی کی عزت وآبرو کو پامال نہ کرنا، کسی پر ظلم وناانصافی نہ کرنا، کسی کی حق تلفی نہ کرنا، کسی کا مال ناجائز طریقے سے ہڑپ نہ کرنا، کسی کی غیبت نہ کرنا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسد و بغض نہ رکھنا، کسی کو حقیر نہ جاننا، محتاجوں کی خدمت کرنا، یتیموں کی کفالت کرنا، بیوگان کا خیال رکھنا، غرباء کے ساتھ تعاون کرنا خدمتِ خلق کرنا وغیرہ وغیرہ۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کے علاوہ بعض حقوق کا تعلق انسان کی اپنی ذات کے ساتھ بھی ہے مثلاً جسم کو راحت و آرام پہنچانا، نیند پوری کرنا، کوئی جسمانی بیماری لاحق ہو تو علاج کرنا، بھوک لگے تو کھانا، پیاس کی صورت میں پانی پینا، بیوی بچوں کے حقوق کا خیال رکھنا وغیرہ۔ سورت عصر یہ حکم دے رہی ہے کہ ہر صاحبِ ایمان کا فرض ہے کہ وہ دوسروں کو حقوق اللہ، حقوق العباد اور حقوق نفس کی ادائیگی کا حکم کریں اور خود بھی ان حقوق کو بروقت ادا کرنے کی کوشش کرے۔

صحابیِ رسول جناب عبداللہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے عبادت و ریاضت کا بڑا شوق تھا۔ میں ہر روز دن کو نفلی روزہ رکھتا اور ساری رات قیام و تلاوت میں گزارتا۔ جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ تم اتنی مشقت نہ اٹھایا کرو۔ ایک دن نفلی روزہ رکھا کرو اور دوسرے دن افطار کیا کرو۔ رات کو سویا کرو اور قیام بھی کیا کرو۔ یاد رکھو۔

((فَـإِنَّ لِـجَسَـدِكَ عَـلَيْكَ حَـقًّـا وَإِنَّ لِعَيْنَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّـا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا))

[صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب حق الجسم فی الصوم]

"بے شک تمہارے جسم کا تم پر حق ہے (کہ اسے آرام پہنچاؤ) اور تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے (کہ نیند پوری کرو) اور تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے (کہ اس کے حقوق ادا کرو) اور تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے (کہ اس کی میزبانی کرو)۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے غور فرمایا کہ اس حدیث مقدسہ میں رسول پاک ﷺ نے انسانی جسم کے مختلف اعضاء کے نام لے کر ان کے حقوق ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ لہٰذا ''تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ'' کا مطلب ہے کہ تمام مسلمان ایک دوسرے کو اللہ تعالیٰ کے حقوق، بندوں کے حقوق اور نفس کے حقوق ادا کرنے کی تلقین وتاکید کیا کریں تا کہ خسران ونقصان سے محفوظ رہ کر نجات وفلاح حاصل کرسکیں۔

خلاصہ کلام:

مختصر یہ کہ سورۃ عصر میں فلاح ونجات حاصل کرنے اور خسارے سے بچنے کے جو چار اصول بیان فرمائے گئے ہیں ان میں سے تیسرا اصول ''حق کی تبلیغ وتلقین، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ یہ کام صرف مبلغین و واعظین اور خطباء و مقررین کا ہی نہیں ہے بلکہ امت مسلمہ کے ہر فرد وبشر کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے اور ہر مسلمان کو پابند فرمایا گیا ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے عقیدہ وعمل کی اصلاح کرے اور پھر دوسروں کو حق کی تلقین ونصیحت کرے۔

امام الانبیاء جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کا خطبہ حجۃ الوداع اسلامی تعلیمات واحکام کا نچوڑ اور خلاصہ ہے۔ آپ ﷺ نے اس خطبہ مبارکہ میں اسلام کی صداقت و حقانیت کی تفصیلات بیان فرمانے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا کہ:

((لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ))

[صحیح بخاری: کتاب العلم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم رب مبلغ اوعیٰ من سامع]

''جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ یہ احکام ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اسی حکمِ رسول اور فرمانِ نبوی کا فیض ہے کہ زمانۂ رسالت سے آج تک احکامِ اسلام کی تبلیغ واشاعت کا سلسلہ جاری ہے اور ان شاء اللہ العزیز قیامت جاری وساری رہے گا۔مگر ہمارے سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس تبلیغِ اسلام میں ہمارا حصہ کتنا ہے؟ کیا ہم جو کچھ سنتے، سمجھتے، پڑھتے اور جانتے ہیں اسے دوسروں کو پہنچا رہے ہیں؟ میرا خیال ہے کہ اس معاملے میں ہماری کمزوریاں بالکل نمایاں اور ظاہر باہر ہیں۔

سورۃ عصر کی تفسیر میں ''تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ'' کی اہمیت وضرورت اور اس کی حیثیت وافادیت کو جان لینے کے بعد ہم میں سے ہر شخص کو یہ بات بطورِ مشن اپنا لینی چاہیے کہ اسے نہ صرف اپنی زندگی کے جمیع معاملات کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا ہے بلکہ اپنے والدین، اہل وعیال، عزیز واقارب، دوست واحباب اور عوام الناس کو قرآن وحدیث کے مطابق زندگی گزارنے پر راغب اور آمادہ کرنا ہے۔سورت عصر ہمیں یہی درس دے رہی ہے کہ:

﴿وَالْعَصْرِ o اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ o اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ o﴾ [العصر]

''زمانے کی قسم! یقیناً تمام انسان خسارے میں مبتلا ہیں سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید وتلقین اور صبر کی نصیحت ووصیت کرتے رہے۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو عمل کی سعادت سے نوازے۔آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ o

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر ۱۰

صبر کی وصیت

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ○

﴿وَالْعَصْرِ○ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ○ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ○﴾ [العصر]

”زمانے کی قسم! یقیناً انسان خسارے میں ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے اور حق کی تبلیغ اور صبر کی تلقین کرتے رہے“

ہر قسم کی حمد و ثناء رب کبریا کیلئے ہے جو احکم الحاکمین، احسن الخالقین اور ارحم الراحمین ہے۔ وہ اپنی ذات، صفات، کمالات، اختیارات اور عبادات میں وحدہ لا شریک اور تنہا ہے۔ وہ اکیلا ہی ساری کائنات کا خالق، مالک، رازق اور حاکم ہے۔ تمام مخلوقات اس کی محتاج مگر وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ وہی حی وقیوم، غفور وکریم اور رؤف ورحیم ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کی طرف سے سید الرسل، ختم الرسل اور امام الرسل جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی پر لاتعداد بے شمار اور ان گنت و بے حساب درود وسلام اور برکات نازل فرمائے جو اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں سب سے افضل، اجمل، احسن، اکرم اور اعلیٰ شخصیت ہیں۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید و وحدانیت کیلئے بڑی قربانیاں دیں۔ اور کبھی بھی صبر کا دامن نہیں چھوڑا، جو چشمہ رشد و ہدیٰ اور مجسمہ صبر ورضا تھے۔ جنہوں نے سرزمین طائف میں توحیدِ الٰہی کی خاطر پتھر کھائے مگر فرشتوں کی درخواست کے باوجود بد دعا کیلئے ہاتھ نہیں اٹھائے بلکہ ”صبرِ جمیل“ کا مظاہرہ کرتے ہوئے اہلِ طائف کیلئے ہدایت وراست بازی کی دعا فرمائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

تمہیدی کلمات:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے خصوصی فضل واحسان اور عطاء وکرم کی بدولت ہم خطبات جمعہ میں قرآن حکیم کی ایک مختصر سورتِ مبارکہ ''سورۃ عصر'' کی تشریحات وتوضیحات کو سننے اور سنانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور بتوفیق اللہ تعالیٰ ان تین آیات مبارکات کی توضیح وتذکیر کا آج آخری خطبہ جمعۃ المبارکہ ہے جس میں اس سورت کے آخری الفاظ ''وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ'' کی تشریح وتفسیر کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ ان شاء اللہ العزیز۔

جیسا کہ گزشتہ خطبہ جمعہ میں وضاحت کی جا چکی ہے کہ کسی شخص کو تاکید کے ساتھ نیک کام کی ہدایت کرنے کا نام ''وصیت'' ہے اسی لیے سورۃ عصر میں تبلیغ، انداز، وعظ، نصیحت، اور حکم کے الفاظ کی بجائے ''وصیت'' کا لفظ استعمال فرمایا گیا ہے یعنی جس طرح فوت ہونے والے کے ورثاء کیلئے ضروری ہے کہ وہ فوت ہونے والے شخص کی آخری نصیحت پر لازمی طور پر عمل کریں اسی طرح تمام اہلِ ایمان کا فرض ہے کہ وہ ایک دوسرے کو حق اور صبر کی وصیت یعنی تاکیدی ہدایت کریں۔

صبر کا مفہوم:

صبر کا لغوی معنی روکنا، سہارنا، ڈٹے رہنا، باندھنا اور انتہا درجے کی جرأت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہمت ظاہر کرنا ہے۔ اصطلاحِ شریعت میں اپنے آپ کو نیکی اور اطاعت پر قائم رکھنا، اپنے نفس کو گناہوں سے روکنا، مصائب و مشکلات کو خندہ پیشانی سے سہارنا اور رضائے الٰہی کی خاطر تکالیف کو برداشت کرنے کا نام ''صبر'' ہے۔

معروف مؤرخ اور سیرت نگار مولانا سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ صبر کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''صبر کے لغوی معنی ''روکنے'' اور ''سہارنے'' کے ہیں یعنی نفس کو اضطراب اور گھبراہٹ سے روکنا اور اس کو اپنی جگہ ثابت قدم رکھنا اور یہی صبر کی معنوی حقیقت بھی ہے۔ اس کا معنی بے اختیاری کی خاموشی اور انتقام نہ لے سکنے کی مجبوری کے نہیں بلکہ پامردی، دل کی مضبوطی، اخلاقی جرأت اور ثبات قدم کے ہیں۔'' [سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۵۔ صبر]

عرفِ عام میں کسی صدمہ یا تکلیف کو برداشت کر جانا اور بے قراری، گھبراہٹ اور جزع وفزع کا اظہار نہ کرنا ''صبر'' کہلاتا ہے۔

انسانی کردار کی تشکیل اور شخصیت کی تعمیر میں صبر، استقلال اور حوصلہ مندی کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ صبر اعلیٰ اوصاف میں سے ایک اہم وصف اور صفاتِ عالیہ میں سے عظیم صفت ہے۔ قرآنِ حکیم میں ۹۰ سے زائد مقامات پر صبر کا ذکر آیا ہے۔ کہیں صبر کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے اور کہیں اہمیت، بعض آیات میں صبر کرنے والوں کے فضائل ہیں اور بعض میں صبر نہ کرنے والوں کی مذمت، کچھ مقامات پر صبر کی برکات کا تذکرہ ہے اور کچھ میں بے صبری کا مظاہرہ کرنے والے انسانوں کے حالات و واقعات، الغرض قرآنی آیات اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بکثرت ''صبر'' کا تذکرہ کیا گیا ہے اور اسے انبیاء عظام، صلحاء کرام، اور اولیاء و اصفیاء کے اوصافِ حمیدہ میں شمار کیا گیا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ صبر کسی مجبوری، معذوری اور بے بسی و بے کسی کا نام نہیں ہے بلکہ مصائب، مشکلات اور تکالیف کو حوصلے، ہمت، استقامت اور خندہ پیشانی سے برداشت کرنے، انتقامی کارروائی نہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر راضی رہنے کا نام ''صبر'' ہے۔

چونکہ صبر کا لغوی معنیٰ ڈٹے رہنا، رکنا اور سہارنا ہے۔ اس لئے بعض اہلِ علم کے خیال میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر ڈٹے رہنا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسولِ مکرم ﷺ کی نافرمانی سے رکے رہنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی آزمائشوں، امتحانات اور تکالیف کو خوش دلی سے سہارنے کا نام ''صبر'' ہے۔ اور اسی صبر و استقامت کا ایک دوسرے کو درس دیتے رہنے کا حکم سورۃ عصر میں دیا گیا ہے۔ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۔ اور خسارے سے وہی بچیں گے جو ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کرتے رہیں گے۔

صبر کی اقسام:

اہلِ علم نے صبر کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں:

ا) صَبْرٌ عَلٰی طَاعَةِ اللّٰهِ:

اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری پر صبر۔ اس کا مختصر مفہوم یہ ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری کو زندگی کا نصب العین اور لائحہ عمل بنا لے۔ دنیا کا عیش و آرام، کسی کی محبت، کسی کا خوف اور کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لالچ اسے اس جادۂ حق سے ہٹا نہ سکے۔ اذان کی آواز کانوں سے ٹکرائے تو اپنا آرام، کاروبار اور تمام مصروفیات ترک کر کے نماز با جماعت کیلئے مسجد کی طرف روانہ ہو جائے۔ رمضان المبارک کا چاند نظر آجائے تو روزے رکھنے کیلئے مستعد ہو جائے، اللہ تعالیٰ کی عائد کردہ تمام پابندیوں کا خیال رکھے، ماہِ صیام کو عبادت، ریاضت، قرآن مجید کی تلاوت اور ذکرِ الٰہی میں گذارنے کی کوشش کرے۔ صاحبِ نصاب ہو تو ہر سال بعد پائی پائی کا حساب کر کے زکاۃ ادا کرے، صاحب استطاعت ہو تو حجِ بیت اللہ کی سعادت حاصل کرے۔ اِعلاءِ کلمۃ اللہ کیلئے جہاد کا موقعہ آئے تو جذبہ جہاد سے سرشار اور شہادت کا طلب گار بن کر دین کی حفاظت کیلئے میدان جہاد میں کود جائے۔ غرباء، مساکین، محتاجوں، تنگ دستوں اور معاشرے کے دیگر مستحقین کی خدمت کو کارِ ثواب جان کر سرانجام دے۔ احکامِ شریعت کی مکمل پابندی کرے، حرام سے ہر صورت اجتناب و پرہیز کرے، حلال پر قناعت کر برائیوں سے دور رہے، نیکی کے کاموں میں سبقت لے جانے کی کوشش کرے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتا ہے۔ اور سب سے اہم یہ بات کہ ''عقیدہ توحید'' پر قائم رہے، شرک کے قریب بھی نہ جائے اور اپنے تمام معمولات و معاملات رسولِ مکرم جناب محمد مصطفی ﷺ کی سنت، حدیث اور سیرت کے مطابق سرانجام دینے کی کوشش کرے۔

۲) صَبْرٌ عَنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ:

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے صبر۔ یعنی مومنِ کامل اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے احکام و فرمودات کی خلاف ورزی نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انعامات و احسانات پر اس کا شکر ادا کرے اور اسکی عطاء کردہ نعمتوں کو ناجائز خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ نہ بنائے۔رب کائنات کی طرف سے دولت ملے تو عیاشیاں نہ کرے،اللہ تعالیٰ علم وعقل سے نوازے تو تکبر وغرور نہ کرے،حکومت و طاقت نصیب ہوتو کسی پر ظلم، زیادتی اور جبر نہ کرے،اختیارات حاصل ہوں تو ان کا ناجائز استعمال نہ کرے اعزہ واقارب، دوست واحباب اور اپنے اہل وعیال کے حقوق کا خیال رکھے،معاشرے کی اصلاح کیلئے تگ ودو کرے۔اگر توفیق ایزدی نصیب ہوتو غربت وجہالت کوختم کرنے کی کوشش کرےاورکوئی ایسی حرکت نہ کرے جواللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہو۔

۳) صَبْرٌ عَلٰی اِمْتِحَانِ اللّٰہِ:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی آزمائشوں، مصیبتوں اور امتحانوں پر صبر کرنا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان یہ یقین رکھے کہ مجھے جو کچھ عطاء فرمایا گیا ہے وہ سب میرے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔جس ذاتِ رحیم وکریم نے مجھے انعامات سے نوازا ہے، زندگی، صحت، کاروبار، حکومت، سلطنت، ملازمت، اولاد، اہل وعیال، جاہ وجلال، مال ومنال اور جسم وجان عطاء فرمایا ہے وہ انہیں واپس لینے پر بھی قادر ہے۔ان تمام چیزوں کا حقیقی اور اصلی مالک اللہ تعالیٰ ہے۔اس ذاتِ کبریاء نے عارضی طور پر ہمیں یہ چیزیں عنایت فرمائی ہیں۔

اگر اللہ تعالیٰ کسی وقت کوئی نعمت واپس لے لے،کوئی عزیز داغِ مفارقت دے جائے،کاروبار ٹھپ ہوجائے،حکومت چھن جائے، بیماری لگ جائے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملازمت ختم ہو جائے اور مصیبت و پریشانی آ جائے تو اللہ تعالیٰ پر اعتماد، توکل اور یقین رکھنے والے مسلمان کا شیوہ یہ ہے کہ وہ واویلا نہیں کرتا، نوحہ و ماتم کی مجالس برپا نہیں کرتا، منہ پر طمانچے نہیں مارتا، گریبان چاک نہیں کرتا، اپنے کپڑے نہیں پھاڑتا، بال نہیں نوچتا، خالقِ کائنات کے گلے اور شکوے نہیں کرتا، اور ہاہو کرکے آسمان سر پر نہیں اٹھاتا بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سمجھ کر دل و جان سے قبول کرتا ہے۔ اللہ کریم کی رضا پر راضی رہتا ہے، صبر و حوصلے سے کام لیتا ہے اور اپنی زبان سے اقرار و اظہار کرتا ہے کہ مجھ سے چھن جانے والی چیز یا عزیز اللہ تعالیٰ کی امانت تھی۔ اس نے اپنی امانت واپس لے لی ہے اور ایک وقت ایسا بھی یقیناً آنے والا ہے جب مجھے بھی اسی ذاتِ الٰہ کی طرف لوٹ جانا ہے۔ اسی کا نام ''صبر و استقامت'' ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہلِ ایمان کو صبر کرنے، ڈٹے رہنے اور استقامت اختیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥﴾ [آل عمران:۲۰۰]

''اے ایمان والو! صبر کرو اور ڈٹے رہو اور کمر بستہ رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔''

یہ آیت مبارکہ ہمیں کامیابی کے راز، اصول اور ضابطے سمجھا رہی ہے کہ اے ایمان کا دعوی کرنے والو! اگر تم:

۱۔ صبر سے کام لو گے اور بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرو گے۔

۲۔ ڈٹے رہو گے، کمزوری نہیں دکھاؤ گے اور استقامت اختیار کرو گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ کمر بستہ رہو گے یعنی خدمتِ دین کیلئے ہمہ وقت مستعد اور تیار رہو گے۔

۴۔ تقویٰ اختیار کرو گے یعنی خلوت وجلوت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے۔

تو دنیا اور آخرت میں کامیابی وکامرانی تمہارا مقدر ہو گی۔ تمہیں دنیوی زندگی میں سکون وقرار میسر آئے گا، لوگوں کی نظروں میں تمہاری قدر ومنزلت ہو گی، سکراتِ موت آسان ہو جائیں گے، عندالوفات تمہیں فرشتے جنت کی بشارت سنائیں گے، تمہاری قبر تاحدِ نگاہ فراخ کر دی جائے گی اور روزِ حشر تمہیں جنت کا داخلہ نصیب ہو جائے گا۔ مگر اس کیلئے بنیادی شرط ''صبر واستقامت'' ہے۔

صبر بناں دکھ ٹلدے نائیں تے صبر دکھاں دا دارُو
صبر بناں ہن وچ مصیبت کوئی نئیں بن دا واہرو

صبرِ جمیل:

سیدنا یعقوب علیہ السلام کے نام، کام اور مقام سے آپ یقیناً واقف ہیں۔ آپ جناب اسحاق علیہ السلام کے بیٹے اور سیدنا ابرہیم علیہ السلام کے پوتے تھے۔ قرآن کریم کی متعدد آیات میں آپ کے کارہائے نمایاں، خدماتِ جلیلہ اور خصوصاً آپ کے ''صبرِ جمیل'' کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو چار بیویوں سے بارہ بیٹے عطاء فرمائے۔ ان میں ایک سیدنا یوسف علیہ السلام تھے۔ جناب یوسف علیہ السلام انتہائی ذہین وفطین، جمیل وحسین، اور کریم وامین تھے۔ اس لیے باپ کی نظروں میں زیادہ معزز، محبوب اور پیارے تھے جبکہ سوتیلے بھائی ان سے بغض وحسد اور عناد رکھتے تھے اور انہیں ٹھکانے لگانے کے منصوبے بناتے رہتے تھے۔ اسی دوران سیدنا یوسف علیہ السلام کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے روشن اور درخشندہ مستقبل کے حوالے سے ایک خواب آیا جس سے آگاہ ہونے پر برادرانِ یوسف کے حسد و بغض میں مزید اضافہ ہوگیا اور انہوں نے یوسف علیہ السلام کو راستے سے ہٹانے کا حتمی پروگرام بنالیا اور سیر و سیاحت کے بہانے والد گرامی سے اجازت لے کر یوسف علیہ السلام کو اپنے ہمراہ جنگل میں لے گئے اور وہاں اُنہیں ایک کنویں میں پھینک دیا اور اپنے خیال کے مطابق اپنے مشن میں کامیاب ہوگئے۔

سارا دن جنگل میں اچھلنے کودنے، کھانے پینے اور بزعمِ خود یوسف علیہ السلام کو ختم کرنے کا جشن منانے کے بعد جب عشاء کے قریب گھر کی طرف لوٹے تو شہرِ کنعان کے قریب آ کر رونا، چیخنا اور چلانا شروع کر دیا۔ جناب یعقوب علیہ السلام جو پہلے ہی یوسف کے انتظار میں ازحد غمگین و پریشان، مکان کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے اس شور و فغاں سے مزید بے قرار و بے چین ہوگئے اور آنسو بہاتے، شور مچاتے اور چیخ و پکار کرتے بیٹوں سے پوچھا ''مجھے یہ تو بتاؤ کہ میرا یوسف کہاں ہے؟'' اب برادرانِ یوسف نے من گھڑت، جعلی اور موضوع داستان سنانی شروع کی:

> ''اباجی! ہم وہاں جنگل میں جا کر دوڑنے لگے، شوقِ مسابقت میں ہم بہت دور نکل گئے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے وہ اکیلا اور کم عمر تھا، بھیڑیا آیا اور یوسف کو کھا گیا، اللہ کی قسم! ہم آپ کو سچی بات سنا رہے ہیں، اگرچہ آپ ہماری بات پر یقین نہیں کریں گے۔''

قرآنِ حکیم ان کی داستانِ کذب یوں بیان فرماتا ہے کہ:

﴿قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ وَ مَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَ لَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴾ [یوسف:۱۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''وہ کہنے لگے، اے ہمارے باپ! ہم دوڑنے لگے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا، اسے تو بھیڑیا کھا گیا اور آپ ہم پر یقین نہیں کریں گے اگرچہ ہم سچے ہیں۔''

برادرانِ یوسف نے اپنے والد کو یوسف کی ہلاکت اور اپنی بات کا یقین دلانے کے لئے جناب یوسف علیہ السلام کی قمیص پیش کی جسے انہوں نے کنویں میں ڈالنے سے قبل اتار لیا تھا اور کسی جانور کے خون سے لت پت کر لیا تھا۔ قمیصِ یوسف، والد کی دکھاتے ہوئے کہا:

''والدِ محترم! یہ ہے ہمارے بھائی کی قمیص، خونِ یوسف میں شرابور، اس سے بڑھ کر اس امر کا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔''

قرآنِ مجید ان کی مکارانہ چال کا تذکرہ یوں فرماتا ہے کہ

﴿وَجَآءُوْا عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ﴾ [یوسف:۱۸]

''اور وہ اُس (یوسف) کی قمیص پر جھوٹا خون لگا کر لائے۔''

جب جنابِ یعقوب علیہ السلام نے اپنے لاڈلے، پیارے اور محبوب لختِ جگر کی قمیص کو خون سے رنگین دیکھا تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی، آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا اور بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے۔ کافی دیر انتہائی کرب والم اور حزن و غم میں مبتلا رہنے کے بعد سیدنا یعقوب علیہ السلام کی طبیعت قدرے سنبھلی تو آپ نے فرمایا ''ذرا مجھے یوسف کی قمیص تو دکھاؤ'' بیٹوں نے سمجھا کہ باپ کو ہماری باتوں پر یقین آ گیا ہے لہٰذا فوراً یوسف کی قمیص حاضر کی اور عرض کی ''ابا جی! یہ ہے قمیصِ یوسف''۔ جناب یعقوب علیہ السلام نے پیراہنِ یوسف کو الٹ پلٹ کر بنظر غائر دیکھا تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے صحیح سالم اور درست حالت میں پا کر فرمایا:

((مَا أَرٰى بِهٖ أَثَرَ نَابٍ وَلَا ظُفُرٍ إِنَّ هٰذَا السَّبُعَ رَحِيْمٌ وَقَالَ تَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ ذِئْبًا أَحْلَمَ مِنْ هٰذَا أَكَلَ ابْنِيْ وَلَمْ يُمَزِّقْ عَلَيْهِ قَمِيْصَهٗ)) [تفسیر روح المعانی: سورت یوسف آیت ۱۸]

''مجھے تو اس قمیص میں بھیڑیے کے دانتوں اور ناخنوں کا کوئی نشان نظر نہیں آتا۔ یہ بھیڑیا (جس نے یوسف کو کھایا ہے) بڑا رحم دل ہے۔ اللہ کی قسم! میں نے آج تک اس سے زیادہ حلم والا بھیڑیا نہیں دیکھا کہ میرے بیٹے یوسف کو تو سارا کھا گیا مگر اس کی قمیص کو نہیں پھاڑا۔''

''قصہ یوسف'' کو شعری جامہ پہنانے والے بزرگ پنجابی شاعر مولانا عبدالستار رحمہ اللہ کے الفاظ میں جناب یعقوب علیہ السلام نے فرمایا:

جس بگھیاڑ یوسف نوں کھادا، لہو اس دا پیتا
کُرتے دا کس کارن اس نے ادب زیادہ کیتا

چھِک چھِک بدن یوسف دا جس نے توڑے بند تمامی
کیوں کر کُرتے دا اس جاتا، ادبوں شان گرامی

تسیں کہو بگھیاڑا کھادا روشن بدر منیراں
کیویں کُرتا رھیا سلامت، کیوں نہ ہو گیا لیراں

اوہ بگھیاڑ تساڈے نالوں نکلیا بہت پیارا
کُرتے دا بے ادب نہ ہویا یوسف کھا گیا سارا

مختصر یہ کہ جب برادرانِ یوسف کا کذب وافتراء اور جھوٹ واضح ہو گیا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب یعقوب علیہ السلام کو حقیقتِ حال پوری طرح سمجھ آ گئی تو آپ نے نوحہ و ماتم، جزع وفزع، اور رونے و پیٹنے کی بجائے ''فراقِ یوسف'' پر صبر و حوصلہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے پیغمبرانہ فراست سے فرمایا۔ میرے بیٹو!

''یہ سب تمہارے نفسوں کی فریب کاری ہے اور تمہارے اس دعوی میں صداقت وحقیقت کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ یہ سارا منصوبہ اور کہانی خود ساختہ ہے۔ جو ہونا تھا ہو چکا۔ میں اس حادثہ فاجعہ اور صدمہ عظیمہ پر ''صبر جمیل'' کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی نہ کبھی صورتِ حال ضرور واضح فرمائے گا۔''

قرآن کریم جناب یعقوب علیہ السلام کے صابرانہ الفاظ کا تذکرہ فرماتا ہے:

﴿ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝ ﴾ [یوسف:۱۸]

''یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے نفسوں نے تمہارے لیے یہ کام آراستہ کر دکھایا میں (اس جاں کاہ حادثہ پر) صبرِ جمیل ہی کروں گا اور جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اس پر اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔''

آپ نے غور فرمایا کہ سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اتنے بڑے حادثے، تکلیف دہ صورت حال اور بیٹے کی جدائی جیسی اذیت پر بھی کمال صبر کا مظاہرہ فرمایا اور بیٹوں کی سازش کا یقین ہونے کے باوجود نہ صرف یہ کہ ان کے خلاف کوئی انتقامی اور تادیبی کاروائی نہیں کی بلکہ انہیں طعن و تشنیع بھی نہیں فرمائی اور حقارت و نفرت کا رویہ بھی نہیں اپنایا۔ یہ بڑے حوصلے، ہمت، برداشت، ثابت قدمی، استقامت، اور استقلال کا کام ہے اور اسی کا نام ''صبر جمیل'' ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدثین ومفسرین کے اقوال کے مطابق ایسا صبر جس میں جزع وفزع، شکوہ و شکایت اور رونا پیٹنا نہ ہوا سے ''صبر جمیل'' کہا جاتا ہے۔ جناب یعقوب علیہ السلام کے اس صبر جمیل کا صلہ اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ کچھ عرصہ کے بعد باپ اور بیٹے کی ملاقات کروا دی اور حزن وغم دور فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو اسی صبر کی تاکید وتلقین کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ ''وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ''۔ خسران ونقصان اور گھاٹے سے وہی لوگ بچیں گے جو ایک دوسرے کو ''صبر'' کی نصیحت کرتے رہیں گے۔

مواقعِ صبر:

ویسے تو مسلمان کی ساری زندگی صبر واستقامت سے عبارت ہے اور اسے حکم دیا گیا ہے کہ انعاماتِ الٰہی پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر ادا کرے اور مصائب ومشکلات پر صبر کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر اسلامی تعلیمات کا خلاصہ دو لفظوں میں بیان کیا جائے تو وہ ''صبر وشکر'' ہے۔ سیدنا صہیب رومی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ، صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ))

[صحیح مسلم: کتاب الزھد، باب المومن امرہ کلہ خیر]

''صاحبِ ایمان شخص کا معاملہ بھی بڑا عجیب ہے اس کے ہر کام میں بہتری اور ثواب ہے یہ فضیلت مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے اگر اُسے کوئی خوشی نصیب ہوتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے جو اس کیلئے بہتر ہے اور اس کا کوئی نقصان ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے تو وہ صبر کرتا ہے، اس میں بھی اس کی بہتری اور اجر وثواب ہے۔''

جیسا کہ عرض کیا کہ مومن کی ساری زندگی ہی صبر سے عبارت ہے لیکن انسانی زندگی میں تین مواقع ایسے ہیں جن میں خاص طور پر صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے اوصافِ حمیدہ بیان کرتے ہوئے فرمایا

﴿ وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ﴾[البقرة:۱۷۷]

''اور وہ (نیک لوگ) تنگ دستی (بدحالی) اور مصیبت (بیماری وغیرہ) اور جنگ کے وقت صبر کرنے والے ہیں۔''

اس آیت میں صبر کے تین مواقع ذکر کیے گئے ہیں:

۱) غربت، افلاس، تنگ دستی اور معاشی بدحالی پر صبر۔

۲) مصائب، مشکلات، بیماری اور تکالیف پر صبر۔

۳) دشمنانِ اسلام کے خلاف لڑائی اور جنگ کے دوران صبر۔

اگر بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ مصائب، شدائد، اور مشکلات کے سرچشمے یہی تین ہیں جو لوگ ان تین مواقع پر صبر وضبط، ثابت قدمی واستقامت اور حوصلہ وہمت کا مظاہرہ کریں وہی لوگ ''صابر'' کہلانے کے مستحق ہیں۔ ایسے خوش نصیبوں کو ہی صداقت وسچائی کے پیکر اور متقی وپرہیزگار قرار دیا گیا ہے۔ اسی آیت کے اگلے الفاظ ہیں:

﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۝ ﴾

[البقرة:۱۷۷]

''یہی (صبر کرنے والے) لوگ سچے ہیں اور یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ایک اور مقام پر صبر کے مواقع کی تفصیل اور صابرین کیلئے بشارت وخوشخبری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝﴾ [البقرة: آیت ۱۵۵ تا ۱۵۷]

''اور ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے دشمن کے خوف سے، بھوک سے، مال وجان اور پھلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے جنہیں جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یقیناً ہم تو اللہ تعالیٰ کے ہیں اور بلاشبہ ہم اس کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ انہیں لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی عنایات اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

ان آیاتِ طیبات میں اہلِ ایمان کے مواقعِ امتحانات اور ان آزمائشوں پر صبر کرنے والوں پر انعاماتِ الٰہی کی تفصیل بیان فرمائی گئی ہے اور واشگاف انداز و الفاظ میں بتا دیا گیا ہے کہ ابتلاء و آزمائش زندگی کا جزو لاینفک ہے لہٰذا ناموافق حالات سے گھبرانے کی بجائے مومنِ صادق کو صبر واستقامت کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور اسے کامل یقین ہونا چاہیے کہ مجھ پر آنیوالی مشکلات مجھے آزمانے کیلئے، میری خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے کیلئے اور آخرت میں میرے درجات و مراتب کی بلندی کیلئے ہیں۔

فوائد اِنَّا لِلّٰہِ:

ان آیات میں صبر کرنے والوں کی علامت اور نشانی بیان فرمائی گئی ہے کہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصائب و مشکلات کے وقت رونے، پیٹنے، چیخنے، چلانے، اور واویلا کرنے کی بجائے "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن" پڑھتے ہیں، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "یقیناً ہم تو اللہ تعالیٰ کی مِلک ہیں اور بے شک ہم بھی اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں"۔ یعنی اہل ایمان کامل کسی نعمت کے چھن جانے، مال و دولت میں کمی آجانے، غربت و افلاس کا شکار ہو جانے، اعزہ و اقارب کو موت آجانے، فصلات کے اناج اور باغات کے پھلوں میں کمی آجانے اور دشمن کا خوف سر پر منڈلانے کی وجہ سے مایوسی کا شکار نہیں ہوتے۔ نوحہ و ماتم نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کے گلے اور شکوے نہیں کرتے بلکہ قلب و ضمیر کی گہرائیوں سے اعلان کرتے ہیں کہ ہم سے چھن جانے والی نعمت، ہمارا فوت ہو جانے والا عزیز اور ہمارا مال و منال ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت تھی جسے اس نے ہم سے واپس لے لیا ہے اور اصل حقیقت تو یہ ہے کہ ہماری جان کا حقیقی مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جب اس کی مرضی ہوگی تو ہم اپنی جانِ عزیز بھی اس کے حوالے کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ مصائب و شدائد میں سر پیٹنے کی بجائے ان جذبات و خیالات کا اظہار کرتے ہیں اور زبان کو شکوہ و شکایت سے، دل کو گھبراہٹ واضطراب سے اور جوارح کو بے چینی اور بے قراری سے محفوظ رکھتے ہیں تو ایسے خوش نصیبوں، خوش بختوں اور سعادت مندوں پر میری عنایت اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور میں اعلان کرتا ہوں کہ یہ صبر کرنے والے ہی دراصل ہدایت حاصل کرنے والے ہیں۔

﴿اُولٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ٥﴾ [البقرۃ:۱۵۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی طرف سے نوازشات اور رحمتیں ہوتی ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں''

اس امر میں قطعاً شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ اگر لوگ واقعتاً صبر کا مظاہرہ کریں۔شدائد ومصائب میں اپنے آپ کو شریعت کا پابند رکھیں اور آزمائشوں میں ثابت قدم رہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان پر صلوات نازل فرماتا اور برکات عطاء فرماتا ہے پھر جلد ہی وہ وقت آجاتا ہے کہ جب کھیتیاں سرسبز وشاداب ہو جاتی ہیں، ویران بستیاں آباد ہو جاتی ہیں، پریشان و پشیمان دلوں کو اطمینان و اقرار آجاتا ہے اور بچھڑے ہوئے عزیزوں کا نعم البدل عطاء فرما دیا جاتا ہے۔

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا صبر:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا (جن کا نام ہند تھا) کے شوہرِ نامدار عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ (جو ابو سلمہ کے نام سے مشہور ہیں) جب غزوہ احد میں زخمی ہو کر کچھ عرصہ بعد جامِ شہادت نوش فرما گئے تو امام الرسل صلی اللہ علیہ وسلم تعزیت کیلئے ان کے گھر تشریف لے گئے ام سلمہ رضی اللہ عنہا غمخوار آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر قدرے سنبھل گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ''ابو سلمہ مجھے داغِ مفارقت دے گئے، ہائے غربت میں یہ کیسی موت ہوئی'' رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ام سلمہ! صبر کرو، ان کیلئے مغفرت کی دعا کرو اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کرو کہ وہ ابو سلمہ سے بہتر جانشین عطاء فرمائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت خشوع وخضوع اور اہتمام سے جناب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی، اپنے دستِ مبارک سے ان کی آنکھیں بند کیں اور انہیں رحمتِ باری تعالیٰ کے سپرد فرما دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد کی تفصیلات سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی زبانی سنیے۔آپ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ:

''میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان مصیبت و پریشانی کے ایام میں یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ چھن جانے والی شے سے بہتر چیز اور بچھڑ جانے والے ساتھی سے بہتر رفیق عطاء فرما دیتا ہے۔''

دعا کے الفاظ یہ ہیں:

((إِنَّـا لِـلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ أُجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ، وَأَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا)) [صحیح مسلم: کتاب الکسوف، باب مایقال عند المصیبۃ]

''یقیناً ہم اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور بلا شبہ ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اے میرے اللہ! مجھے میری اس مصیبت پر اجر عطاء فرما اور مجھے اس سے بہتر متبادل نصیب فرمادے۔''

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے خاوند جناب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ مرتبہ شہادت پر فائز ہوگئے تو میں مسلسل یہ دعا پڑھتی رہی۔فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے یہ وظیفہ بھی پڑھتی اور دل میں سوچتی بھی تھی کہ ابوسلمہ سے بہتر مسلمان کون ہو سکتا ہے؟ ان کا گھرانہ تو پہلا مہاجر گھرانہ ہے۔بہرحال میں یہ دعا لگاتار پڑھتی رہی۔

جب میری عدت کے ایام گذر گئے تو:

((اَرْسَلَ اِلَـيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاطِبَ بْنَ اَبِيْ بَلْتَعَةَ يَخْطُبُنِيْ لَهُ))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ (اور ایک روایت کے مطابق سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ) کو میرے پاس اپنے لیے منگنی کا پیغام دے کر بھیجا۔''

میں نے کہا کہ رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیجیے کہ (۱) میں عیال دار ہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) سخت غیور ہوں (۳) میری عمر بھی زیادہ ہے۔ آپ ﷺ نے ان سب زحمتوں کو گوارا فرمایا تو اس طرح میرا نکاح رسول ﷺ کے ساتھ ہو گیا اور میرا ولی میرا بیٹا عمر مقرر ہوا:

((فَاَخْلَفَ اللّٰهُ لِي خَيْرًا مِنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

''پس اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی شکل میں ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر خاوند عطاء فرمادیا۔''

[صحیح مسلم: کتاب الجنائز، باب مایقال عند المصیبة، سنن نسائی: کتاب النکاح، باب انکاح الابن امه]

آپ نے غور فرمایا کہ اِنَّا لِلّٰہِ والی دعا کرنے اور صبر واستقامت کا مظاہرہ کرنے کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اُمِ سلمہ کے بچوں کی کفالت وحفاظت کا کیسا اعلیٰ انتظام فرمایا۔ اُس کی حمیت وشدت کو نرمی وملاطفت میں تبدیل فرمادیا اور اُمتی کی بیوہ کو رحمتِ دو جہاں ﷺ جیسا عظیم المرتبت شوہر عطاء فرمادیا۔ سبحان اللہ۔

ایسے ہی فرماں برداروں، صدق وسچائی کے پیکروں، ایمان کی نعمت سے بہرہ ورلوگوں اور صبر وشکیبائی اختیار کرنے والے مردوں اور عورتوں کے اوصاف وخصائل بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۝﴾

[الاحزاب: ۳۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومنہ عورتیں اور فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں اور سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزے دار مرد اور روزے دار عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے مغفرت اور بہت بڑا اجر تیار کر وا رکھا ہے۔''

صالحین و صالحات کے ان دس اوصافِ حمیدہ اور خصائص پاکیزہ میں ایک ''صبر'' بھی ہے۔ جن سعادت مندوں میں یہ اعلیٰ خصائل موجود ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے مغفرت، بخشش، بلندیٔ درجات اور اجرِ عظیم کا اعلان فرمایا ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں بھی ان نیک لوگوں میں شامل و داخل فرمائے۔ آمین

صبرِ ایوب علیہ السلام:

جناب ایوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے۔ آپ علیہ السلام کا زمانہ نبوت سیدنا یوسف اور سیدنا شعیب علیہما السلام کے درمیان تقریباً ڈیڑھ ہزار قبل مسیح ہے۔ شام کے دارالخلافہ دمشق کے جنوب میں واقع ''نویٰ'' نامی بستی آپ کا مسکن تھی۔ معروف محدث، امام اور صحیح مسلم کے شارح یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ بھی اسی بستی میں پیدا ہوئے۔

قرآنِ عزیز میں سیدنا ایوب علیہ السلام کی جس خصوصیت کا اہتمام سے تذکرہ کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے وہ آپ علیہ السلام کا ''صبر'' ہے۔ آپ علیہ السلام انتہائی صابر و شاکر انسان تھے۔ آپ کے مثالی صبر ہی کے باعث آپ کے زمانے سے لے کر آج تک ''صبرِ ایوب'' کا محاورہ زبان زد عام و خاص ہے۔ جناب ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت اور پیغمبری کے ساتھ ساتھ دنیا کی ہر نعمت سے نواز رکھا تھا، وسیع و عریض زرعی زمین، ہزاروں بھیڑ بکریاں اور بے انتہا مال و دولت کے مالک تھے۔ خالقِ ارض و سماء نے سات صاحبزادے اور سات بیٹیاں عطاء فرمائی تھیں۔ آپ انتہائی فیاض، سخی اور غریب پرور تھے۔ محتاجوں کی دستگیری، غریبوں کی خدمت اور تنگ دستوں کی اعانت آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار، مخلوق کے خدمت گار اور شب زندہ دار انسان تھے۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت کہ ذاتِ کبریا نے انہیں دوسری طرح آزمانے، ان کا امتحان لینے اور ابتلاء میں ڈالنے کا فیصلہ فرمایا۔ جب آزمائش کی گھڑی آئی تو ہر چیز ہاتھ سے نکل گئی، مال و دولت، زمین و جائیداد، غلام اور لونڈیاں سب کچھ فنا ہو گیا یہاں تک کہ تمام بیٹے اور بیٹیاں بڑے بھائی کے گھر میں مدعو تھے کہ مکان گرا اور سب کے سب لقمہ اجل بن گئے۔ اپنا یہ حال کہ تکلیف دہ بیماری نے آلیا اور ایسے بیمار ہوئے کہ ایک بیوی کے سوا سب نے ساتھ چھوڑ دیا۔ تمام لوگ سلسلہ عقیدت توڑ کر الگ ہو گئے، دوستوں نے آنکھیں پھیر لیں اور شہر والوں نے بیماری پھیلنے کے خطرے کی بناء پر آپ کو بستی سے باہر نکال دیا۔

صحابی رسول جناب سعد رضی اللہ عنہ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، اے اللہ کے رسول!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ، فَيُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ))

[جامع ترمذی: کتاب الزھد، باب ما جاء فی الصبر علی البلاء]

''انسانوں میں زیادہ سخت آزمائش کن لوگوں پر آتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، سب سے زیادہ سخت امتحان انبیاء کرام علیہم السلام کا ہوتا ہے۔ پھر صالحین وابرار کا پھر ان سے کم درجہ لوگوں کا، پس ہر شخص کی آزمائش اس کے دینی حالات کے اعتبار سے ہوتی ہے اگر وہ دینی لحاظ سے مضبوط ہے تو اس کا امتحان اتنا ہی سخت ہوتا ہے اور اگر اپنے دین کے اعتبار سے کمزور ہے تو اس کی ابتلاء بھی کم درجے کی ہوگی۔''

سیدنا ایوب علیہ السلام چونکہ منصبِ نبوت پر فائز تھے اس لیے بہت بڑی اور شدید آزمائش میں ڈالے گئے اور ایسی جلدی بیماری میں مبتلا ہوئے کہ سوائے قلب وزبان کے جسم کا کوئی ظاہری حصہ محفوظ نہ رہا اور بیماری نے ایسی طوالت اختیار کی اٹھارہ، تیرہ یا بارہ سال اسی مرض میں مبتلا رہے۔ امتحان وابتلاء اور آزمائش کے اس طویل دور میں آپ نے کمال صبر واستقامت کا مظاہرہ کیا اور کبھی بھی حرفِ شکایت زبان پر نہیں لائے بلکہ بعض تفسیر روایات میں ہے کہ آپ کی وفا شعار اور خدمت گزار بیوی سیدہ رحمت رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ عرض کی کہ اے اللہ کے نبی! آپ اللہ تعالیٰ سے اس مصیبت کے ٹل جانے کی دعا کیوں نہیں کرتے؟ تو جناب ایوب علیہ السلام نے فرمایا:

((قَدْ عِشْتُ سَبْعِيْنَ سَنَةً صَحِيْحاً فَهُوَ قَلِيْلٌ لِلّٰهِ اَنْ اَصْبِرَ لَهُ سَبْعِيْنَ سَنَةً)) [تفسیر ابن کثیر: سورت الانبیاء: آیت ۸۳]

''میں نے ستر (۷۰) سال صحت وعافیت اور تندرستی سے زندگی گزاری ہے اب اگر اس بیماری کی حالت میں ستر (۷۰) سال تک پڑا رہوں اور اللہ تعالیٰ کیلئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبر کروں تو پھر بھی کم ہے۔"

آپ کی اہلیہ محترمہ سیدہ رحمت رضی اللہ عنہا جذبہ خدمت سے سرشار آپ کو اٹھائے پھرتیں اور محنت و مزدوری کر کے آپ کے خورد و نوش کا انتظام بھی فرماتیں۔ اسی پریشانی کے عالم میں ایک طویل عرصہ گزر گیا ایک دن ابلیس لعین ہمدرد معالج کی شکل میں سیدہ رحمت رضی اللہ عنہا کے سامنے آیا اور کہا کہ تمہارا خاوند عرصہ دراز سے بیماری، سخت تکلیف اور اذیت میں مبتلا ہے اسے یہ بات سمجھاؤ کہ فلاں قبیلے کے بت کے نام پر ایک مردہ مکھی کا چڑھاوا چڑھا دیں تو انہیں شفاء ہو جائے گی (اگر وہ اسے گناہ تصور کرتے ہیں) تو بعد میں توبہ کر لیں۔

سیدہ رحمت جیسی وفا شعار اور خدمت گذار بیوی کیلئے خاوند کی صحت و سلامتی اور تندرستی سے بڑھ کر کونسی نعمت ہو سکتی تھی چنانچہ انہوں نے جناب ایوب علیہ السلام سے یہ عرض کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

((قَدْ اَتَاكَ الْخَبِيْثُ لَلّٰهِ عَلَيَّ اِنْ بَرَأْتُ اَنْ اَجْلِدَكِ مِائَةَ جَلْدَةٍ))[تفسیر ابن کثیر: سورت الانبیاء آیت ۸۳]

"تحقیق تیرے پاس خبیث شیطان آیا تھا (جس نے تجھے راہِ راست سے بھٹکانے کی کوشش کی ہے) اگر مجھے اللہ تعالیٰ سے شفاء عطاء فرمائی تو میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ (اس جرم پر) میں تجھے سو کوڑے ماروں گا۔"

دعاءِ ایوب:

مختصر یہ کہ جب معاملہ شیطان کی طرف سے شرک کی دعوت تک جا پہنچا اور اہلیہ کے عقیدہ توحید میں لچک اور کمزوری کا خطرہ محسوس ہوا تو سیدنا ایوب علیہ السلام نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دربارِالٰہی میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھا دیے اور عرض کی:

﴿وَ اَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ﴾ [الانبیاء:۸۳]

''اور ایوب علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔''

آپ سیدنا ایوب علیہ السلام کے ان دعائیہ کلمات پر غور فرمائیں کہ آپ کے صبر، حوصلہ اور برداشت کا یہ عالم ہے کہ آپ نے اس دعا میں کسی چیز کا مطالبہ نہیں کیا، کوئی شکوہ نہیں کیا بلکہ شفاء کی درخواست بھی نہیں کی، کہا تو صرف یہ کہا، میرے پروردگار! میں تکلیف و مرض میں مبتلا ہوں اور تو ارحم الراحمین ہے۔ آپ کے ان دعائیہ الفاظ سے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی انتہائی صابر، قانع اور خوددار آدمی اپنے مالک کو کوئی بات یاد کروا رہا ہے کہ میرے مالک! میں طویل عرصہ سے بیمار ہوں اور تو ہی سب سے زیادہ مہربان ہے۔ سبحان اللہ۔

قرآن کریم کے الفاظ اور انداز سے پتہ چلتا ہے کہ رب العالمین کو اپنے اس صابر و شاکر بندے کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ ایسے پسند آئے کہ خالقِ ارض و سماء نے انہیں فوراً درجہ قبولیت عطاء فرما دیا۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ ذِكْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ﴾ [الانبیاء:۸۴]

''پس ہم نے اس کی فریاد قبول فرمائی تو ان کی بیماری دور فرما دی اور ہم نے انہیں ان کے گھر والے عطاء کر دیے اور اپنی خاص رحمت سے اتنے ہی اور بھی دے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیے اور اس (واقعہ) میں عبادت گزاروں کیلئے نصیحت ہے۔''

سیدنا ایوب علیہ السلام جب تمام مصائب ومشکلات اور طویل ترین بیماری کے امتحان میں بے مثال صبر وضبط کا مظاہرہ کر کے کامیاب ہو گئے اور بے مطالبہ دعا کے باعث رحمتِ الٰہی کے زیادہ مستحق قرار پائے تو اللہ رب العالمین نے ان کی شفاء کا بھی عجیب وغریب انتظام فرما دیا۔ انہیں حکم دیا گیا کہ ''زمین پر ایڑی مارو'' انہوں نے کمال بے نیازی سے عرض کیا ہوگا کہ میں تو ایک طویل عرصے سے ایڑیاں رگڑ رہا ہوں۔ جواب آیا ہوگا پہلے یہ کام اپنی مرضی سے کرتے تھے اب میرے حکم سے ایک بار زمین پر ایڑی مارنا آپ کا کام ہے اور وہاں سے شفاء کا چشمہ جاری کر دینا میرا کام ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے زمین پر پاؤں مارنے کی دیر تھی کہ وہاں سے صاف وشفاف، ٹھنڈے اور میٹھے شفا بخش پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے اس چشمہ شفاء میں غوطہ لگایا تو جلد کی تمام بیماریاں دور اور اس کے چند گھونٹ پیئے تو اندر کے تمام روگ ختم ہو گئے۔ قرآن عزیز اس واقعہ عجیبہ کو اس طرح بیان فرماتا ہے:

﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ○ ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ○ وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ○﴾ [ص: آیت ۴۱ تا ۴۳]

''اور ہمارے بندے ایوب علیہ السلام کا ذکر کیجئے جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ شیطان نے مجھے بہت تکلیف اور دکھ پہنچایا ہے (تو ہم نے انہیں حکم دیا کہ) اپنا پاؤں (زمین پر) مارو، یہ ٹھنڈا پانی نہانے اور پینے کیلئے ہے اور ہم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں ان کے اہل وعیال عطاء کیے اور اپنی رحمت ومہربانی سے ان کے ساتھ اتنے اور بھی دے دیئے اور یہ عقل والوں کیلئے نصیحت ہے۔“

اہل وعیال اور مال:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا ایوب علیہ السلام کو ان کے مثالی صبر کا صلہ، اجر اور جزاء یہ عطاء فرمائی کہ ان کے اہل وعیال اور دولت و مال کو واپس لوٹا دیا اور اتنا کچھ مزید عطاء فرما دیا۔ اہلِ تفسیر نے اس کے دو مفہوم بیان فرمائے ہیں۔

۱) آپ علیہ السلام کی جو بیویاں اور بچے شدید بیماری کے باعث آپ کا ساتھ چھوڑ گئے تھے تندرستی اور صحت یابی کے بعد وہ سارے واپس آ گئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے اتنے ہی بیٹے، بیٹیاں مزید عنایت فرما دیے اور جتنا مال و دولت، فصلات و باغات اور جانور و مویشی ضائع ہو گئے تھے وہ سارے اور اتنا کچھ اور بھی نصیب فرما دیا۔

۲) آپ کے جو صاحبزادے اور صاحبزادیاں مکان گرنے سے شہید ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے ان سب کو دوبارہ زندہ کر دیا اور اتنی ہی تعداد میں مزید بیٹیاں اور بیٹے عطاء فرما دیے اور پہلے سے دگنا مال وغیرہ بھی عنایت فرما دیا۔

اللہ تعالیٰ نے جس معجزانہ طریقے سے جناب ایوب علیہ السلام کو کھوئی ہوئی دولت عطاء فرمائی اس کا کچھ اندازہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث طیبہ سے ہوتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بَيْنَمَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَجَعَلَ يَحْثِي فِي ثَوْبِهِ ، فَنَادَى رَبُّهُ يَا أَيُّوبُ ، أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى قَالَ بَلَى يَا رَبِّ ، وَلٰكِنْ لَا غِنَى لِي عَنْ بَرَكَتِكَ))

[صحیح بخاری: کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ وایوب اذ نادی ربہ...........]

''جب جناب ایوب علیہ السلام برہنہ غسل فرما رہے تھے تو آپ پر سونے کی ٹڈیوں کی بارش شروع ہوگئی تو آپ علیہ السلام انہیں اپنے کپڑے میں جمع فرمانے لگے، اللہ تعالیٰ نے پکار کر فرمایا، اے ایوب! کیا میں نے تمہیں ان ٹڈیوں سے بے نیاز نہیں کر دیا، عرض کی، اے پروردگار! کیوں نہیں (تو نے مجھے ہر چیز سے بے نیاز فرمادیا ہے) لیکن میں تیری برکت سے کیسے بے نیاز ہوسکتا ہوں۔''

یہ ساری نوازشات، انعامات اور احسانات نتیجہ تھے سیدنا ایوب علیہ السلام کے صبر، حوصلہ اور استقامت کے۔ قرآن حکیم ان کے بارے میں اعلان فرما رہا ہے:

﴿ اِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهُ اَوَّابٌ ○﴾ [ص: ۴۴]

''یقیناً ہم نے انہیں (ایوب علیہ السلام) کو صبر کرنے والا پایا وہ بہترین بندے تھے جو ہر وقت (اپنے رب کی طرف) رجوع کرنے والے تھے۔''

یہی وہ صبر ہے جس کی تاکید وتلقین کا حکم اللہ تعالیٰ نے سورۃ عصر میں دیا ہے کہ ''وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ'' اور خسارے سے وہی لوگ بچیں گے جو ایک دوسرے کو حق کا تاکیدی حکم اور ''وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ'' صبر کی نصیحت کرتے رہیں گے۔

صبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

نبی دو جہاں، سرورِ کون ومکاں، امام رسولاں جناب محمد مصطفیٰ، احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقتاً پیکرِ صبر ورضا تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت سے لے کر وفات حسرت آیات تک ساری زندگی صبر ورضا کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ یتیمی کا کربناک زمانہ دیکھا..........تو..........صبر کیا۔

☆ چھ سال کی عمر میں دورانِ سفر دیارِ غیر میں آنکھوں کے سامنے والدہ ماجدہ کا انتقال ہو..........تو..........صبر سے کام لیا۔

☆ آٹھ سال کے ہوئے تو غم خوار دادا کی وفات پر..........صبر سے کام لیا۔

☆ اعلانِ نبوت کے بعد اپنے، بیگانے بن گئے..........تو..........صبر سے کام لیا۔

☆ اہلِ مکہ نے ظلم و جبر کے تمام حربے آزمائے..........مگر..........آپ ﷺ نے صبر سے کام لیا۔

☆ شعب ابی طالب میں محصور کر دیے گئے..........تو..........صبر سے کام لیا۔

☆ ہمدرد چچا ابو طالب داغِ مفارقت دے گئے..........تو..........صبر سے کام لیا۔

☆ خدمت گزار رفیقۂ حیات سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات حسرتِ آیات پر صبر سے کام لیا۔

☆ اہلِ طائف نے پتھروں کی بوچھاڑ سے جسمِ اطہر کو لہولہان کر دیا تو صبر سے کام لیا۔

☆ صحابہ کرام پر ظلم و ستم ہوتے دیکھا مگر صبر سے کام لیا۔

☆ ہجرت کا حکم ملا تو حرمِ کعبہ کی جدائی پر صبر کیا۔

☆ غارِ ثور اور مدینہ طیبہ کے سفر میں ہر وقت دشمنوں کے حملے کا خوف رہا مگر صبر کا دامن نہ چھوڑا۔

☆ غزوہ بدر میں مخلصین و مجاہدین کی تعداد دشمن کے مقابلے میں کم تھی مگر صبر کی بدولت فتح حاصل ہوئی۔

☆ منافقین کی سازشیں عروج پر تھیں مگر آپ ﷺ نے صبر سے کام لیا۔

☆ غزوہ احد میں میں بہت بڑا نقصان ہوا مگر صبر سے کام لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ ستر صحابہ شہید ہوئے، جسمِ مبارک زخمی ہوا اور دانت ٹوٹ گئے مگر صبر سے کام لیا۔

☆ آپ ﷺ کے چچا محترم سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کا مثلہ کیا گیا مگر آپ نے صبر سے کام لیا۔

☆ عرب کے تمام قبائل جمع ہو کر مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہوئے ...... مگر ...... آپ اور آپ کے جاں نثاروں نے صبر کیا۔

☆ مقامِ حدیبیہ پر بعض کڑی شرائط قبول کر کے مثالی صبر کا مظاہرہ کیا۔

☆ فتح مکہ کے موقع پر جانی دشمنوں کو معاف کر کے صبر کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔

☆ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی اور لاش کی توہین کرنے والی ہندہ کو معافی دے کر انتہاء درجے کا صبر کیا۔

☆ اپنے ایک بڑے دشمن ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کو استقبال کر کے صبر کی اخیر کر دی۔

☆ غزوہ حنین کے موقع پر میدان میں اکیلے کھڑے ہو کر "اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ" کا نعرہ لگا کر صبر کا اظہار فرمایا۔

☆ سخت بیماری کے ایام میں انتہائی تکلیف برداشت کر کے صبر کا مظاہرہ فرمایا۔

☆ اپنے ہاتھوں کئی جاں نثاروں کو قبروں میں اتارا مگر صبر کا دامن نہیں چھوڑا۔

الغرض آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں تمام غموں، صدموں، تکلیفوں، پریشانیوں اور دشواریوں پر ساری زندگی صبر ...... صبر ...... اور صبر سے ہی کام لیا ......

...... ایسا کیوں نہ ہوتا ...... اللہ تعالیٰ کا حکم اور فرمان تھا کہ اے میرے حبیب ﷺ!

﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ﴾

[الاحقاف: ۳۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''پس آپ صبر کریں جیسے عزم و ہمت والے رسولوں نے صبر کیا اور ان (دشمنوں) کیلئے جلدی (عذاب) طلب نہ کریں۔''

صبر اور جنت:

مصائب و آلام اور شدائد و مشکلات پر صبر، حوصلے اور ہمت سے کام لینا خصوصاً کسی قریبی عزیز، رشتہ دار یا بیٹے اور بیٹی کی وفات کو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اور اس کی رضا جان کر برداشت کرنا، کسی قسم کی بے صبری اور بے حوصلگی کا اظہار نہ کرنا ہے خاصا مشکل ہے............لیکن اگر کوئی یہ کام کر لے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جائے تو اللہ رحیم و کریم اس پر راضی ہو کر اس کے لئے جنت کو واجب کر دیتے ہیں اور جنت کا ایک اعلیٰ، بے مثال اور خوب صورت محل اس کے نام الاٹ کر کے اس کے دروازے اور پیشانی پر لکھ دیا جاتا ہے کہ جنت کا یہ محل فلاں خوش نصیب کا ہے جس نے اپنے بیٹے کی وفات پر صبر کا مظاہرہ کیا تھا۔ چنانچہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهِ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي، فَيَقُولُونَ نَعَمْ، فَيَقُولُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ، فَيَقُولُونَ نَعَمْ، فَيَقُولُ مَاذَا قَالَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ، فَيَقُولُ اللّٰهُ ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ))

[جامع ترمذی: کتاب الجنائز، باب فضل المصیبة اذا احتسب]

''جب کسی (مومن) بندے کا کم عمر معصوم بیٹا فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بچے کی روح قبض کرنے والے فرشتوں سے پوچھتا ہے (حالانکہ وہ سب کچھ جانتا اور ہر چیز سے پوری طرح باخبر ہے) کہ کیا تم نے میرے بندے کے بچے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی روح قبض کر لی ؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، جی، مولائے کریم!(آپ کا حکم یہی تھا) پھر اللہ کریم فرماتا ہے کیا تم نے میرے اس بندے کے دل اور جگر کے ٹکڑے کو اس سے چھین لیا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں، جی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے ذرا یہ بتاؤ کہ (جب تم نے میرے بندے کے معصوم لختِ جگر کی روح قبض کی اور اس کے دل کے ٹکڑے کو کاٹا تو) میرے بندے نے (اپنے معصوم بیٹے کی تڑپتی لاش کو دیکھ کر) کیا کہا تھا؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں اس نے (اس غم، صدے اور پریشانی کے عالم میں) بھی "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" اے اللہ تیرا شکر اور حمد ہے۔ کہا تھا اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تھا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ (خوش ہو کر) فرماتا ہے میرے اس بندے کیلئے (جس نے معصوم بیٹے کی میت دیکھ کر بھی الحمد اللہ کہا) جنت میں ایک محل تعمیر کرو اور اس کا نام "بیت الحمد" یعنی تعریفوں والا رکھ دو۔" سبحان اللہ۔

اس فرمانِ مصطفیٰ ﷺ کے مطابق وہ لوگ مبارکباد کے مستحق ہیں جو صبر سے کام لے کر جنت میں اپنے لئے محل تعمیر اور الاٹ کروا رہے ہیں۔ ویسے ہم اسی بات کو دوسرے طریقے سے سمجھنے کی کوشش کریں اور سوچیں کہ اگر کوئی غم واندوہ اور مصائب و مشکلات میں صبر نہیں کرے گا تو کیا کر لے گا؟ کیا رونے، پیٹنے، واویلا کرنے، چیخ وپکار کرنے اور اللہ تعالیٰ کے شکوے کرنے سے اس کا فوت ہونے والا عزیز واپس آ جائے گا یا اسے کوئی اور فائدہ حاصل ہو جائے گا۔ حضرات! جو ہونا تھا ہو چکا، اب کچھ نہیں ہو سکتا، فیصلہ الٰہی اور تقدیر خداوندی کو کوئی ٹال اور بدل نہیں سکتا لہٰذا صبر کیجئے، حوصلہ رکھیے، برداشت کیجئے اور اللہ تعالیٰ سے بہتر بدلے، متبادل بلکہ نعم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البدل کی دعا کیجئے تو یقیناً اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے گا اور ہمیں جنت کا محل نصیب ہو جائے گا۔

نابالغ بچوں کی موت پر صبر:

نابالغ اور معصوم بچوں کی وفات والدین کیلئے بڑی اذیت ناک ہوتی ہے۔ لیکن آیئے آپ کو ایک خوش کن فرمانِ رسول ﷺ سناتے ہیں۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ خواتینِ اسلام نے نبی کریم ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں درخواست کی کہ آپ مردوں کو اکثر وعظ و نصیحت اور درس و تقریر ارشاد فرماتے ہیں۔ از راہِ کرم ہمارے لئے بھی کوئی دن مقرر فرما دیں اور ہمیں بھی درس و وعظ ارشاد فرمایا کریں۔ چنانچہ جب صحابیات رضی اللہ عنہن کیلئے درس و تدریس کا مخصوص دن آیا تو آپ ﷺ نے خواتینِ اسلام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:...........مسلمان مائیں، بہنیں اور بیٹیاں اس فرمانِ مصطفیٰ کو غور اور توجہ سے سنیں اور یاد رکھنے کی کوشش کریں۔ ارشاد ہوا:

((اَیُّمَا امْرَأَۃٍ مَاتَ لَھَا ثَلَاثَۃٌ مِنَ الْوَلَدِ کَانُوْا حِجَابًا مِنَ النَّارِ قَالَتِ امْرَأَۃٌ وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ))

[صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب فضل من مات لہ ولد فاحتسب]

''جس مسلمان عورت کے تین نابالغ (بیٹے یا بیٹیاں) فوت ہو جائیں اور وہ صبر کرے تو وہ بچے قیامت کے دن اپنی ماں (اور باپ) کیلئے جہنم کی آگ سے رکاوٹ اور آڑ بن جائیں گے۔ ایک عورت نے عرض کی اگر دو فوت ہوئے ہوں تو بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا دو (۲) والی کو یہی مقام حاصل ہوگا۔''

چونکہ عام طور پر دیکھا گیا کہ عورتوں میں صبر، برداشت اور حوصلے کی کمی ہوتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اس لئے آپ ﷺ کے ماؤں کو یہ بشارت اور خوشخبری سنائی کہ وہ اپنی اولاد کی جدائی، فراق اور وفات پر بے صبری کا اظہار کرنے کی بجائے صبر سے کام لیں تو اللہ تعالیٰ انہیں جہنم کی آگ سے محفوظ کر کے نعمتوں بھری جنت میں داخل فرما دے گا۔

جناب قرۃ المزنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

''ایک شخص اپنے چھوٹے بچے کو ساتھ لے کر خدمتِ نبوی میں حاظر ہوا کرتا تھا، رسولِ اکرم ﷺ نے ایک دن اپنے اس صحابی کو از حد مغموم، بڑا رنجیدہ اور پریشان حال دیکھ کر اس سے دریافت فرمایا کہ تم اتنے غمگین کیوں ہو؟ اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا نورِ نظر، لختِ جگر، معصوم بیٹا جس کے ساتھ میں آپ کی خدمت میں حاظر ہوا کرتا تھا مجھے اس سے بہت زیادہ محبت و الفت تھی وہ مجھے داغِ مفارقت دے گیا اور اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا ہے۔ اس کی جدائی کا مجھے بڑا صدمہ ہے اور اس کی موت مجھے ہر وقت پریشان کئے رکھتی ہے۔''

امام الرسل ﷺ نے اسے تسلی دیتے اور خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا:

((أَمَا تُحِبُّ أَنْ لَا تَأْتِيَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، إِلَّا وَجَدْتَهُ يَنْتَظِرُكَ؟ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلَهُ خَاصَّةً أَمْ لِكُلِّنَا؟ قَالَ بَلْ لِكُلِّكُمْ))

[مسند احمد: جلد۴ صفحہ ۵۲۲، حدیث قرۃ المزنی، مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ گرجاکھ گوجرانوالہ]

''کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ قیامت کے دن تم جنت کے دروازوں میں جس دروازے پر بھی جاؤ تمہارا بیٹا وہیں تمہارا انتظار کر رہا ہو؟ یہ خوش کن فرمانِ رسول سن کر ایک صحابی نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! یہ بشارت صرف اسی کیلئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاص ہے یا ہم سب کیلئے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم سب کیلئے ہے یعنی تم میں سے جس کا بھی معصوم بچہ فوت ہو جائے اور وہ صبر کرے تو اس کا بچہ جنت کے دروازے پر اس کا انتظار کر رہا ہوگا۔'' سبحان اللہ۔

حضرات وخواتین! زندگی اور موت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے ہم میں سے کوئی کسی کے سانس بڑھا سکتا ہے نہ گھٹا سکتا ہے البتہ اگر ہم عزیزوں کی وفات، بیٹوں اور بیٹیوں کی موت اور بزرگوں کی اس جہان سے رخصتی پر صبر کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر پائیں گے اور اگر خدانخواستہ بے صبری کریں گے تو اجر وثواب سے محروم بھی ہوں گے اور اپنے اللہ کریم ورحیم کو ناراض بھی کریں گے۔ آیئے! معصوم بچوں کی جدائی اور موت پر جزائے جنت کے بارے میں آپ کو ایک اور فرمانِ رسول ﷺ سناتے ہیں۔ جناب ابو حسان رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میرے دو بیٹے یکے بعد دیگرے وفات پا چکے ہیں لہٰذا ہمیں کوئی حدیث سناؤ جس سے ہمارے دل خوش ہو جائیں تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ:

((صِغَارُهُمْ دَعَامِيصُ الْجَنَّةِ يَتَلَقَّى أَحَدُهُمْ أَبَاهُ أَوْ قَالَ أَبَوَيْهِ فَيَأْخُذُ بِثَوْبِهِ أَوْ قَالَ بِيَدِهِ كَمَا آخُذُ أَنَا بِصَنِفَةِ ثَوْبِكَ هٰذَا، فَلَا يَتَنَاهَى أَوْ قَالَ فَلَا يَنْتَهِي حَتّٰى يُدْخِلَهُ اللّٰهُ وَأَبَاهُ الْجَنَّةَ))

[صحیح مسلم: کتاب البر والصلۃ، باب فضل من الموت له ولد فيحتسبه]

''چھوٹے بچے تو ماں باپ کے جنت میں جانے کا سبب ہیں، وہ بچے وہاں اپنے والدین کو ملیں گے تو ان کے دامن یا ہاتھوں کو ایسے پکڑ لیں گے جیسے اب میں نے تیرے کپڑوں کا کنارہ پکڑا ہے اور وہ بچے اس وقت تک اپنے ماں باپ کا دامن نہیں چھوڑے گے جب تک اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے والدین کو جنت میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داخل نہیں کردے گا۔‘‘ سبحان اللہ۔

رسول اللہ ﷺ کی اپنے بیٹے سے محبت:

حضرات! کسی کو صبر کی تلقین ونصیحت کرنا بڑا آسان ہے مگر جب اپنے پر کوئی آفت، مصیبت، صدمہ تکلیف اور پریشانی آئے تو صبر واستقامت اختیار کرنا اور خود عمل کرنا ازحد مشکل ہے۔ الحمدللہ ہمارے آقا ومحبوب جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے اصحاب کرام اور امت کو صبر وحوصلے کی تاکید وتلقین بھی فرمائی اور جب موقع آیا تو آپ ﷺ نے عملاً صبر کرکے دکھایا اور صبر کی حدود وقیود کا بھی تعین فرمایا۔ آپ جانتے ہیں کہ اللہ ارحم الراحمین نے نبی کریم ﷺ کو چار صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے عطاء فرمائے .... حکمتِ الٰہی کہ چاروں بیٹیاں جوان ہوئیں۔ آپ ﷺ نے چاروں کی خود شادیاں کیں اور چاروں رسولِ پاک ﷺ کے گھر سے اپنے خاوندوں کے گھروں کو رخصت ہوئیں۔ مگر صاحبزادوں میں سے کوئی بھی جوان نہ ہوا بلکہ تینوں ہی اپنے اپنے بچپن میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔ آپ ﷺ کے بڑے بیٹے کا نام ’’قاسم‘‘ دوسرے کا ’’عبداللہ‘‘ اور اسی کے لقب طیب وطاہر ہیں اور تیسرے بیٹے کا نام ’’ابراہیم‘‘ ہے۔ قاسم اور عبداللہ مکی زندگی میں انتقال کر گئے اور ابراہیم مدنی زندگی میں فوت ہوا۔ جناب ابراہیم کے سوا آپ ﷺ کی ساری اولاد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطنِ اطہر سے پیدا ہوئی جبکہ ابراہیم کی والدہ ماجدہ کا نام سیّدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا ہے۔ اپنے موضوع کی مناسبت سے ہم فی الوقت جناب ابراہیم کی وفات حسرتِ آیات پر امام الصابرین جناب رسول محترم ﷺ کے صبر واستقامت اور حوصلہ مندی کی بات عرض کرنا چاہتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب اللہ رب العزت نے اپنے لاڈلے رسول جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو ماہِ ذوالحجہ سنہ ۸ ہجری میں فرزندار جمند عطاء فرمایا تو آپ ﷺ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اسمِ مبارک کی مناسبت سے اس کا نام ''ابراہیم'' تجویز فرمایا، ہمیں بھی اپنے بچوں کے نام انبیائے کرام، صحابہ عظام، صلحاءِ امت، بزرگانِ دین اور نیک لوگوں کے سے رکھنے چاہیے مگر افسوس صد افسوس کہ آج کے مسلمان معاشرے میں ہم اپنے بیٹوں کے نام ہندو اداکاروں کے ناموں جیسے اور لڑکیوں کے نام غیر مسلم اداکاراؤں جیسے تجویز کرتے ہیں آپ سوچیں کہ جب ہماری اولادوں کے نام ہی مسلمانوں والے نہیں ہیں تو ہم ان سے مسلمانوں جیسے کام کی توقع کیسے کر سکتے ہیں؟۔

جناب ابراہیم کی ولادت باسعادت کے بعد مدینہ طیبہ کی معزز انصاری خواتین میں سے ہر ایک کی خواہش تھی کہ ابنِ رسول کو دودھ پلانے کی سعادت اُس کے حصے میں آئے مگر غریبوں کے آقا جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے صاحبزادے کو دودھ پلانے کیلئے مدینہ پاک کے ایک لوہار جناب ابوسیف براء بن اوس رضی اللہ عنہ کی بیوی امِ بردہ خولہ بنت منذر رضی اللہ عنہا کے سپرد فرما دیا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ایک صبح رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

وُلِدَ لِیَ اللَّیْلَةَ غُلَامٌ، فَسَمَّیْتُهُ بِاسْمِ أَبِی إِبْرَاهِیمَ ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَی أُمِّ سَیْفٍ، امْرَأَةِ قَیْنٍ یُقَالُ لَهُ أَبُو سَیْفٍ، فَانْطَلَقَ یَأْتِیهِ وَاتَّبَعْتُهُ، فَانْتَهَیْنَا إِلَی أَبِی سَیْفٍ وَهُوَ یَنْفُخُ بِکِیرِهِ، قَدِ امْتَلَأَ الْبَیْتُ دُخَانًا، فَأَسْرَعْتُ الْمَشْیَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ یَا أَبَا سَیْفٍ أَمْسِكْ، جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ، فَأَمْسَكَ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّبِيِّ، فَضَمَّهُ إِلَيْهِ، وَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ......وَفِي رِوَايَةٍ......مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ كَانَ إِبْرَاهِيمُ مُسْتَرْضِعًا لَهُ فِي عَوَالِي الْمَدِينَةِ، فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهُ فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَإِنَّهُ لَيُدَّخَنُ، وَكَانَ ظِئْرُهُ قَيْنًا، فَيَأْخُذُهُ فَيُقَبِّلُهُ، ثُمَّ يَرْجِعُ))

[صحیح مسلم: کتاب الفضائل، باب رحمتہ ﷺ الصبیان والعیال..........]

''رات کو مجھے اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطاء فرمایا ہے جس کا نام میں نے اپنے باپ ''ابراہیم'' کے نام پر رکھا ہے پھر آپ ﷺ نے اسے دودھ پلانے کیلئے ابوسیف رضی اللہ عنہ لوہار کی بیوی امِ سیف کے حوالے کر دیا (آپ ﷺ اپنے صاحبزادے کو دیکھنے اور ملنے کیلئے وہاں جاتے رہتے تھے) ایک دن آپ ﷺ ابوسیف کے پاس جانے کیلئے چلے تو میں بھی ساتھ تھا، جب ہم ابوسیف رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے تو وہ آگ کی بھٹی پھونک رہے تھے اور سارا گھر دھوئیں سے بھرا ہوا تھا، میں دوڑ کر آگے گیا اور ابوسیف سے کہا، ذرا رک جایئے! کیونکہ رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں وہ میری بات سن کر ٹھہر گئے، نبی کریم ﷺ نے بچے کو بلا کر اپنے ساتھ چمٹا لیا اور جو کچھ اللہ کو منظور تھا، وہ فرمایا یعنی شیر خوار بچے سے پیار بھری باتیں کیں۔ خادمِ رسول جناب انس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کسی کو بچوں پر مہربان اور شفیق نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم مدینہ طیبہ کے باہر قریبی گاؤں میں دودھ پیتے تھے، آپ ﷺ وہاں انہیں ملنے جاتے اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے۔ آپ ﷺ دودھ پلانے والی کے گھر تشریف لے جاتے اور وہاں بڑا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھواں ہوتا تھا، کیونکہ ابراہیم کے رضاعی والد لوہار تھے آپ ﷺ اپنے بیٹے کو پکڑ لیتے ،اسے بوسہ دیتے، پیار کرتے اور واپس تشریف لے آتے تھے۔"

اس عملِ رسول ﷺ سے بہت سے مسائل و احکام مستنبط ہوتے ہیں مگر چونکہ ہمارا موضوع "وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ" ہے اس لئے ہم صرف صبر رسول ﷺ پر توجہ مرکوز رکھنا چاہتے ہیں۔

بیٹے کی وفات پر صبرِ رسول ﷺ:

چونکہ آپ ﷺ کے دونوں بڑے بیٹے جناب قاسم اور جناب عبداللہ شیر خوارگی کے ایام میں ہی وفات پا گئے تھے اور عرصہ دراز کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ابراہیم کی صورت میں فرزندِ دل بند عطاء فرمایا تھا اس لیے آپ ﷺ کو اپنے اس بیٹے سے بڑی محبت والفت تھی اور آپ ﷺ اسے ملنے اور دیکھنے کیلئے جاتے رہتے تھے۔

جب جناب ابراہیم کی عمرِ مبارک اٹھارہ ماہ یعنی صرف ڈیڑھ سال ہوئی تو ایک دن آپ ﷺ کی پیغام ملا کہ عوالیِ مدینہ میں ابوسیف کے گھر جلدی تشریف لائیں کیونکہ آپ کے صاحبزادے کی طبیعت خاصی خراب اور صورتحال پریشان کن ہے۔آپ ﷺ فوراً وہاں تشریف لے گئے اور آپ کے ہمراہ آپ ﷺ کے کئی صحابہ کرام بھی تھے۔رسولِ اکرم ﷺ نے وہاں پہنچتے ہی اپنے لختِ جگر کو اپنے ہاتھوں میں لے کر بازؤوں پر اٹھالیا اور اپنی نظریں اس کے چہرے پر جما دیں۔آپ ﷺ کی ہمہ وقت خدمت بجالانے والے نوجوان صحابی سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

((وَ إِبْرَاهِيْمُ يَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ))

''جناب ابراہیم پر جان کنی کا وقت تھا، اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو آپ کی دونوں آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بہنا شروع ہو گئے۔''

حضرات! آپ تصور فرمایئے، ایک ایسا انسان جس کا ایک ہی بیٹا ہو اور وہ بیٹا بھی کئی سالوں کی دعاؤں، التجاؤں اور تمناؤں کے بعد عطاء ہوا ہو، اس کی عمر ابھی صرف اٹھارہ ماہ ہو، شفیق باپ نے ہاتھوں پہ اٹھایا ہوا ہو اور باپ کے بازوؤں میں ڈیڑھ سال کے بیٹے کی روح قبض ہو رہی اور وہ باپ کے ہاتھوں میں تڑپ رہا ہو، تو باپ کے دل کی حالت کیا ہو گی؟ اور باپ بھی وہ جو دوسروں کے دکھ درد سن کر تڑپ جاتا ہو، جو سراپا رحمت اور شفقت ہو، جو نرم دل، مہربان اور انتہائی غم خوار و غم گسار ہو، جو لوگوں کے معصوم بچوں کو اٹھا کر اپنے ساتھ سواری پر سوار کر لیتا ہو، جو تازہ اور نیا موسمی پھل ملنے پر پہلے بچوں کو کھلاتا ہو، جو دوسروں کو ان کے معصوم بچوں کی وفات پر جنت کی خوشخبری سناتا ہو، آج جب اس کی گود میں اس کا اپنا اکلوتا بیٹا جان کنی کی تکلیف میں مبتلا ہو گا تو اس کے قلبِ نازک پہ کیا گزر رہی ہو گی؟ اس کے تصورات، احساسات، جذبات اور خیالات کیا ہوں گے؟ مگر قربان جایئے امام الصابرین، اصدق الصادقین، امام النبیین، رحمۃ للعالمین اور خاتم النبیین جناب محمد کریم ﷺ کے صبر، حوصلے، ہمت، استقامت اور برداشت پر کہ ہاتھوں میں تڑپتے ہوئے بیٹے کو دیکھ رہے ہیں مگر صبر کا دامن نہیں چھوڑا، زبان سے شکوہ اور شکایت کا ایک لفظ نہیں نکالا، صرف یہ ہوا کہ دل غمگین ہوا اور گداز دل والے رسول کی آنکھیں آنسو بہانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگیں۔

جن لوگوں نے رسولِ اکرم ﷺ سے صبر واستقامت کی اعلیٰ تربیت حاصل کی تھی، ان میں سے ایک صحابی جناب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے رہا گیا، نہایت ادب سے عرض کی "وَأَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" اے اللہ کے رسول ﷺ آپ بھی رو رہے ہیں۔ رسولِ رحیم ﷺ نے فرمایا:

((يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرٰى))

"اے عوف کے بیٹے! یہ بے صبری نہیں بلکہ یہ آنسو رحمت وشفقت کے آنسو ہیں یہ کہ کر آپ ﷺ پھر رو پڑے اور آنکھوں سے مسلسل آنسوؤں بہنا شروع ہو گئے"

اسی دوران صاحبزادے کی روح پرواز کر گئی، اور وہ بے حس وحرکت شفیق باپ اور اللہ کریم کے رسول امین ﷺ کے ہاتھوں میں لڑھک گیا۔ آپ ﷺ نے بیٹے کے چہرے پر محبت بھری نظر ڈالتے ہوئے فرمایا:

((إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ ، وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ ، وَلَا نَقُوْلُ إِلَّا مَا يَرْضٰى رَبُّنَا ، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ))

[صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ انا بک لمحزونون]

"یقیناً آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور دل غم سے نڈھال ہے اور ہم زبان سے وہی کہیں گے جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے اور اے ابراہیم! ہم تیری جدائی کے باعث بڑے ہی غمگین ہیں۔"

ادھر جب ام المومنین سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا یعنی ابراہیم کی والدہ محترمہ کو خبر ملی کہ میرا نورِ نظر اپنے بابا کی آنکھوں کے سامنے اور ان کی گود میں وفات پا گیا ہے تو وہ بھی از حد غمگین ہوئیں، اور بحیثیت ماں یہ سوچ کر زیادہ محزون ومغموم ہوئیں کہ ابھی تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم نے دودھ پینے کا عرصہ بھی پورا نہیں کیا تھا کہ ہمیں داغِ مفارقت دے گیا ہے۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((لَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ)) [صحیح بخاری: کتاب الجنائز، ما قیل فی اولاد المسلمین]

''جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے جناب ابراہیم فوت ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے جنت میں ایک دودھ پلانے والی کا انتظام فرمادیا ہے۔''

اور خادمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ

((فَلَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ ابْنِي وَإِنَّهُ مَاتَ فِي الثَّدْيِ وَإِنَّ لَهُ لَظِئْرَيْنِ تُكَمِّلَانِ رَضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ)) [صحیح مسلم: کتاب الفضائل، باب رحمۃ الصبیان العیال ....]

''پس جب ابن رسول صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابراہیم نے وفات پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابراہیم میرا بیٹا ہے، چونکہ اس نے ایامِ رضاعت میں موت کو قبول کیا ہے اس لئے اسے جنت میں دودھ پلانے والی حوریں عطاء فرمائی ہوئی ہیں جو جنت میں اسے دودھ پلانے کی مدت پوری کرائیں گی۔'' سبحان اللہ۔

سورج گرہن:

اللہ تعالیٰ کی حکمت کہ جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے جناب ابراہیم کا انتقال پرملال ہوا اور پیارے پیغمبر اس صدمے سے نڈھال، غمگین اور محزون و مغموم تھے کہ اسی دن سورج کو گرہن لگ گیا اور بعض لوگوں نے سورج گرہن کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کی موت سے جوڑتے ہوئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ دراصل سورج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو گرہن ابراہیم کی وفات کی وجہ سے لگا ہے۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر نمازِ کسوف کی جماعت کروانے کے بعد خطاب فرمایا اور اس میں اِس غیر اسلامی تصور کی نفی اور تردید فرمائی۔ چنانچہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ فَقَالَ النَّاسُ انْكَسَفَتْ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوْا حَتّٰى يَنْجَلِيَ)) [صحیح بخاری: کتاب الکسوف، باب الدعاء فی الخسوف]

''جس دن ابن رسول اکرم ﷺ جناب ابراہیم کی موت کا حادثہ پیش آیا تو اسی دن سورج کو گرہن لگ گیا، اس پر بعض لوگوں نے کہا کہ سورج کو گرہن ابراہیم کی وفات کی وجہ سے لگا ہے تو رسولِ مقبول ﷺ نے فرمایا، سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانات ہیں انہیں کسی کی موت وحیات کے باعث یعنی کسی کے مرنے اور پیدا ہونے کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا جب تم انہیں گرہن کی حالت میں دیکھو تو گرہن کے ختم ہونے تک اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کرو اور گرہن کی نماز پڑھا کرو۔''

برصغیر کے نامور عالمِ دین اور مصنف مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کے اس خیال اور رسولِ اکرم ﷺ کے خطاب پر بڑا جاندار اور شاندار تبصرہ فرمایا ہے جسے یہاں لفظ بلفظ درج کیا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے اس اہتمام کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے ان سے خطاب فرمایا اور اس کی وضاحت فرمائی کہ سورج اور چاند کے گرہن اور کائنات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کسی تبدیلی کو کسی کی موت وحیات سے کوئی تعلق نہیں، خواہ اس کا کچھ رتبہ ہو اور اس کو کسی بڑی سے بڑی محبوب شخصیت سے نسبت ہو یہ عمل وہم پرستی بلکہ غالیانہ خوش عقیدگی اور شخصیت پرستی کی جڑ کاٹتا ہے، دنیا کا کوئی داعی، کوئی پیشوا، کسی تحریک کا علمبردار، کسی انسانی جماعت کا قائد ہوتا تو کم سے کم درجہ یہ تھا کہ اگر اس خیال کی تردید نہ کرتا تو خاموش رہتا کہ یہ بات ہماری تحریک کے مفاد میں جاتی ہے، میں نے تو کہلوائی بھی نہیں، خود بخود لوگوں کے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ سورج گرہن پیغمبر خدا کے فرزند کے انتقال پر ہوا ہے، اس کی تردید کچھ ضروری نہیں ہے۔

یہی فرق ہے پیغمبر اور غیر پیغمبر میں کہ سیاسی ذہن رکھنے والے جن واقعات سے فائدہ اٹھاتے ہیں (خواہ وہ واقعات غیر اختیاری طریقہ پیش آئے ہوں) پیغمبر عقیدہ کا فساد اور دین کا نقصان گوارہ نہیں کرتا، وہ ان سے فائدہ اٹھانا حرام اور منصب نبوت کے منافی سمجھتا ہے اس موقعہ پر اگر آپ خاموشی اختیار فرماتے تو اس سے دنیا میں کوئی عظیم فساد برپا ہونے والا نہیں تھا لیکن اس سے عقیدہ توحید پر اثر پڑتا، اور شخصیت پرستی اور تصرف الکائنات کے امکان کا دروازہ کھل جاتا اور یہ ذہنِ انسانی کا وہ انحراف تھا جو بہت خطرناک ہے اور ایک نبی برحق کے لئے اس کا علاج اور سدِ باب ضروری تھا۔'' [نبی رحمت ﷺ، آپ ﷺ کی اولاد واحفاد]

ختمِ نبوت کی دلیل:

اللہ رب العالمین کے ہر کام میں کوئی حکمت اور مصلحت پوشیدہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر چاہتا تو آپ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے، جوان ہوتے اور دنیا میں خوش وخرم اور باغ و بہار زندگی گزارتے، مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایامِ شیر خوارگی میں موت سے دوچار فرما دیا۔ اس کی اصل مصلحتیں، حکمتیں اور حقیقتیں تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے مگر نظر بظاہر ابراہیم کی وفات طفولیت میں جو حکمتیں نظر آتی ہیں وہ یہ ہیں:

۱) اللہ تعالیٰ لوگوں کو یہ سمجھانا، بتلانا اور ان کا عقیدہ بنانا چاہتا ہے کہ زندگی اور موت کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، حتیٰ کہ اللہ کریم کے آخری رسول، امام الانبیاء، شافع روز جزا جناب محمد مصطفیٰ ﷺ شدید خواہش اور محبت کے باوجود کسی کی عمر میں اضافہ نہیں کر سکتے یہاں تک کہ اپنے حقیقی فرزند کو بھی موت کے منہ سے نہیں بچا اور چھڑا سکے۔ قرآن حکیم اس عقیدہ صحیحہ کا اعلان ان الفاظ میں فرماتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ﴾[التوبہ:۱۱۶]

”بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے، وہی زندہ کرتا اور وہی مارتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں ہے۔“

۲) عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ بیٹا تخلیقی ساخت کے اعتبار سے باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور اس کی عادات واطوار بھی اکثر اپنے والد سے ملتی جلتی ہی ہوتی ہیں، اگر جناب ابراہیم جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے تو یقیناً اخلاق، تخلیق، شکل وشباہت اور حسن وجمال میں رسول اکرم ﷺ جیسے ہوتے اور لوگ انہیں دیکھ کر کہتے کہ یہ تو بالکل اپنے والد محمد ﷺ جیسے ہیں۔ جبکہ عقیدے اور عقیدت کی بات یہ ہے کہ کائنات ہست وبود میں اللہ تعالیٰ نے رسولِ مکرم ﷺ جیسا آج تک کسی کو بنایا ہے اور نہ قیامت تک بنائے گا۔ احسن الخالقین نے آپ ﷺ کو خَلق اور خُلق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بے مثل و بے مثال اور با کمال ولاجواب پیدا فرمایا ہے۔آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی اور داماد سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا فرمانِ ذی شان ہے کہ:

لَمْ اَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[جامع ترمذی: کتاب المناقب، باب ما جاء فی صفۃ النبی ﷺ]

''میں نے آپ ﷺ کا جیسا نہ آپ سے پہلے کوئی دیکھا اور نہ آپ کے بعد ہی کوئی آپ جیسا نظر آیا۔''

۴) آپ ﷺ کے فرزند ارجمند جناب ابراہیم کا بچپن میں فوت ہو جانا، نبی اکرم ﷺ کے آخری ہونے اور ختم نبوت کی بھی دلیل ہے۔جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ جناب اسماعیل تابعی رحمہ اللہ نے صحابی رسول جناب عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے دریافت فرمایا:

((اَرَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاتَ صَغِيرًا ، وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ ، وَلٰكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ))

[صحیح بخاری: کتاب الادب، باب من سمّی باسماء الانبیاء]

''کیا آپ نے نبی کریم ﷺ کے صاحب زادے جناب ابراہیم کو دیکھا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ (ہاں دیکھا تو تھا لیکن) وہ بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے اگر محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کسی نبی کی آمد متوقع ہوتی تو آپ ﷺ کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔''

آپ ﷺ کے صاحبزادے کا ذکرِ خیر آیا تو بات پھیلتی چلی گئی۔ میں عرض یہ رہا تھا کہ جس صبر کی تاکید و نصیحت کا سورۃ عصر میں حکم دیا گیا ہے۔ رسولِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترم ﷺ نے اس صبر کی صرف زبانی نصیحت ہی نہیں فرمائی بلکہ عملی طور پر صبر کا بہترین نمونہ بھی پیش فرمایا۔ اب سورت عصر ایک مرتبہ پھر سنیے اور پڑھیے تو صبر کی حقیقت واہمیت واضح ہو جائے گی۔ ارشاد ہوا:

﴿وَالْعَصْرِ ٥ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ٥ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ٥﴾ [العصر]

''زمانے کی قسم! یقیناً انسان خسارے میں ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے اور حق کی تبلیغ اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔''

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ:

معروف مفسر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہورِ زمانہ تصنیف ''التفسیر الکبیر'' میں سورت عصر کے مضامین کا خلاصہ بڑے مختصر اور خوب صورت الفاظ میں بیان فرمایا اور اس سورت کے احکام پر بڑا شاندار تبصرہ فرمایا ہے۔ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

((هٰذِهِ الْآيَةُ فِيهَا وَعِيدٌ شَدِيدٌ وَذٰلِكَ لِأَنَّهُ تَعَالٰى حَكَمَ بِالْخَسَارِ عَلٰى جَمِيعِ النَّاسِ إِلَّا مَنْ كَانَ آتِيًا بِهٰذِهِ الْأَشْيَاءِ۔ وَهِيَ الْإِيمَانُ۔ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ۔ وَالتَّوَاصِي بِالْحَقِّ۔ وَالتَّوَاصِي بِالصَّبْرِ فَدَلَّ ذَالِكَ عَلٰى أَنَّ النَّجَاةَ مُعَلَّقَةٌ بِمَجْمُوعِ هٰذِهِ الْأُمُورِ وَأَنَّهُ كَمَا يَلْزِفُ الْمُكَلَّفُ تَحْصِيلُ مَا يَخُصُّ نَفْسَهُ فَكَذَالِكَ يَلْزِمُهُ فِي غَيْرِهِ أُمُورٌ مِنْهَا الدُّعَاءُ إِلَى الدِّينِ وَالنَّصِيحَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَنْ يُحِبَّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ))

[التفسیر الکبیر لامام الفخر الدین الرازی۔ سورت عصر]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس آیت مبارکہ میں بڑی سخت وعید آئی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے لیے خسارے اور تباہی کا حکم صادر فرمادیا ہے سوائے ان لوگوں کے جن میں یہ چار چیزیں موجود ہوں۔۱۔ایمان،۲۔عمل صالح،۳۔حق کی تبلیغ،۴۔صبر کی تاکید۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ نجات ان چاروں امور کے مجموعے پر منحصر ہے۔اور جس طرح ہر انسان اپنی ذات کا ذمہ دار ہے اسی طرح وہ بعض امور میں دوسروں کے بارے میں بھی مکلّف ومسئول ہے ۔ جیسے دین کی دعوت دینا،نصیحت کرنا،نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا اور اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی پسند کرنا جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولائے کریم تمام مسلمانوں کو سورت عصر کے مضامین احکام اور مسائل پر عمل کر کے دنیا وآخرت کے نقصان وخسران سے محفوظ ومامون رہنے کی سعادت نصیب فرمائے۔آمین۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ٥

❀❀❀

الفاظ تشکر

میں از حد شکر گزار ہوں رب رحیم وکریم کا جس ذاتِ باری تعالیٰ نے یکم ربیع الاول ۱۴۳۲ھ بمطابق ۵ فروری ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ بوقت ۱۰:۳۰ بجے دن اپنے خاص فضل وکرم کی بدولت ''سورت عصر'' کے خطبات کو کتابی شکل میں مکمل کرنے کی سعادت مرحمت فرمائی۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ حَمْدًا کَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَکًا فِيْهِ

❀❀❀

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطابت کا منفرد، نادر اور نیا انداز — بیس خطبات جمعہ کا بہترین مجموعہ

خطبات سورۃ یوسف

پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

خصوصیات

- بیس سے زائد تفاسیر کے مطالعہ کا نچوڑ۔
- دقیق تفسیری نکات کی عام فہم تعبیر و تشریح۔
- ہر بات مستند، مدلل، مفصل اور باحوالہ۔
- حضرت یوسف علیہ السلام کی مکمل سوانح حیات۔
- عملی زندگی میں پیش آمدہ مسائل کا اسلامی حل۔
- حسب موقع عربی، فارسی، اردو، پنجابی اشعار۔
- آیات، احادیث اور عربی عبارات پر اعراب۔

کمپیوٹر کمپوزنگ | اعلیٰ سفید کاغذ | مضبوط جلد | 480 صفحات

بارہ خطبات جمعہ کا مجموعہ — سورۃ یٰسین کی بہترین تشریح و تفسیر

خطبات سورۃ یٰسین

خصوصیات

- قلب قرآن کا تعارف، فضائل، خصوصیات اور برکات۔
- عملی زندگی میں پیش آمدہ سینکڑوں مسائل کا اسلامی حل۔
- صراط مستقیم کی وضاحت اور اس کے بنیادی اصول۔
- پچیس سے زائد تفاسیر کے مطالعے کا نچوڑ۔
- صاحب یٰسین کا تعارف، استقامت اور شہادت۔
- ہر بات مستند، مدلل، مفصل اور باحوالہ۔
- توحید الٰہی کے دلائل، براہین اور نشانیاں۔
- حسب موقع عربی، اردو، فارسی اور پنجابی اشعار۔
- جہنم کی ہولناکیاں، جنت کے نظارے اور میدان حشر۔
- خطباء عظام، علماء کرام اور عوام کے لیے یکساں مفید۔

کمپیوٹر کمپوزنگ | اعلیٰ سفید کاغذ | عمدہ طباعت | مضبوط جلد | جاذب نظر ٹائٹل | 320 صفحات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطیبانہ انداز میں منفرد تذکرہ رسول ﷺ

خطبات سیرت مصطفیٰ ﷺ

پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

خصوصیات

- سیرت النبی ﷺ کے منتخب موضوعات کا مجموعہ
- محبت مصطفیٰ ﷺ میں ڈوب کر لکھی گئی کتاب
- حسن و جمال مصطفیٰ ﷺ کا دلآویز تذکرہ
- مصائب رسول ﷺ کی دردناک داستان
- نبی اکرم ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کا تفصیلی بیان
- شان مصطفیٰ بزبان خدا اور مقام مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ
- محبت رسول کی اہمیت، ضرورت، ثمرات و برکات
- اتباع مصطفیٰ ﷺ کے فوائد اور اثرات و ثمرات
- نافرمان مصطفیٰ ﷺ کا عبرتناک انجام
- ہر موضوع مفصل، مدلل، مستند، اور باحوالہ
- آیات، احادیث اور عربی عبارات پر اعراب
- حسب موقع عربی، فارسی، اردو اور پنجابی اشعار

کمپیوٹر کمپوزنگ | اعلیٰ سفید کاغذ | عمدہ طباعت | مضبوط جلد | رنگین ٹائٹل | 440 صفحات

15 علمی، ادبی، اور تفسیری خطبات کا مجموعہ

خطبات سورۃ فاتحہ

- تعوذ اور تسمیہ کے فضائل و مسائل پر بہترین بحث۔
- عبادت اور استعانت کی اہمیت اور اقسام۔
- صراط مستقیم کی وضاحت اور بنیادی اصول۔
- انعامات ربانی کے مستحقین اور ان کا راستہ۔
- مغضوب اور گمراہ قوموں کا کردار اور انجام۔
- "آمین" کے فضائل، مسائل اور اسرار و رموز۔
- سورۃ فاتحہ کے فضائل برکات، اثرات اور ثمرات۔
- سورۃ فاتحہ کے بتیس ناموں کی تشریح و توضیح۔
- حمد الٰہی کے مواقع، فوائد، جزا اور ثواب۔
- رب العالمین کا تعارف اور اس کی لاتعداد مہربانیاں۔
- یوم الدین کے حقائق، معارف اور محاسبۂ اعمال۔

کمپیوٹر کمپوزنگ | اعلیٰ سفید کاغذ | بہترین طباعت | مضبوط جلد | رنگین ٹائٹل | 560 صفحات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توحید الٰہی کے موضوع پر مدلل، باحوالہ خطیبانہ انداز میں منفرد کتاب

خطبات آیت الکرسی

مرتب
پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

موضوعات

- فضائل آیت الکرسی
- کلمہ توحید کی اہمیت وضرورت اور فضیلت
- وہ ہمیشہ زندہ ہے
- اُونگھ نہ نیند
- مختار کل کون؟
- مسئلہ شفاعت کی حقیقت
- شفاعت کرنے والوں کی اقسام
- مسئلہ علم غیب کا حقیقت پسندانہ حل
- علم غیب اور اخبار غیب میں فرق
- وہ تھکتا نہیں
- کرسی کا مفہوم، حقیقت اور وسعت
- وہ بلند و بالا ہے

کمپیوٹر کمپوزنگ | عمدہ طباعت | اعلیٰ سفید کاغذ | مضبوط جلد | 448 صفحات

رمضان المبارک کے احکام ومسائل سے واقفیت کے لیے
پروفیسر حافظ عبدالستار حامد
کی مستند، مدلل، مفصل اور باحوالہ انعام یافتہ کتاب

انوارِ رمضان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیس خطبات کا منفرد مجموعہ ۞ خطیبانہ انداز میں سورۃ مریم کی تشریح و تفسیر

خطبات سورۃ مریم

مرتب پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

کمپیوٹر کمپوزنگ | اعلیٰ سفید کاغذ | عمدہ طباعت

مضبوط جلد | 432 صفحات

خصوصیات و اہم عنوانات

⊙ پچیس سے زائد تفاسیر کے مطالعے کا نچوڑ۔ ⊙ حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی سیرت و کردار۔ ⊙ دقیق تفسیری نکات کی عام فہم تعبیر و توضیح۔ ⊙ حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے کارہائے نمایاں۔ ⊙ حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کے مفصل حالات۔ ⊙ نماز کی اہمیت اور بے نمازوں کی مذمت کے دلائل۔ ⊙ حضرت موسیٰ اور حضرت ادریس علیہما السلام کے اہم واقعات۔ ⊙ ہر بات مستند، مدلل مفصل اور باحوالہ ⊙ جنت کے نظارے جہنم کی ہولناکیاں اور میدان حشر کی تفصیلات۔ ⊙ حسب موقع عربی، فارسی، اردو اور پنجابی اشعار۔ ⊙ زندگی میں پیش آمدہ سینکڑوں مسائل کا اسلامی حل۔

خطابت کا نادر اور نیا انداز | خطیبانہ طرز پر منفرد تفسیر | بیس خطبات کا بہترین مجموعہ

خطبات سورۃ نور

کمپیوٹر کمپوزنگ | اعلیٰ سفید کاغذ | عمدہ طباعت

مضبوط جلد | 608 صفحات

عنوانات

⊙ سورۃ نور کا تعارف اور فضائل۔
⊙ افک عائشہؓ کی تفصیلات اور نتائج
⊙ دشمنان عائشہؓ کا عبرتناک انجام
⊙ پردے اور حجاب کی شرعی حیثیت۔
⊙ ''آیت نور'' کی عام فہم تشریح۔
⊙ اسلامی معاشرے میں مساجد کا کردار
⊙ ایمانداروں کے اعمال کا بے حساب ثواب
⊙ منافقین کی سازشیں اور ریشہ دوانیاں
⊙ اسلامی طرز معاشرت کے سنہری اصول
⊙ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات، بات اور نام کے آداب
⊙ اسلامی حدود کی برکات اور ثمرات۔
⊙ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے قرآنی اوصاف۔
⊙ گھروں میں داخلے کے اسلامی آداب
⊙ نکاح کے تفصیلی احکام اور فوائد۔
⊙ توحید الٰہی کے چند مشاہداتی دلائل
⊙ مساجد کے آداب، فضائل اور مقاصد
⊙ کفار کے اعمال کی حقیقت اور مثال
⊙ مومنین کے کردار کی نمایاں جھلکیاں
⊙ خلافت راشدہ کے قرآنی اور حدیثی دلائل
⊙ گستاخان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوفناک انجام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خطیبانہ انداز میں منفرد تفسیر

خطبات سورۃ عصر